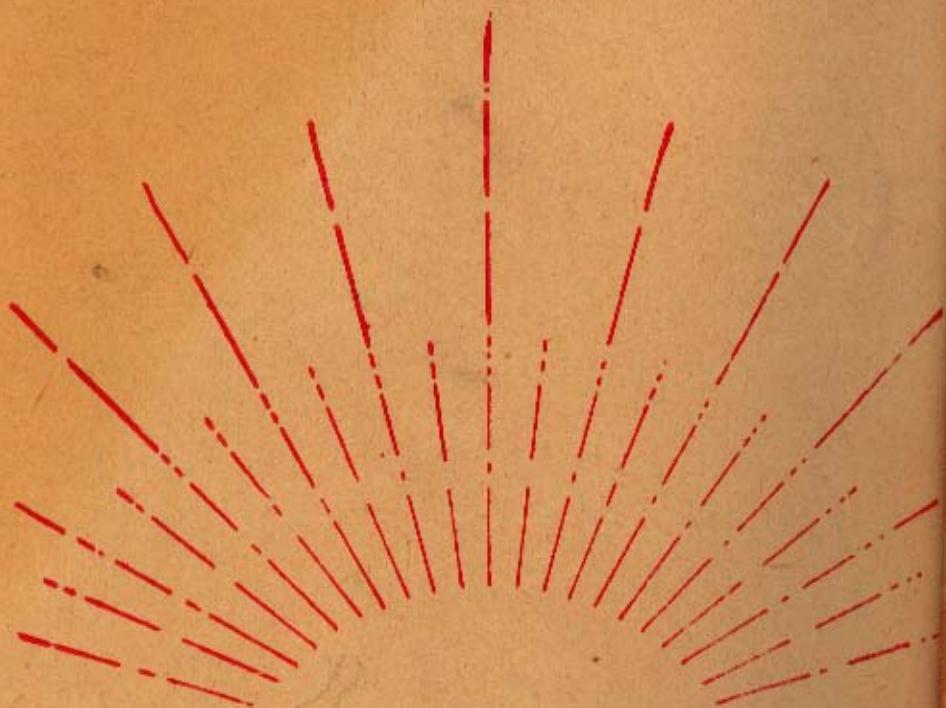


۶۲

محلی دیوبند ماہنامہ



ایڈٹر۔ عامر عثمانی (دنا محلہ دیوبند)

Annual Rs. 7

62 N.P.

کیوزم کے خروخال نہیاں کرنے والی کتابیں

نظم اور درجہ غالب کے اس شعر کی صحیحی جائی تھیں کہ تم کے انقلاب کی ضرورت ہے۔ ایک عالماء بحث سے نتھیں رہے جیزون کی حکایات خوچکان تھت ۲۵ پیسے۔

اقتصادی سامراج

سماں ایک دو کامرا جسے پہنچانے والے
بھی مختلف حصیں بد کر سکتے آ رہے۔ اس کی ترتیب تین
ٹکلیں ہیں اقتصادی سماں ایک سماں ایک سماں کا
طرح پھیلاتا ہے۔ اس کا بہترین مطلب یہ ہے کہ

اقتصادی تعاون

ایمیز اور طائمنہ مکون کا فرض ہے کہ وہ گزروانہ پس مندہ مکون کی مدد کریں یعنی پس مندہ مکون کی آوارانہ درخواست خارج کو تقدیمانہ سامنے پڑھیں ہے؛ ایک استثنی ملکہ بات از دوست، قلم ۲۵۷۔

موجودہ سماج میں طبقاتی نظام

طبیعتی نظام اور اس سے پیدا ہونے والی تابعیت کے خلاف نظری اور سیاستی ایک دست سے جگاد کر کے پیش اس کا تب بڑی طبقتی نظام کی تحریث سے منع علی امراض میں بحث کی گئی ہے۔ قومت ۲۵۴ ہے۔

غیر جانداری بطور امک پاسی نه

غیر جانبداری کے سطھ پر ایک ملک رہا۔
بجھت، کیا عالمی سیاست کے موجودہ قدر میں کوئی
واحی خیس جانبدارہ نہ کہا ہے؟ ایک انتہا
مقدمہ اور خالی افراد بحث۔ قیمت ۲۵ میٹر۔

- ہر کتاب پر سفید چکنے کا عذر پر
شائع ہوا ہے۔
 - خوب صورت میں اُٹل
ہر کتاب پر جندی میں بھی اسی قیمت
پر ویتا یاب ہو سکتا ہے۔

نظام اور درجہ نالہ کے اس شوکی میتی جاگئی تھی
مکمل ہے جزوں کی حکایات خیکھان

ہر جنڈا سیں باقاعدہ کئے تکم جو کے
تستزمیں جلوس عابدی اور محض سعیدی۔ نظر انی گوپاں تسل
گفت پائیں رجوع کے۔

5

محترم سید کا بھوٹ کلام۔ بقول نیاز پنجھری
بھوٹ احمد صاحر کے ارباد و رجب میں ۱۹۴۷ء تک
ہے اور محترم سید کا الائچی مستقبل کی تھیں گئی لاہور میں
افتتاحیہ درود سے۔

جمهورت کی کسی؟

ایک مشترکہ حواس سوال کا مسئلہ جواب دیتا ہے کہ سیاسی نظام کی جیت سے کیوں زم کے مقابلے میں ہمچوریت ہی کوئی اختیار کیا جانا چاہیے؟ مترجم محمد فتح خان، قیامت ایک روپیہ۔

خط

کیوں جیسے جیسے کلام آباد سے جیسی عوام
کے فاراد کی کہانی تصور دل کی زبان۔ ایک صورت
کا تجھ جو ماڈلین کے خوشاب پوری تفصیل سے
اپنیں گردتا ہے۔ قیمت ۵ پیسے۔

تیڈیاکی جسٹیکڈ

بصیرت افر رکابچوں کا دیک گواہ مدد
شد مذہل کتابیک شایع پوچھے ہیں۔

بخارے دوڑ کا انقلاب

بوجہ وند کے انقلابی تفاسیر کیا ہیں اور ہمیں

کیوں نہ اور کیا

زرعی مسائل پر ایشان اتفاقاً نظر سے صورج بچا جائے۔
کسانوں کے متعلق یکی انہیں کسی حقیقی ارادے کیا ہے؟
کچھ کمزور جگہی را دوں کا دشمن ہے یا خود کسانوں کا؟ اور
ہندوستان کی زرعی ترقی کا سچھ راستہ کرن سا ہے؟ ان
 تمام ایم مسائل کا سیرہ مامل تحریریہ: صفت رام سرداب۔
 قصت دو روپیہ۔ ۵۔

آزادی کی نئی صفتیں

آزادی کے تقدیر نے ایک مخصوص تصور پر بننے کے
لیے جو تاریخی مرحلہ طبقے کیے ہیں اور ان میں جوئی ریاست
اُس سے پہلی ہیں، ان سب کا حلولات افزودزیان۔
میرے بھروسے کو یاں تسلی۔ ۱۲۔ صفات، ثقت، ہدایت۔

کیزوں مم کی ہلی ستاں

دو سوال اور ان کے جواب بیکوئیزم کے شق
جو سوال حامی طور پر پوچھے جاتے ہیں اس کا پاس ان کے
تجھوں اور دوسرے جواب حامی نہیں اناہذیں دیے گئے تھیں
مترجم صلیس خابدی، ۶۷، اضافات تجہیت ایک روپیں

سووٹ روں کی حیثیت

سولہ روس ہمارے نسل کی ایک شخصیت
پر تکمیل اپنے سچائی میں لگ گواہ اخلاق پر پوچھنے کا شکار کر کے
دھونکا کھا جاتے ہیں۔ اس کا بھی پوچھنے سے ہے بہت
کرم حلقہ کو سامنے لا آیا ہے۔ کتاب روحتوں میں
بھیجی ہے۔ مجھی تجھی دو روپیے۔

تجدد حنون

آزاد کے شری ادب میں تاریخی اضافہ، رسوں اور
مشرقی پریپ کے باعثِ شاعروں کی تکڑا بھیز نغموں کا

اُن بیتے سے منگتے، مکتبہ تھکانہ دیوبند ضلع سہاران پورہ رہے۔

اچھی کتابیں

باندی شاکر، کھنکی دینی و علمی جیش کتاب کے مصنف کا ایک خط اور مولانا ابوالکلام آزاد کا جواب بھی شامل ہے دیڑھ روپیہ ۵/-
القرآن [سچے نام امام ابن عینی کے اکابر و حنفی از اس کار در ترجیم جس میں کرامت و برگل کی علامات اور دلایت کی حقیقت پر لاجواب لکھنے کی گئی ہے۔]

فارابی [علمائی حکیم ابوالنصر فارابی کے علم فضل ان کی سوانح، لالات، تجدید فاسد و منطق کے مفصل و مکمل حالات

قیمت پوچھ دو رپے ۱/۴۵

غذۃ الطالبین [شاد عبد القادر جیلانی کے شہرہ آنکھ مصائب عالیہ و بیان اور اس کا سلسلہ تجویز ساختہ ساختہ، لاجواب تخفیف، فتحم جلدیں میں، قیمت کمکل ۲ روپے پر
مسلم شرافت رو و مع علی [استاد کتاب مسلم شرافت کا مشہور کامیاب ترجمہ، لیکن اس کی جو شرح، شرح نوی کے نام سے مشہور ہے اور تمام مدارس میں حل ری ہے اس کا بھی ترجمہ ساختہ ہی شامل ہے ترجمہ غیر مترقبہ، ترجمہ کے ساتھ اصل متن بھی۔

ملحق پوچھ جلدیں ہیں۔ ہر یہ اڑتاں میں روپے ۸/-

ابن ماجہ اردو کامل [کنام سے مشہور ہیں ان میں کی ایک اتنی ماجہدیت ہی ہے اس کا عام فہم اور ترجیح صرف بارہ روپے میں ۷/-

حراء۔ ماحمد اردو، حنبل [مولفہ استاد ابوذر سید احمد اردو، جو

آٹ کی ترتیبات کے حقوق کا دریافت و فراست کا بدر میر ہے۔ اس کے ذکرے کچھ جو حقیقی ہے کہ انھوں نے حق ادا کر دیا ہی قیمت نوٹے

مکتبہ۔ تخلیٰ۔ دیوبند یونیورسٹی

از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی
تفسیر سورہ نور [سرت دخل حصہ کے متواتر نے
 والی آسمانی پدابیات پر مشتمل سورہ نور کی بہترین تفسیری طبق، نفس
 اور محققان۔ تیجت جمال چارو پرے ۳/-
کیا ہم مسلمان ہیں؟ [خش تو پید کے مطبوعہ اور
 سرزنشگار، للہیت، اخلاق حصہ، ورد اور لکھنی کا بخوبی
 سیمہ پرے۔

قیمت مجلہ سوا درود پرے ۲/۲۵

رذ بدر علت [میں بیغل ایسی بدعلات کا رجہ جو عالم ہیں ہیں، خاص میں بھی مرتضیٰ و مردی ہیں۔ قیمت سوار و پیہ ۲/۲۵

تحقیق مزید [خلافت معاویہ یزیدؑ کے مصنف جناب محمد احمد عباسی کی لفظ شانی جو بہت سماں بینی

سجاداً پر کے طور دلکش کیلئے پیش کر رہے معاویہ کے سدلہ میں کی طیاں جوش تیجہ تک پہنچنے کے لئے کتاب نکلی خیاد میں ہمیشہ کرنی ہے۔

قیمت مجلہ آٹھ روپے ۸/-

بدعت کیا ہے؟ [بدعوں کے رد اور سنوں کے اثاثات میں ایک مشہور و مقبول کتاب، عرض قوالی، تسبیح، قیام، الابساط کیتھے چیزیں جلدیں روپے ۲/-

قارآن کا توحید نمبر [سکیون صفات کا یہ غیر معمولی ترجمہ ہے جو ترجمہ ایک انتہا ۲۵ پرے۔

شائع کیا گیا ہے بدعت و زندقة کے رد اور است کے اثاثات میں بالآخر چیز ہے جو کے علاوہ کے محتاطیں سے مزید۔ سارے چارو پرے

مجلہ سارے چھ بائیچ روپے۔ شائقین فوراً طلب کریں۔ ورد پھر پہنچ کی طرح ختم ہو جائے گا۔ اور فرمائشیں میکار کرنی پڑیں گی۔

باندیوں کا مسلم (المدار الشیعی) [تجدادہ ہے باقاعدہ] ہوئی محوالوں کو

ہر انگریزی ہمینے کو پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے
سالانہ قیمت سات روپے۔ فی پرچہ باشٹھ پیسے
غیر حمالک سے سالانہ قیمت ۸ اشلنگ شکل پوشل آرڈر
پوشل آرڈر پر کچھ نہ لکھئے بالکل بادھ رکھئے

دیلو شمارہ نمبر
ماہنا
جلد نمبر ۱۶

فہرست مضمایں مطابق ماہ مئی ۱۹۶۲ء

۵	آغاز سخن
	عامر ختمی		
۱۱	تجلی کی طاکت
	عامر ختمی		
۱۹	حالات حاضرہ اور غسلی حج
	عامر ختمی		
۳۵	کیا ہم مسلمان ہیں؟
	شمس نوید عثمانی		
۴۳	مسجد سے محسانے کے
	ٹالین اعراب کی		
۵۵	خاص حالات میں جھوٹ!
	مولانا ابوالا علی مودودی		
۵۶	کھرے کھوٹے
	شمس نوید عثمانی و عامر ختمی		

اشد ضروری

اگر اس دائرے میں
سرخ نشان ہے تو بھی لمحے مگر اس پر ہے پر آپ کی خیریاری
ختم ہے۔ یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت بھیجنی یا وی پی
کی اجازت دیں۔ آئٹھے خیریاری چاری نرکھنی ہو
تب بھی اطلاء دیں۔ خاموشی کی صورت میں گلا پرچہ
وی پی سے بھیجا جائے گا جسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی
فرض ہوگا (اوی پی سات روپے ستر پیسے کا ہو گا) منی آرڈر
بھی جگر آپ وی پی خرچ سے نجح جائیں گے۔

پاکستانی حضرات

ہمارے پاکستانی پتہ پر چندہ بھی جگر سید منی آرڈر اور اپنا
نام اور مکمل تباہہ ہمیں بھیج دیں رسالہ چاری ہو جائیگا۔

پاکستان کا پتہ۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ میں بازار

پیر الہی بخش کالونی۔ کراچی پاکستان

اس پتے پر منی آرڈر بھیج دیوں ڈاہنل

منی آرڈر کرنے وقت دلخواہ سے ملتی ہے۔ مینیج

رسائل نردا در خط و کتابت کا پتہ

دفتر تحریکی دیلوت، چنائی سوباڑ پور (بی۔ پی.)

مدیر

عامر عثمانی

ڈاہنل

سے جھپٹا کر لپنے دفتر تحریکی دیلوت سے شائع کیا

آغا زمین

بھی ہے کہ نفلیٰ حج کے سلسلے میں قاضل مدیر مدارک کی رہنمائی میں جمیع صفات ہم پیش کر چکے ہیں مولانا موصوف بھی ان کو علم و تقدیم کی روشنی میں درست اور وقت ہی بھی ہے ہیں۔ انھوں نے موجودہ حالات کا جملہ مگر فکر انگریز خاکہ پیش کرتے ہوئے تمہیر کے بعد فرمایا ہے:-

"اس بحق تربیت اور تبلیغ مسلمانوں کی معاشرہ کا مسئلہ اس ندر نہ راکت اور خارج کئے ہوئے ہے کہ اگر اس کی طرف ذریعی اور علمی توجہ کی گئی تو اخراج سے تبلیغ اور علمی کوششوں پر باہمیان لے سبھی کی کوئی صورت نہ ہو گی اور اچھوتوں سے بدتر نہیں گئی۔ اسے یہ ہو جو رہیں گے۔ جو دنگوں نے علم و بصیرت کی رفاقت ہو تو شریعت الہیہ کے لئے اچھا نہ ہو اسکی تعریف کی ترتیبیں خود کیا ہے وہ اس حقیقت سے اسلام کو سکھنے کے کوئی وجہہ حالت میں بہت سے مسائل کی ترتیب مل گئی ہے۔ مثلاً نکون اور عقل عادتوں میں تحریج کرنے کی ترتیب باقی نہیں ہے جیسی ہے۔ اور وہ تو شرعاً خالص سے مرتب ہو گئی اور مقدم تحریج ذریعہ، اس کے ان بیکم مددوں کو تذکرہ کیا ہے اور کی حاجت دوائی کرنا اور معاشرہ المأذن۔ اس کو خود کھل بنالے ۔"

اس کے بعد دو ایک ثابت قرآن اور ایک حدیث مفتسل حدیث نقل کرنے ہوئے صورت نامہ کرنے ہیں کہ:-

"سبندرہ نہ ہو عقد و ورثہ کی نظر از ربانی" میرت کے علسوں اور تجودہ درس کی تحریر و ترتیب و غیرہ۔ رہ کوچ

ہم جس بات کو اپنے علم فہم اور بصیرت و مددان کی روشنی میں حق بھجو کر بر طازہ بان پر لے آتے ہیں اس کے باعث میں یہ پڑا ہے میں کبھی نہیں پوچھی کہ کون اس کی معرفت کرتا ہے اور کون مخالفت۔ حق ہے چل ہے پوری دنیا اسے باطل استرار کے اور باطل باطل ہے چاہے سارا عالم اس کی حقانیت کاٹ نکالیں گے۔ یہ تو محض ہے کہ ہمارے فہم و بصیرت نے بھی بظوکر کھاتی ہے اور جس بات کو ہم نے دیا تا سچ بھاہر وہ واقعہ حق نہ ہو لیکن انسان یہ اپنی مقدرت ہی کی حد تک مکلف ہے۔ اسی لئے اسلام کے مسلمات میں سے ہے کہ چہ موسیٰ اجہاد و تھفہ کی شرطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے احتیاط و دبالت کے ساتھ کسی مسئلے میں ایک رائے قائم کرے گا وہ رائے الگ صحیح ہے تو اسے دُو ثواب ملیں گے اور اگر فلطیہ ہے تو ایک ثواب پھر بھی ملے گا۔

اسی لئے ہم ہمیشہ اس سے بے نیاز رہیں کہ کتنے آدمی ہماری کسی مسئلے کو پسند کرتے ہیں اور کتنے ناپسند۔ لیکن حق ہیں نفلیٰ حج و الی گلگول کے سلسلے میں ناظروں کو یہ اطلاع دینے کی ضرورة محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کہ الحدود نہ ہیں وستان کے معروف عام مولانا محمد تقی امینی نے ۔ جو مجلس تحقیقات مشریعیہ کے کوئی میر اور متعدد درگرا نمایہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ ہماری ہمہ لوگوں کی ہے۔ اور اپریل ۱۹۴۷ء کا الجعفر (منڈے ایڈیشن) اٹھا کر دیکھیے۔ اس میں آپ کو "وقت کا ایم ترین فریلنڈر" کے عنوان سے صفحہ اول ہی پر ان کا مفتalon ملے گا۔ جس میں اگرچہ بر امامت ہماری یا کسی کی رائے اور سمعت کا ذکر نہ ہیں، لیکن چال مول

رہنمای ہماری جو انتیں اپنے روزگار، بیانیں، اپنے گردامنڈے
ہوشیے طوفانوں کا اور راک کریں اور سرچو کر اس تھیڑے
کھاتی ہوئی نائج کو ڈوبتے ہے تاہم کی راہ موجیں جیکی چوں
چوں جواب نہیں ہے۔ اس وقت کرتے کہ دو کامیں جو
ہر عادت ہے برتر اور ہر نیک کاری سے قائم تھیں۔ ایک
یہ کوئی خلائق علم جو اعتمون کے ارباب حل و عقد وقت کی لکار کا
یہ اب دینے لے لے ایک سیم کی جیشیت سے نہیں ہوں، اما بیت
اور تقدیر کے خوں سے ماہر نکلیں اور مشترکہ استکار کو بھروسہ
اشراک کر۔ مل سے دفع کرنے پر تنہ من و حسن کی بازی نکال دیں۔
اوہر دوسرا یہ۔ جو تایپ یعنی لوگوں کو عجیب معلوم
ہو۔ کہ جن مسلمانوں نے ٹھوٹ اس اقتدار کا خواہیں پری
ضمر و شمی سے جیا تو اور ملت دشمنی کی حد کو رکھی ہے اپنی
پوری طرح بے تعلق کیا جائے تاکہ عالم مسلمین ان شیطانوں
کی زیب کا یورہ سے ناموں وہیں اور اگلے انتخاب میں کسی
مسلمان کا ووٹ اون کے حصہ میں نہ آئے۔ ان کے بارے
میں بہت کھل کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی ہیں جن کی
پیغمبری اور بد نکری ہم اے اُنیں مفادات، ہماری
پائیں ملے اور ہمارے حقیق کا خلیہ ٹکڑا تی ہے۔ ہماری
غیرت و محنت کا شہر چڑا تی ہے، ہمیں انگاروں پر لٹاٹی
ہے۔ ان کی تھیہ کا ذمہ فتحت ایسی ہی ضرورت ہے جیسے عہد
رسالت میں منافقوں کی تھیہ و فتحت میاست اسلامیہ کا
ہے۔ خود ری ہمدرد فرمادا جائی تھی۔

مکمل پرچیں "مفاتیح الاسلام" ناجی اسلام دشمن
تک بے شکن سے جاپیں مالی تعاون کی ہم نے کی تھی الحمد للہ
وہ صدای صحراء خیز ثابت ہوئی۔ گوکتا مخیر حاصل ہونے
والی تعاون ملکوں پر تعاون سے کوئی نہ استہیں رکھتا ملکیں ہیں
بھی تو دیکھتے ہیں کہ نکلنا اڑیاہی اور رکیلا؛ بغیرہ کی قیامیوں
نے تم بھی ہندوستانی مسلمانوں کی ملکی غیرت کو جو جعلیج کیا ہے
اس کا جواب دینے کے لئے ہمیں بہت پھر مالی مدد اور مظلوموں
کو بھی دینی ہے جو سیکولر ازم اور جمہوریت کی کسی نئی حماستہ

امیت گاہ ہے اور گے مقابیہ میں مظلومی کو داد دسی،
میکسوس کی دستگیری اور مظلوم کی بیان لوگوں کو بھانٹنے
کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے جس کا تجوید ہے اُنکل
الذکر کاموں میں الکھوں دو یہ طی خراجی سے خروج
کیا جاتا ہے اور شافعی اذکر میں کوئی بارہتی ہے۔ لہ
یہ متن کسی شرح کا جائز نہیں بلکہ جو کسی مسئلے سے رابطہ
شیوخ کی خدمت میں عرض ہو وہ حکم کی جہادت اُن دراثت کی کمی
تھی جب اپنے دو حادی دلیلے دے دیں اور کوئی ادا نہیں کیا
گی بارہن رحمت نقطہ کلکتہ اور اس کے مضافہ پرتوں پر سرہ نہیں
تھی۔ مگر پھر یہ بالآخر اڑیسہ اور ریکلود غیرہ میں ہیں جو سلا
دھارہ رہی ہے اس نے تو دیکارڈی توڑ دی۔ سماں کے پاس
وہ قتل نہیں جو اس خوشنی میں ڈال دی کہ منظہ نامہ اللہ تک۔ لکھ کے سے
ٹھیک ہی کیا۔ ہمکے تینی شدید اگر بیان اس وقت بھی جب
در رام اسٹیچ ہو رہا تھا تلقیٰ حج کے لئے تشریف لے رہے ہیں لگے تو
سچھنا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمان انسان نہیں ہیں۔ ۵۳ تو
سلکی اور پھر ہیں جن کی پائیاں بیساکی اور آہر و زیر کی اتفاق
کی تھیں نہیں۔

اسی شماستے میں یہیں اسی سلسلے کے دو خطوط کا جواب
دیا ہے۔ ہم تو ہر حال اپنی حد تک ناک و ناک دکھتے ہیں اور
ہماری کوئی سُنے یا نہ سُنے ہمیں ہر کمیٹی پیش کر کے ہمور یعنی
کرنے کا موقع نہ اہم کرنا ہے کہ بارہلہا ا تو نہ اسی شہنشاہ
کو سچھے سچھے اور کہہ لے دیں کہ جو سماجیں ہم اکھیں جھک پر اشکارا
ہدایتی ہیں وہاں میں خج کر آیا۔ جذبے اور نہیں بکھر پر اشکارا
ہیں۔ اگر اس بنده عاجز کی مخفی اور فقریں، رنج کلامیں
اور شیریں بیانیں، بھلانہیں اور نہ از مندیاں ظالہ تھیں
ہی ذات تھیں ہی دین کے لئے نہیں بھلوں بلکہ انہیں تی
ذات، اپنا مقاد اور اپنے کمیٹی اسی اعانت کی ملکہ کا داعی
بھی شامل تو پھر بکھر احمد تھا اسی احمد کے لئے تعمیر میں ایسے
اس کے ایسی سڑاکے جو تیرہ ملکوں اور اس کی مدد اور اس
شایان شان ہو۔
لوگو! وقت آچکا ہے کہ ہمارے شیوخ، ہمارے

اُج ایک شاندار ستور اور ایک بلند بانگ حکمت کے زیر ساری طوفانوں کے نرغوں میں ہیں وہ نرسخ اسی لئے تو ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہمارا مسلمان ہونا دیکھنے کی آنکھیں ہیں خار کی طرح بھٹک رہا ہے۔ لگکر یا ہم میں سے کسی کمزور سے سکر در ایمان و انسان کے دل میں بھی بھی ہر سو سر ناک لگدا رہے کہ

اللہ اس اسلام ہی کو بالائے طاق رکھدی جس کی وجہ سے جانے سروں پر ہر دم تو اڑاٹک رہی ہے۔ تو ہمارا بار تو ہے ایک جان تو گیا ہزار جانیں بھی میں تو اسلام کے قدموں پر سریان یہ مال و مثال یہ عترت و گیری یہ راحت دینا چاہیے کیا۔

ایک شائع حقیر۔ ایک حباب۔ ایک ساعت گز پر اپنے قبریں ہمارا استظار کر رہی ہیں اور وہ اب ہی زندگی ہمارے

بالیں پر آئی چیز ہے جس کی سرحدیں ہم ایک چیز کے سوا ہیں کا کوئی سرمایہ نہیں لے جاسکتے۔ وہ ایک چیز ہے عمل۔ صرف

عمل چاہے اعضاً جو ایسی کا ہر یا قلب دذہن کا۔ یعنیں اور جانیے قلب و ذہن ہی کے تخفیٰ عمل کی منعثت ہیں

پھر کیوں نہ ہم انہا المuron اخوة (سب اہل

ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) کے بھوئے ہوئے قرآنی

سینت کو تازہ کر لیجیے۔ جو لوگ امانت کی خواہش رکھنے کے

باد جو دنیٰ گھنائش نہیں رکھتے وہ حافظہ صاحب کے پتے سے نجفے

کا کتا جو جنتی تعداد میں ماسٹیجیں نفت طلب فرمائیں

پھر اپنے ملکہ، قلعن میں قی کنا یحی ایک روپی کے حساب سے

فرودخت کرنے کیسے حافظہ صاحب کی بھجویں۔ پیر فرودخت کوئی

کارہ باری چیز نہیں ہے۔ ۳۶ صفحات کا لانا بچہ ظاہر ہے

ایک روپی کا ہیں ہوسنا۔ لیکن یہ در اصل روپی کے بدلتے

ہیں۔ یا جو رہا ہے بلکہ روپی تو امانت کے درجے میں ہے اور

تو نہ ہر اندراز کو اس کے سلئے کر خدمت اور کام کی نوجیت

کیا ہے۔ فرودخت کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اس پہلو کو

کا انتظار کرے کے لئے زندہ رہے گے ہیں۔ ایسے وقت میں تھا مصباحِ اسلام کے فتنے پر اہل استطاعت بہت زیادہ توجہ نہیں دے سکتے اس قدر تی صورت مال کے میش نظر ہیں یہ غیبت معلوم ہو رہا ہے کہ درود مذہبائیوں نے ہماری اپنی دلائل ہی نظر انداز نہیں کیا۔

لیکن ایک گلہڑی ضرور ہوئی ہے کہ بہت سے بھائیوں نے ہمارا راست ہیں ہی بھائی آرڈر بھیجے تھے کروئے ہیں۔ پیر شاہ ہماری اس کوتاہی کا شہر ہے کہ جہنے حافظہ امام اللہ کا پتہ شائع ہیں کیا۔ ہم دراصل تخت الشوریٰ طوبی پر یہ بھٹک پھٹک کہ موصوف کا پتہ تو بھی کہ معلوم ہیگا۔

خیر چنے دیے آج تک ائمہ ہیں یا ائمہ ائمہ گے وہ تیمور صوف کو پہنچ ہی چائیں گے لیکن درست یہ ہے کہ پیسے ہمارا راست ہی موصوف کو پہنچ ہی چائیں۔ ان کا پتہ یہ ہے کہ حافظہ امام الدین راجح بنگری۔ ماہماہہ ایوار الاسلام۔

روم نگر دنیا س)۔

جو امدادی اکیم شائع کی گئی تھی اسے ایک بار پھر ذہن ہیں تازہ کر لیجیے۔ جو لوگ امانت کی خواہش رکھنے کے باوجود دنیٰ گھنائش نہیں رکھتے وہ حافظہ صاحب کے پتے سے نجفے کا کتا جو جنتی تعداد میں ماسٹیجیں نفت طلب فرمائیں پھر اپنے ملکہ، قلعن میں قی کنا یحی ایک روپی کے حساب سے فرودخت کرنے کیسے حافظہ صاحب کی بھجویں۔ پیر فرودخت کوئی کارہ باری چیز نہیں ہے۔

ایک روپی کا ہیں ہوسنا۔ لیکن یہ در اصل روپی کے بدلتے ہیں۔ یا جو رہا ہے بلکہ روپی تو امانت کے درجے میں ہے اور تو نہ ہر اندراز کو اس کے سلئے کر خدمت اور کام کی نوجیت کیا ہے۔ فرودخت کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اس پہلو کو تایاں کر سکتے ہیں۔

خدا کی قسم۔ ہمارا اہوان روؤں ان بھائیوں کا شکر گزار ہے جھوپیں نے ہمارے درست سوال کی لاج رکھ لی ہے ہم انھیں کیسے بتائیں کہ ان کے چند پیسے آخرت کی کن گمراہی غمتوں کا مول بخشدے اسے ہیں۔ بھائیوں اہم سب غلام ایں اسلام

تعیر کی غلطی۔ یہ ناگزبان سے نکالتے ہر سو تواب

مری افظیں وہی صریحے سر جسے عامر
نہاد کاٹ توڑا سے مگر حجھکار سے
جن وقت پیطریں لکھی جا رہی ہیں شیخ عبد اللہ جلیل سے
باہر ہیں۔ دیکھنے کا شیخ عبد اللہ جھصہ دنیا "شیرشیر" کے نام سے
جا رہی ہے۔ اقریبًا گوارہ سالوں تک قدی ملنے والے رکھنے کے بعد
حکومت نے انھیں ۷ اپریل ۱۹۷۶ء کو رہا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے
مستقبل قریب میں وہ بھر قیدی بنا لے جائیں۔

ہم اس وقت ان کی اسی روایتی اور روایتی کے "فلسفہ" پر
گفتگو کرنا ہمیں چاہتے ہیں۔ ہمیں سلسلہ کشیر سے بھی بحث ہیں۔ ہم یہ
بھی ہمیں جانتے کہ شیخ عبد اللہ گوارہ سال قبل کیا چاہتے تھا اور
آج کیا چاہتے ہیں۔ ہم تو صرف ایک ہی پہلو کی اہمیت تحسیں
کر رہے ہیں کہ بڑی مدت بعد ایک ہر دنیا کی زبان سے
عزیزت و پامردی کا وہ آدازہ ٹینے میں آبائے جس کے لئے بوج
نہ جائے کبست ترس وہی تھی۔ یہ آدازہ حق گوئی اور اصول پرستی
کی بھولوں اسری دستاویز کے برہن خانے میں سوچ کی کرنے بنکر
داخل ہوا ہے اور ایسا تحسیں پہنچتے ہیں جیسے ہوا کہ ایک تھوڑے
تو تاریخ کا کوئی بنادر پر بھول دیا ہے۔

شیخ عبد اللہ کا کہا

"جن باموت کا خوف بخوبی پنے اصول میں ہمیں ٹھاکرے
پھر ایک اور اقریب میں کہا۔

"بُرے دن ہیں مژہب و کارہ احترام اور محبت ہیں، لیکن

حق اور خدا کے ساتھ بھری و فاداری اور سب باقی

نامیٹے۔ (المختصر، اپریل ۱۹۷۶ء)

لکھنی اعلیٰ ہے آج کی دنیا میں ہے آواز!

آج جب کہ بدترین مذاقت، این الرقیٰ امداد پرستی
اور مکاری کا نام پاسداری ہے، آج جب کہ حق پرستی
خدا پرستی اور اصول پرستی اس تجزیہ کا مرہٹوں جی پکے ہیں، آج
جب کہ دل اور ضمیر پر رُگ پر بڑے ہیں۔ شیخ عبد اللہ کے
یہ کلمات کیسے عجیب ہیں۔ لیکن خوناک مگر کتنے سارے!

یاد کرو۔ آئکے انس و جن عمل اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔

"رسبے بِ اَجْدَادِ مَا هُوْ جَابِرُ سَلَطَانٍ كَأَنَّكُلُّهُ حق

چیلچاہ پڑتی ہی، سونے لگی ہے۔ صحیبہ جو اے کہ طبیعت باہم وہ
تصوف و نیت کے اس بحث پر ماں ہی ہو کر نہیں رہتی۔ خدا
جانے یہ ملکی حالات کا اثر ہے یا کوئی تھنیٰ وقت اسکی ذمہ اور
سچے کہا وجہ بار بار اعلان کرنے کے اور باوجہ مخدود حضرت
کے تقاضہ اور انتظار و اضطراب کے بس اپنی جی چاہتا ہے کہ
معاملہ ملتا ہی جائے۔ اس بد نام صورت حال کو اگر کچھ
لوگ بھی بھی ہی پہنائیں تو بجا نہ پہنچا کہ عامر عنانی نے حقیقت
"تعیر کی غلطی" کا رد لکھنے کی ایمیت ہی نہیں رکھنا احتاط یا تیس
ہنسا کر اپنی کمزوری چھپا رہا ہے۔ ایسا ہرنا ممکن ہے۔
یکوں نہ ہو جب کہ عامر عنانی میں کوئی سرخاب کا پرہنیں وہ
بھی ایک بے جنتہ و دستار عالم سا آدمی ہے اور مکروہ یا سا
اس میں کسی دوسرے آدمی سے کم نہیں ہیں۔

لیکن بھائیو۔ سوال رد کا ہے ہی کہاں۔ سوال تو
ہم اتنا لیتے کہ اس کتاب کو پڑھ کر ہم اپنی بہام کے مطابق
جن شاخ تک پہنچے ہیں انھیں بے علم و کامت بیان کر دیں
انہوں نہ ہر طالب کو قدر یا سیاہ کو سفید تراہت کرنے کی حاجوں کی
پس ہرگز سر نہ کھائیں۔ جب تھا رہہ تدرج پیش نظر ہی ہیں تو
کسی خاص ایمیت کی ضرورت ہی کہاں رہ جاتی ہے۔ یہ ایمیت
تو آپ بھی جا رہی شاندیلیم ہی کہیں گے کہ اپنی ضمیر کو القاظ کا
روپ دے کر کاغذ پر بھیلا دیا ہیں آتا ہے۔ پھر اس بگانی کی
چھائیں ہی کہاں رہی کہ تعمیق و تاخیر اپنی کا پرداہ ہے!

تجھے جانئے اس باب میں طبیعت کو میکھلے کی سے کیل دلے ہے۔
کہیں اس تو نہیں کہ کسی کا در پرداہ صرف کام کردا ہو۔ جو کہ
بھی ہو اگل پر چشم "ڈاٹ نہبو" دے رہے ہیں کیونکہ سوالات کا
روزافسریوں ایسا دھیلیں نظر میں سے ہیں گھبر رہا ہے۔ نہیں
اس کا خصوصی کچھ تو نہدا ہو گا۔ ڈریئے نہیں، نام نہاد جھٹی کا اگر کم
نہیں۔ نہرا ارش اللہ اپ کو اگلے ہی ماہ میں جائے گا۔ ہو سکتا
ہے اس دوران میں "تعیر کی غلطی" پر اظہار غیال کا بڑا بن ہی
جائے۔

تجھی کے دو شاندار نمبر سر
جو حضرات ان نبیوں کو نہ دیکھیا یائے ہوں
ان کے لئے مسیرت بخش مشکلش
خاص نمبر ۱۹۴۳ء [وضع یہ لفظ پچھیوں اور علمی جواہر پاروں
 میں متعدد ہے اور اس کا معنی ہے کہ لفظ مخصوص ہے۔ میر تجھی کے قلم سے
 معموداً ہم اور نارک سماں کے دربار مفضل جوابات ہے۔
 آغازِ حجت میں ایک بحثِ حادثے کی تحریر خیز کیا ہے۔ صفحات
 نسبت زائد۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔
ڈاکٹر نمبر ۱۹۶۷ء [ایر ٹوڈاک نمبر سی ٹھیرا علم و تفقیر
 اور انشاء کے حسن سے بھر پور درجن
 سوالات کے لشکر اور یہ لگ جوابات۔ پھر ملائی گئی ایک
 گزینہ مفتی کے روپ میں ہے۔ قیمت سوار و پیرہ
 مکتبہ تبلیغ۔ دیوبند (دیوبنی)

شریعت نشاط افروز

حاجِ صحت

شاید آپ ہیں جانتے بازاری شربتوں کے مقابلہ میں

شویبت نشاط افروز

محضی خوشبو سے پاک ہے۔ یہ شرب
 کا تاریخ پھلوں کے رسم، پھلوں کے خوبہ
 اور قسمی ادویات سے تیار کیا جاتا ہے اسلئے
 سورج کی گرمی، تھکان، ٹو، اور یہ اس کی
 خردت کو لکین بخشنے میں شویبت نشاط افروز
 کا ہر قدرہ آپ جیات کا کام دیتا ہے۔

دواخانہ طبیبہ کلنج سالم یونیورسٹی
علی گڑھ

"دہراتا ہے۔"

سلطانی چاہے فرز کی ہو یا جمیور کی۔ ہر حال میں یہ
 جرأت و شہامت صرف اول والعزیزوں ہی کا حصہ ہے کہ
 تو پکے دراصل اور تواریکی لاک پر حق بات کہہ گذریں۔
 "حق" مسئلہ کشمیر کے سلسلے میں واقعہ شیخ عبداللہ کے
 ساتھ ہے یا نہیں، یہ بحث جدا گانہ ہے۔ ازان تو صرف اسی
 حد تک مکلفت ہے کہ پوری دیانت اور سیاست خریزی کے ساتھ
 مسائل پر غور کرسے اور یہ حسن فیصلہ کو "حق" سمجھے اس پر جمع جائے۔
 اسی الگسترن جبری طلاق کے سلسلے پر امام احمد بن حنبل وحید
 خلیل قرآن کے سلسلے پر کوڑے کھائے تھے تو وہاں بھی پوزیشن
 یعنی حقیقی کو کامل دیانت کے ساتھ انہوں نے ایک بات کو
 حق سمجھا اسکا اور اسی پر ڈھٹ گئے تھے۔ اگر آج کوئی یہ ثابت
 کر سمجھی دے سکے انہیں سے کوئی ایک۔ یادوں ہی امام
 اپنی اپنی رائے میں حقیقتاً حق پر نہ تھے بلکہ حق فرقی خالق
 ہی کی طرف تھا تاب بھی ان حضرات کے مقام عزیمت اور
 درجہ جہاد میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔

اسی طرح شیخ عبداللہ کا مقام بلدن ممتاز نہیں ہو سکتا،
 چاہے کوئی چھاگلا کوئی ساشرٹی، کوئی نمذقانوں کی منظم
 سیسی ثابت کر سکے کہ ان کی رائے "مسئلہ کشمیر" کے اب
 میں صحیح نہیں ہے۔

آج کا اداری ہم شیخ کے لئے دعاۓ خیر اور ہمیت
 پر ختم کرتے ہیں۔ اسی ساتھ ہماری یہ دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ
 مسئلہ کشمیر کے اچھائی کو کسی ایسے فیصلے پر جلد ہی پہنچا دے جو
 ہندو پاک دوں کے لئے قابل قبول اور اطمینان حاصل ہو۔
 منافرت اور نزاع و جدل نے دنیا کو بھی سوئے نقصان کے پھر
 نہیں دیا۔ فائدہ تمام ترجیحات، ردا اوری اور بھائی چاہے
 ہی ہیں ہے۔ داعی اللہ ترجمہ الامور۔
 عمار عنانی

آداب پیارت قبور [حضرت امیل شہید کی تالیف،
 زیارت قبور کے آداب۔ صرف ۲۴ نئے پیسے۔
 مکتبہ تبلیغ۔ دیوبند (دیوبنی)]

بعض شہروں میں درجف کے فروخت کرنیوالے

مکمل پست	مقام و ضلع	مکمل پست	مقام و ضلع
کرکم گنج - کوچار آزادا محسیان خادم معرفت بیرونی صاحب ، ایسٹ بازار کوشکوپال صاحب ، استوکری ، آفس اکن - دریتے - شیخ القویم گورنمنٹ صاحب ، سناکسٹ پندت دادا خان رفاقت ، پیغمبری بازار راکر سلطان صاحب نیزدالی ، شہر اسلام شہر نادریں صاحب خطاو ، محلہ چینی برادرک علی صاحب ، اوئیں کلڈنی احمد جنز ، سٹور ایڈجھنی سی - شایی عطروالا ۳۲۵ ، محفل روڈ الیاس بیان صاحب ، بیان بک ، سیلور انگ - ایں ایڈسٹر ، ایمپوریون میٹر ، ایمپور لاؤس ڈیکڑ ، اسٹیشن روڈ - شیخ الصلح نہاد ، مور آناد لائبریری محمد ارسلان صاحب نام نڈاٹک مسجد پارک روڈ (آندرہا پورڈیش) حاجی عبدالخانی صاحب ، حاجی نگیج ، سید خوبیش صاحب رحائی ، عسکر نوڑہ بایان ایڈسٹر ، سدھیٹ ایڈسٹر ایڈسٹر محروم برلنی مال سٹریٹ برلنی حاجی رحیت ایڈر مال سٹریٹ برلنی عبد العزیز رشیق ، مکتم اسٹریٹ ، پرانا بلک اسٹیشن	کوچار آزادا بیکانیر (راجھپات) سیلوانی (اکنی) مجویاں بھوپور مالکاں ، نارک کھانڈھ پلسی جو عجیب نظام آباد	کوچار آزادا بھوپور علیگڑھ ویسے رادہ نجیب آباد بخور موکری میڈک لارکی پور سلطانی پور جو پور مالکاں نالک	محمد علی صاحب (لستوی تاجر عطر) مصلح میں کلن سلمان ایڈ خاص صاحب جمل کیپ سیکر ہسکنڈہ دریش ، کل نفضل بیزل دستور ، انتاب نگر فارگنڈھوا - چبارن عاظظ غلام رسول صاحب ، عربی نور دیر محمد الحیدر صاحب عربی ، علاقہ کیشپ چند رستہ ، اسٹریٹ - خلیم عافظ خمار احمد صاحب علیاں نیڈ بکڈ بھوپور ندویہ پور روڈ کوچیں ایڈ بیس صاحب ، کلڈنی پور (پیار) ڈائٹ ہبھی صاحب ہبھی پور کیسٹ مولانا ایام اوریں صاحب ، جو پل کھوی سید محمد نخان صاحب حدائقی (پیار) لیکھارڈ گڈپور ، نارک ، شیخلا نارکار بارڈسٹ سوونا تھوپیخن ، عظمی نہاد ، ایکسی چدم دو اخدا - بردونان (بکال) ، نظام اسٹور ، بھوپور بازار شراب اوریں صاحب ، مہاگوات ، کلڈنی مسجد ریڈی ۳۲ نزد بھانکیا مل ، بھوپور واہمی ایڈسٹر ، جنرل مرچٹ سرپور کافٹنگ سیوپارہ بکوز سیوپارہ بکوز فیض الحق صاحب تاجر (پیار) صریش اسٹور ، اسٹاکسٹ ہبھی دو اخدا روپی سیوپارہ بکوز ٹانڈھ فیض ایڈ

تجھی کی طاک

بھوئی ہے کہ تجھ تن اور بارہ امام (دوازدہ امام) کی صطلاجوں بھی آشنا نہیں ہیں۔ بھائی یہ اہل شیعہ کی معروف اصطلاحیں ہیں اور ہر وہ مسلمان جسے اللہ نے دین حق کا مشورہ اختاہے ان صطلاجوں کو سنکر اُس ایں سبائی تکلیف دے یاد سے دو چار پڑھتا ہے جس نے اسلامی اتحاد کو پارہ کرنے، اسلامی فتوحات کی راہ روکنے اور اسلامی معتقدات میں شیطانی خیالات کی آمیزش کرنے کی خاطر اسلام ہی کے نام پر ایک نیا مذہب ایجاد کیا تھا۔ علیہ الحمد لله والصلوٰۃ والصلوٰۃ علی انس احمدیں۔

آپؐ کو اپنے جواب بالکل ٹھیک دیا۔ تابع جوں ہستیوں کے وجود کی اطلاع دیتی ہے ان کا وجود تو بہر حال سلیم کرنا ہی ہو گا۔ قرخون و قمرود جیسے ائمہ کفر ہوں یا ابراهیم و محمد جیسے ائمہ حق چشتیکروں ہوں یا اصلاح الہیں اور عالمگیر۔ یہ سب بہر حال اس دنیا کی بساط پر گئے اور گئے ہیں۔ ان کے وجود کا انکار کرنے کو ممکن نہ ہے۔ جوں ہستیوں کا نام تجھ تن یا بارہ امام ارکھا گایا ہے ان کا بھی وجود ثابت ہے۔ لہذا وجد سنتے انکار ہم بھی نہیں کر سکتے۔

لیکن جو خاص عقائد ان ناموں کے ساتھ گھر لئے گئے ہیں وہ مگر اُن ہیں۔ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ الگ اسلام کی مرکزی شخصیتوں کی نث نہیں اور درجہ بنی کیلئے اہم ترین پابچ شخصیتوں کا اتحاب حضوری ہی ہوتا ہے اور ان کے ظاہر و باہر ہے کہ یہ پابچ شخصیتوں آخری پیغمبَر اور ان کے چار خلفاءٰ راشدین ہی کی پوسکتی ہیں۔ تجھن کہیں تو نہیں

تجھ تن اور بارہ امام

سوال ۱: از محمد علی حسن

ہبہ بانی فرمائک بذریعہ تجھی جواب علایت فرمائیں۔

(۱) ایک کتاب میں تجھ تن یا ایں جیسا کی سرخی کے تحت لکھا ہے (۱) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت علی (۳) امام حسن (۴) امام حسین (۵) حضرت فاطمہ زہرا۔

(۲) دوازدہ امام کی سرخی کے تحت حضرات علی، حسن، حسین، ازین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، حسن تقیٰ، علی نقی، حسن عسکری، محمد جوہری رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بے شکن یاک یا ایں عبا اور دوازدہ امام کا امداد کیسا ہے؟ اور کس غرض سے اس پر عقیدہ رکھنا چاہیے۔ بعض لوگ پر چھتے ہیں کہ کیا آپؐ تجھن یاک کو نہیں بلتنے کیا آپ دوازدہ امام کو نہیں لانتے؟ یعنی یہ کہ اس پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ ان شرخیوں کے تحت جو نام آتے ہیں ان کی ہستی کا انکار نہیں کرتا۔ مگر یہ بتایا جائے کہ یہ شرخیاں کس بات کی غمازی کر رہی ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ شیعی تجھیں ہے۔ ہر کیف آپؐ سے عرض ہے کہ ان سرخیوں کو سمجھائیں۔ الگی شیعیت نہیں ہے تو کیا یہ اہم کا عقیدہ ہے؟ جو بھی درست ہو وہ واضح فرمائیں۔

اجواب ۱:

معلوم نہیں آپؐ کی اب تک کی عمر کس کرنے میں بسر

خواہ کو اس بھی لگز رجایتیں۔ (درختار جلد ۲ صفحہ ۱۳)

زیادہ کیا عرض کروں۔ پوری کتاب حقیقت الفقہ کے صفحے کے صفحے اسی ہی خرافات سے پڑتے ہیں۔ ہم سب احباب منتظر ہیں کہ جلد ہی آپ کا جواب ماصواب ملے تو دلوں کو پچھا اطمینان ہو۔ آپ کا جواب مخلیٰ کی کوئی اشاعت ہیں نہ ہے کا نطلع فرمائیں۔ تاکہ دلوں کو اطمینان ہے۔

اجواب ۱۱:-

ایک ہی جن میں رہنمائی پھولوں کا وجود کرنے برائی نہیں بلکہ جس ہے اسی طرح ایک ہی نہیں بلکہ پیروں میں ذمیں و ضمیں اختلافات کا پایا جانا اور پھر ان اختلافات کی بنیاد پر مختلف حلقات اور گروہوں جانا کوئی خوفناک حادثہ نہیں بلکہ ذمہنوں کی رنگاری کا ایک نظری مظاہرہ ہے۔ یہ مظاہرہ فتنہ و فساد میں اس وقت تبدیل ہوتا ہے جب نفس تذکرہ سے اور قلوب صفات سے خالی ہو جائیں ہماری بدسمی سے آج کازماں ایسا ہی زمانہ ہے کہ باطن تاریک ہوستے جا رہے ہیں، نفس کی حالت ناگفتہ ہے اور قلب و ارادہ پر شیطانی ترغیبات سایہ پھیل کر پوئے ہیں۔ اسی لئے تم اور آپ دیکھتے ہیں کہ سماں اون کے مختلف حلقات ہائے فکر کے ذمیں و ذرائع اختلافات، جگہ و جمل، خلافت و مبارزت اور عزادو فساد کی ارزش سطح پر جا پہنچتے ہیں۔

اہل حدیث، اہل دین و دین اور اہل برلنی، بھی کا حال بھری حراثت یہ ہے کہ محبت اور نفرت، دوستی اور دشمنی، حمایت اور خلافت میں اعتدال اور صاف کی حدود سے بجا رکھ کر بلکہ اسے اعدامی، ظلم اور تعصی و نشاد کی وادی میں بھٹک جاتے ہیں اور فریق خلافت کو زیل و پا کرنے کے لئے اور چھٹے سے اوچھا اور زیور میں مذہم حسرہ استعمال کرتے ہیں دریغ نہیں کرتے۔

مثلاً بریلوں کا لڑکا تحریر کیتھے، اس میں اہل حدیث اور اہل دین کے خلاف نفرت ایکسی کی بدترین تکنک میں اسی طرح اہل دین و دین کے متاخرین کے ہمراں جماعت اسلامی

ہے اور کہتا ہوں۔ کہا جائی ہے۔ کوئی بینی حیثیت ان کے معاشر میں بھی اس عنوان کی کچھ نہیں۔ یہ عنوان تو مطبوعی اور ایجاد کے درجے کی چیز ہے۔ جیسے اسے ایک شرکریا اسی طرح تج تج اور داڑھا امام کے عنوان تقسیف ہو سکتے ہیں وحدت۔ انہیں سے کسی عنوان کا انشافت نہیں کیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی پڑھ اور ان کے جلیل الفتن اہل دین والی عظمت و تقدیم پر ہم بھی سماں اون کواتفاق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و رکھنے والا پرقلب قریباً ان یک نفسوں سے درجہ بدرجہ محبت رکھتا ہے لیکن ان کو جو حیثیت اسلام کا دعویٰ پر کرنے والے ایک خاص گروہ نہیں ہے اور جس کا اہمہ رجحان کی اصطلاح سے کیا جاتا ہے وہ یک مرکراہی، بیدینی اور نسل پرستی ہے۔

اہل حدیث اور فقہاء

سوال ۱:- از سخراحمد۔ راجحہ۔

یہاں ایک الحدیث بزرگ "حقیقت الفقہ" نامی کتاب سے فقہ حنفی کی کتبے جو اسے ایسی باتیں پیش کر رہے ہیں، اسی طرح اس کا ناکار کر دیا گیا۔ اگر بعد تاریخ تکاریج کی یہی مسائل فقہ حنفی کے ہیں یا انھلٹ ہیں؟ براہ کرم و حضانت فرمائیں۔ چند ایک نمونے درج ذیل ہیں۔

(۱) مردانہ ہمارے مشرق میں ہو اور محورت انہائے مغرب میں اتنے قابلہ پر کہ دلوں کے دریان مال بھر کی رہا ہو۔ یعنی طرح ان کا ناکار کر دیا گیا۔ اگر بعد تاریخ تکاریج کے عورت جو ہاں میں پہنچنے تو یہ کہ شام، النشب بوجگا ہر اجی نہ ہو فکا۔ بلکہ یہ اس عرصہ کی رامات تصویر کی جائیگی۔ جس نے مثاہبے تو پیاسے پتے اور لش نہیں ہوا پھر دسوائی پیالہ پیا تو لشہ ہو تو یہ دسوائی پیالہ ہرام ہے، پہنچ کے نہ ہیں۔ خالہ در تحریر جلد ۴ صفحہ ۷۷۔

(۲) گنگا ناگرے تو حد نہیں الگچہ خود افرار کے

کتاب لکھنا پیش نظرست اور تم اس تجھید کو بہت کچھ بھی سلکتے تھے لیکن یہاں اتنے ہی پر الفا لکھتے ہوئے سوال کا جواب عرض کرتے ہیں۔

درخواز فضہ حقی کی خاصی شہود کتاب ہے۔ اس کا عملی و فضی پایہ بہت بلند ہے۔ مگر قرآن ہمیں اس سے اس میں سہو و خطا کے ایسے جھوٹ بھروسہر ہوں گے جن سے خرچ ہوں انسانوں کی کوئی بھی کارناٹکی بھروسہر ہوئے کیا۔ مگر ان کو عدل پسند اور مصلح قرار دیا جائے گا جو فقط مکروہ یوں کی تلاش میں ہوئیں اور انہیں ایسے پروپیگنے کی ساد پڑھتا ہے پس کریں جس سے اصل کارنامے کی نتیجہ اور اقصیٰ اہمیت و عظمت خاک میں مل جائے۔

و) فشار یا عالمگیری یا نفعی خلیل کا کسی بھی کتاب میں اگر کوئی جزئی دروغ اقتداری اعراض ہے تو اسی بھی شرف اور طبع عالم گواستھیا قسم کی فقرت الگزی کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ عالمانہ انداز میں سخیدگی کی وجہ پر اس کے شخص کو دا ضمچ کرنا چاہیے۔ یہ طریقہ کہ ظاہر فرب اور مخالف الطائف اگر عبارتوں کو ان کی جگہ سے اٹھا کر کم علم عموم کے سامنے رکھ دیا جائے طب ای غلط اور گندہ ہے۔ اگر دو قوت "بھی فهمار سے کسی مسئلے میں چوک ہوئی ہے تو اس کا یہ طلب نہیں کہ اس چوک کی اڑالیکریم ان کی نام ہی خوبیوں پر پائی پھر تکی اور چھی ترکیمیں کرنے لگ جائیں۔

اس اصولی تذکیرے بعد تم ملتے ہیں کہ نمونے کے جو سائل آپسے "حقیقت الفقة" سے پیش کئے ہیں وہ فی الحیث تصور و خط پر مبنی نہیں ہیں لیکن فہم و تفہم کی کمی نے اہل حدیث بزرگ کو کسی بھنپ پر مجبوڑ کر دیا ہے کہ ان سائل کو فاحش عالمیوں کی فہرست میں رکھ دینا انصاف ہوگا اور چونکہ عوام زیادہ علم و بصیرت نہیں رکھتے اس لئے وہ بھی اور اک سائل کی سلسلت کے یہ تجویز فہماں کی کچھ فکری کا ثبوت نہیں بلکہ ان کے گھر سے تلقف اور تقدیر کی تھیں کا جو مظاہر و فہماں کا تفقہ کرو رہا ہے وہ مگر ایسی اور فرب ہے۔

ابو مولانا مودودی کی تذلیل و تفصیل میں حد سے گزرنے اور عدل کا خون کرنے کے المناک نہیں مل جائیں گے اور اسی طرح اہل حدیث کی تحریر و تقدیر میں نفس امارہ کی وسیسہ کا رہا ہے کا خاداد کروٹیں لیتا اظر آئے گا۔

اہل حدیث تقلید کے نتالعف ہیں۔ اس کا اندر تی تیجہ ہے یہاں چال جنیے ہوئے اسیں تقلید کرنے والے پسند نہ ہوں اور ان کی تقدیمی ان کی بارگاہ علم و فہم میں کوئی منزالت نہیں ہوئے تباہ توبات ٹھیک ہیں لیکن قلوب چونکہ مرنی نہیں ہیں اور دلاغ درجع کا متعلق حق تعالیٰ سے کمزور پڑ گیا ہے اس لئے ایک طرف یہ اختلاف عناد و نیالفت کے زاویے اختیار کرتا جائیگا اور دوسری طرف انہیں عالی مقام فہرمان اور انہیس کے لئے گئی۔

ارادی خیانت اور دافتہ ظلم کا الزام ہم ذات اہل حدیث پر مکمل سکتے ہیں نہ جملہ بریلوں پر لیکن ان دونوں ہی گروہوں کے انداز نظر کی بنیاد اصل ہیں فہم و ذکار کی تعلق اور دراست و تلقی کی پڑھے۔ بات کسی کو کتنی ہی تاگوار ہو گرے ہے امر داعہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلاحیتیں سب کو کیاں ہیں دیں۔ اہل حدیث کو اللہ اور رسول سے محبت ہے۔ وہ نیت کی حد تک یقیناً مغلص ہیں مگر علماً مقولہین سے کٹ کر ایک الگ گروہ بن جانے کی تلقیاتی و صدی یہ ہوئی کہ علمائے مقدمہین اللہ کی عطا کردہ فراستہ ذہانت سے جتنی درستک دیکھ سکتے تھے اتنی دوستک دیکھنی استعداد اللہ نے ان حضرات کو عطا ہیں کی تھی۔ ایسا طعن اگر مصقاہہ تاویہ لوگ اس تکوینی عبورت حال کا حساس اور اک کرست اور کبر و انا نیت کے اعیزوں پر خوفناکی کی سُن رکھ دیتے، لیکن فس کے شیطان نے اسیں غریبوں طور پرور علیاً اور یہ پورے اخلاص اور حسن نیت کے ساتھ یہ سمجھنے لگے کہ جہاں تک ہماری بگاہ فہم و بصیرت پہنچی ہے اس وہی سائل کی آخری حد ہے اور اس حد سے آگے دیکھنے کا جو مظاہر و فہماں کا تفقہ کرو رہا ہے وہ مگر ایسی اور فرب ہے۔

لے بھیرت کی تائید فقہاء کے ساتھ کیوں نکریے اور اہل حدیث
معز من کے ساتھ کیوں نہیں۔

میں قطع کر دیے۔
بات کو عام فہم بنانے کے لئے ہم قلمیں کو مزید شرح و
بسط سے پیش کرتے ہیں۔

زید کی رہائش گاہ کام لندن فرض کر لیجئے اور
بھر کی رہائش گاہ کارڈی۔ نیز بھی مان لیجئے کہ زمانہ ہر انی
چہاڑوں اور ریلوں کا نہیں ٹھوڑوں اور بیل گاڑوں کا
ہے جس کے ذریعہ کم سے کم ایک سال میں لندن کا باشندہ
دہليٰ پہنچ سکے گا۔

کوئی خاص وجہ ایسی پیش آتی ہے کہ سفر عدت کے
ایک خاص قانون سے غائبہ اٹھا کر کم جزوی شرعاً کو
زید اور بھر کا غائبہ نکاح کر دیا جاتا ہے۔ چلتے ہر بھی
مان لیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو شخص یا اشخاص
یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ بھر اور زید کے درمیان سال بھر
کی مسافت ہے وہ نکاح کے وقت کیا ہیں ۹

اگر وہ دہليٰ میں ہیں تو معلوم ہو کہ نکاح کے وقت زید
کا لندن میں ہونا شخص غائبہ معلومات کی بناء پر میان کیا
جاتا ہے۔ مشاہدہ اس کی بیانات نہیں۔ یہ حضرات الرخود
کسی وقت لندن ہوں گے اور زید کو دیاں رہتے دیکھا ہو گا
تو ظاہر ہے یہ دیکھنا کم سے کم ایک سال قبل وقوع میں آیا
ہو گا۔ جب مسافت ایک سال طے کر لی ہی تو ان لوگوں کا
یکم جزوی شرعاً کو دہليٰ موجود ہونا قطعی ثبوت ہے اس تباہ
کا لکر پر سے ایک سال تو یہ لندن سے دلی تک سفر ہے
ہیں اور زید کو لندن میں موجود دیکھنا کا واقعہ کم سے کم
میں پیش آیا ہو گا۔ لہذا اب جو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ
نکاح کے وقت زید لندن میں موجود ہے تو اس کا کوئی قطعی
ثبوت نہیں۔ عین ممکن ہے کہ جس روزی لندن سے دہليٰ کو
چلتے اگلے ہر روز زید بھی دیا۔ سچل گھر اپر اور نکاح
کے وقت دہليٰ ہی کے آس پاس یادہ ہی کے کسی محلے میں
موجود ہو۔ کون نہیں جانتا کہ خاص حالات میں بعض باتیں
چھپائی بھی جاتی ہیں۔ خاص حالات کی موجودگی تو اسی
ستہ ثابت ہے کہ بظاہر سال بھر کی مسافت حاصل ہونے کے

نہونہ نہیں کو پچھے۔ مسئلہ کے سیاق و سبق کو پچھلے
دیا گی۔ پھر ان حکمتوں کو نظر انداز کیا گیا جو زیرِ بحث مسئلہ
میں فقہاء نے قرآن و سنت ہی کی پیروی کے رُخ سے ملحوظ
رکھی تھیں۔ علاوه اور اسی اسلام کے ان دیگر قوانین کی طرف
سے آنکھیں بند کر لی گئیں جو اس سلسلے میں فقہاء احادیث
کو متذکرہ بالدار کے قائم کرنے پر جبور کرتے ہیں۔ بات
خال سے بھی میں آئے گی۔

زید اور بھر کو آج اپنے بیاہ دیا۔ یہ بیاہ غائبہ نہ
ہو۔ زید اور بھر کے درمیان اپنے کی معلومات کے مطابق
ایک سال کی مسافت تھی۔ اب تھیک چھ ماہ بعد بھپہ پیدا
ہوتا ہے۔

فقہاء احادیث پیش ہیں کہ جب تک اس بھجے کے
حراجی ہونے کا قطعی ثبوت نہیں جاتے اسے حلالی ہی
ماشنا ہو گا۔ کان کھول کر سنبھل وہ ایسا کیوں پیش ہیں۔
آپ کو شاید معلوم ہو کہ اسلام میں ایک طریقہ "لعن" کا
مجھی ہے۔ یعنی مرد اگر بیوی پر زانہ ہونے کا شکر کرتا ہے تو قرآن
میں "لعن" کے عنوان سے ایک آئینی طریقہ بتایا گیا ہے
نیز بھی معلوم ہو گا کہ مرد اپنی بیوی کے طبق میں کسی اور
کا بچہ تولد ہونے کو پسند نہیں کرتا۔ وہ اگر ایسے واقعہ پر
مطلع ہو جاتے تو فحیمہ کھڑا کر دیتا ہے۔

اب پیش آمدہ صورت میں اگر شوہر اپنی اسی غلبی
بیوی پر زانہ کا اشتباہ ظاہر نہیں کرتا تو اول ہونے والے
بچے کو حراجی کہتا ہے تو اصول فقیہات کے تحت قیاس یہ کیا
جانے کا کریا تو نکاح کے وقت آپ کی معلومات غلط فقیہ
کہ زید ایک سال کی مسافت پر ہے۔ وہ استزیادہ فاصلہ
پر نہیں ہو گا اور بیاہ سے بھی ہی اسی چاہتے سیزی تک
بچج لگایا ہو گا۔ پھر اس نے کوئی ایسی مواردی سفر کے لئے
زمیان کی ہو گی جو سال بھر کی مسافت کو چڑھتے ہوں یا ہنسو

ترین کے اتباع میں ایک پالا من عورت کو بلا شرعاً
شهادتوں کے زانہ ملنے سے انکار کر دیا۔
تدریجی بات ہے۔ اگر خود شوہر ہی پیش نہ رکھو
حالات میں بیوی کو حرام کارہیں مجھ رہا ہے تو ہمیں بھی بھی
خیال کر لیا جا ہے کہ ہبڑہ ہبڑہ نکاح کے بعد مبارکت کا موقع
ضرور پا جائے ہے ورنہ کیوں غصب ناک ہو کر بیوی پر الزام
زنا ماندہ کرتا۔

آپ ہمیں گے یہ تو تھن خیال آرائی ہے۔ قیاس ہے
منظقی دلیل ہمیں ہے ہم ہمیں گے کہ قیاس تو تنقید اور ایمنی
تدبری جان ہے۔ پھر الیمنی صورت میں کفایا نکاح اور
سال بھر کی مسافت بھی ایک فرضی رہا معاملہ ہے قیاس کی
اہمیت اور پڑھ جاتی ہے۔ علاوه ازیز قتل اور زنا جیسے
ظرفے جرام میں ثبوت جرم کے لئے تو قیاس اور خیال
آرائی کافی نہیں ہے، لیکن جنم کو مشکوک بنانے میں یہ
بہت کافی ہے۔ کیا آپ نہیں سننا کہ کافائدہ ہمیشہ
حجم کو پہنچتا ہے۔

مستزادہ کہ جیاں تک میاں شہادت کا تعلق ہے مسلم
میں زنا کا معاملہ قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قتل ایک
عینی شہادت پر بھی ثابت ہو جاتا ہے لیکن زنا کے نصی
فترائی کے مطابق چار عینی شاہد چاہیں۔ حشک اور وہ حج
بھی خود ایسی آنکھوں سے زدا کاشاہد کر جکا ہو جو مندرجہ
قصہ پر بیٹھا ہے تب بھی وہ اس وقت تک کہی کو زانی یا فحاشہ
قراءہ نہیں دے سکتا جب تک مزید تین عینی شاہد ہوتا نہ
ہو جائیں۔

مضائقہ نہ ہو تو آیت قرآنی بھی دیکھتے چلتے ہے۔

۱۰۷۲ حَاجَةٌ أَهْلِكَهُ بَارِئَةٌ
۱۰۷۳ وَ لَوْلَا إِلَّا زَانَ
۱۰۷۴ شَهَدَ أَنَّهُ فَادِلٌ مُّلْكًا
۱۰۷۵ مِنْ كُلِّ شَاهِدٍ
۱۰۷۶ إِلَيْهِ أَعْنَى دُلْمَعَةً
۱۰۷۷ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْأَكْثَرُ لُؤْلُؤُونَ
۱۰۷۸ سَكَّةٌ لِّلَّذِينَ
۱۰۷۹ أَوْرَثَاهُوْنَ کَیْفَ نَصَرْتَ
۱۰۸۰ بَهْرَمَ ہیں۔ (سورہ نور)

باد جو غافل باند نکاح کیا جا رہا ہے۔ پھر ایسے وجہ کیوں موجود ہے
ہر ملکے جن کے باعث زیدہ اپنی لندن سے روانچی چھپائی
ہو اور پھر جب چھائے بیوی کے ساتھ رات گزارنے کا وصی
بھی مصلحت پر نہیں رکھا ہو۔

اور اگر دعویٰ کرنے والے نکاح کے وقت لندن میں
ہیں تو ٹھیک اسی وقت بھر کا سال بھر کی مسافت پر قیام
پنیر ہونا غیر معمولی ہے۔ کیا یہی جب ان لوگوں نے بھر کو
درپی میں دیکھا تھا اس سے اگلے ہی روز وہ گھروں والوں سمیت
انقلاب مکانی کر کے لندن کے آس پاس کہیں جا رہی ہو جب
مکنہ وسائلِ سفر کی نسبت سے یہ طے کر لیا گیا کہ فاصلہ سال
بھر سے کم میں طے ہو رہی ہے میں مکتنا تو ایسے کسی صلی شاہد کا وجوہ
ناممکن ہے جو کہ سکے کہ نکاح کے وقت زیدہ کا لندن میں در
نجمہ کا دہلی میں موجود ہونا میں نے خود دیکھا ہے عینی شہاد
کا کیا سوال ہے جب کہ مفروضہ فاصلے کے باعث کوئی بھی شخص
زیدہ اور نجمہ دونوں کا دیدار ایک سال کے فصل سے کم میں کریں
ہیں سکتا۔

اب پہلو صرفت یہ رہ جاتا ہے کہ دینی حضرات کو اپنے
کام جلا جائیں۔ مگر کوہ نجھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ لندن
سے کوئی صاحب خط کے ذریعہ اطلاع دیں تو یہ بھی گواہی کی
یہی ایک شکل ہوئی جو صدق و کذب دونوں کی محل ہے۔ علاوه
از اس گواہوں کو پر کھانا اور ان کے صدق و کذب کا اندازہ
لگا کر مقدمات کا نیصد دینا تو عدالت کا کام ہے۔ بھر کے بطن
سے پیدا شدہ بچے کا مقدمہ الگ کسی طرح عدالت میں پہنچ جائے
جب تو قاضی ہی کا دیانت دار انہیں ملے سمجھ جائے
مگر جب تک عدالت اس بچے کو جرمی اور اس کی ماں کو
زانی سے قرار نہیں دیتی ہو رہا کہ آخر کیا حق ہے کہ وہ محض
ناکافی دلائل اور فقط اٹکل سے ایک عیفہ کو زانیہ و رائیک
محضیم بچے کی حرامی قرار دیں۔ کیا آپ کو نہیں علوم کر زنا
کا الزام لکھنا ہے خود بہت بڑا جرم ہے جس پر کوڑے
برس سکتے ہیں۔ پھر ان فقیہوں کو تحاط اور منصف کے
سو اکیا کہا جائے گا جیسے نے قرآن و سنت کے صریح و تکم

دی تب بادل ناخواستہ آپ کے حجت شرعی کا انفاد کیا۔
یہ حضور کا مکمل مکالمہ اور عملی اسوہ اس کے سوا
آنچہ کا ظاہر کرتا ہے کہ زنا جیسے سخت الزام کو انتہائی اٹل اور
شکنے امکان سے بالا تصور توں ہی میں ثابت مانا جاسکتا ہے
ورزہ نہیں۔

یہ گفتگو خالص آئینی رُخ سے تھی۔ اب ذرا بخیر کے
معصوم پیچے کی ذات بھی سامنے رکھیجئے۔ ظاہر ہے ہر زنا سے
حملہ نہ رہنیں یا تاریخ زنا جیسے حاملہ نہ ہو اس کے لئے بھی
شریعت چار عینی گواہ یا پھر زانیہ ہی کا بر ملا اعزاز حرم
طلب کرتی ہے۔ تب حرس صورت میں کجھ پیچے کو بھی حرم نے
چلی ہے اثاثات حرم کی زداں کیلی بخس پر نہیں اس کے پیچے پر
بھی ٹھے گی۔ کسی پیچے کو حر احی فرار دیدنے کا مطلب یہ ہے
کہ اسے بربادی کے ہمین میں جھونک دیا گیا۔ گویا جو مسئلہ
ہمارا موضوع ٹھکرئے اس میں اثاثات حرم دوستیوں کی بربادی
کا سوچ بدن رہا ہے۔ لہذا عقل و دل کا بدینی تعاضط ہے
کہ چشترا لطف شریعت نے اثاثات حرم کے رکھے ہیں ان کا اس
مسئلہ میں اور بھی سختی سے لحاظ کیا جائے۔ معترض پر گلے
کا سرہ سرسیں الگ قانونی نہ رکتوں تو پھر اللہ ارجاء ردا ماغ
نہیں ہے تو کم سے کم ایک شرف، حساس اور اتریزیدر دل
تو سینے میں ہڑو ریکھا۔ پھر کیا بت ہے کہ وہ ایک معصوم
بے گناہ پیچے کو بھی نظر ناکی دلائی کے سہائے برباد
کر دینا چاہتے ہیں حالانکہ دلائل توہنہا تجھ کو بھی برباد
کرنے کا حوالہ نہیں۔ یقین۔ کیا بت ہے کہ وہ ایک مسلمان خاتون
کو پاکدا من مانتے کے لئے تیار نہیں حالانکہ اس میں قرآنی
کی رو سے جسم "چار شاہزادیں" کے سلسلے میں نقل کرائے وہ
خود اللہ کے الفاظ میں جھوٹے ہیں کیونکہ چار کیا ایک بھی
عینی شاہزادی نہیں کر سکے۔

کوئی الگ کہ کو معاملہ فامايز شکاح کا نہیں بلکہ ہوا
یہ تھا کہ زید کا نکاح بخیر سے عائد کا حوالہ کی طرح ہی

شهادت کا محاذ شریعت نے بڑا سخت مقرر کیا ہے۔ یہیں
کہ نہ لان صاحب بے فریدا کہ ہاں بھی ہیں بھی معلوم ہے کہ
اس عورت کا فلاں شخص سے تعلق ہے۔ جی ہیں ایسی
شهادت کو زنا کے معاملے میں پر گز قبول نہیں کیا جائیگا۔
بلکہ ٹھیک حالت مہما شریعت میں غیر مشتبہ مشایہ کی گواہی
دینی ہو گی۔

اب بتائیے۔ جس حرم کا ثابت ہونا مترضاً چار عینی
شاہزادیں پر محصر ہو وہ یہ کہ ثابت ان لیا جائے گا اگر عینی
شہزادیکہ بھی نہ ہو اور عقل و قیاس بجا طور پر اس کی
تجھائش پیدا کر لے ہوں کہ حرم واقع ہی نہ ہوا ہو۔
کیا حدیث کی صحیت کا دعویٰ کرنے والے حضورؐ کی
اس حدیث سے واقع نہیں کہ ادھر العدل دد می
و جد تمرض احمد فعاً مژاہ کو دفع کرو جس حدیث بھی
تم انہیں دفع کرنے کی تجویش پاسکو۔

اور کیا یہ ارشاد رسولؐ ان کی نظر سے نہیں گذا کر۔
— ادھر العدل دد عن المسلمين ماستعظام فان
حکان له مخرج خلوا سبیله (چنان تک بھی یعنی مسلمان
سے مژاہ کو دوڑ رکھو۔ الگ ملزم کے لئے بڑی ہونے کا
کوئی راستہ نکل سکتا ہے تو اسے برباد کر دو۔

اوائل پیشیک علادہ کیا آعزین ماںک اسلامی یا احادیث
کے معاalon میں حضورؐ کا وہ طرزِ عمل اخنوں نے ملاحظہ نہیں
کیا جو حدیث کی اکثر کتابوں میں صفات صفات موجود ہے
و دلوں قصہ نہیں۔ حاصل یہ ہے کہ ان میں سے پر ایک نے
حضورؐ کے آئے خود اپنے زنا کا اقتدار کیا تھا۔ اقرار کے
بعد ظاہر ہے شہادت کا جھنگڑا ہی نہیں رہ جاتا لیکن حضورؐ نے
پھر بھی انہیں حرم فرار دینے میں جلدی نہیں کی بلکہ ایسے
تمام امکانات کویں نظر رکھا کہ مکلن ہے یہ اقرار نہیں کیا ہات
میں ہو، ممکن ہے ان کی عقل میں فتوؤ اگیا ہو، ممکن ہے زنا
پوری طرح واقع نہ ہو اپنے بلکہ کوئی کسر رہ گئی ہو اور یہ اسے
زنہی کے درجے میں رکھ دیا ہو۔ غرض آپ کا تینی جمح
کی اور آخر کا رجب معترضین نے کوئی تجویش ہی نہیں نکلنے

میں پہنچے اور اپنا معااملہ بیش کیا۔
اب دیکھئے۔ قرینہ صاف کہہ رہا تھا کہ لڑکا مر جو
حکیم ہی کا ہے ورنہ کیوں وہ مرستے وقت جھوٹ بولتا اور
جھوٹ بھی اسی جس سے وہ زانی فسرا رپارے ہے۔ علاوہ
ازیں لڑکے کی شکل و صورت میں مر جوں عقہ ہی کی مشاہدہ
نمایاں تھی۔ چنانچہ حضورؐ کو یقین ہو گیا کہ لڑکا فی الواقع
عقہ ہی کا ہے۔ اسی یقین کی نیاد پر آپ کے زمانہ کی بجائے
بیٹی سودہ کو حکم دیا کہ تو اس لڑکے سے پردہ کیا کر۔ ظاہر
ہے پردے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا اگر حضورؐ لڑکے کو
زمانہ کا تصویر فرماتے۔ اس صورت میں تو لڑکا اور سودہ
بھائی بہن ہو جاتے۔ پھر کھلا کیا آپ بہن کو بھائی سے پردہ
کا حلم دیتے۔ محلی بات ہے کہ حضورؐ کے نزدیک لڑکا عقہ
ہی کا تھا۔

لیکن تاؤنی فیصلہ آپ نے کیا دیا۔ یہ ہے حدیث
کی بجائے۔ فیصلہ آپ نے یہ دیا کہ لڑکا سعد کو ہمیں بلکہ زمانہ
کے بیٹے کو ملے کا اور زمانہ کے بیٹے سے فرمایا کہ ہاں تم اسے
جازوئے تھا راہی ہی تھی ہے۔ اسی کے ساتھ یہ اصول زبان
حدداقت نظام سے میان فرمایا کہ:-

الولد للغراش | لڑکا صاحب فراش کا ہوتا ہے اور
وللعاہر المجرم | زنا کرنے والے کیلئے تو پھر ہیں۔
کسی عورت کا فراشی وہ شخص ہے جسے تشریعاً اس سے
محبت کرنا چاہئے۔ ایسا شخص یا تو شوہر ہو سکتا ہے یا تو
آقا تھے ہر دوہر دیتے چڑھیک ٹھیک شرعی قانون کے
مطابق کسی لونڈی کا مالک بنا ہے۔ لونڈی سے مالک کا
محبت کرنا اسی طرح حلال ہے جس طرح شوہر کا بیوی سے۔
اب تدریج فرمائیے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یقین
سے بڑھ کر بھی کیا کریں دلیل و شہادت پر مکتی ہے؟۔ اسکے
باوجود اپ تاؤنی فیصلہ یہی دیتے ہیں کہ لڑکے کو حرامی نہ
فسرا رہا جائے بلکہ ثابت التسبب نہ ہا جائے۔ نہ صرف فیصلہ
دیتے ہیں بلکہ ایک قانونی کلیر بیان فرماتے ہیں جس کا صاف
مطلوب یہ ہے کہ ثبوت نسب مقدمات میں ہمیشہ کیلئے ایک

لیکا گیا مگر نکاح کے فروائد تذیل درج کے لئے روشن ہو گیا۔
اہذا غرب عدو میں کی نوبت نہیں آئی۔

ہم کہیں گے کہ اس صورت میں تو اور بھی حملکی ہے کہ
زید نے اس دن روانی کا پروگرام فتح کر دیا ہے اور کمیٹی
کی بناء پر ظاہر ہی کرتا رہا ہے تو اسی تاریخ روشن ہو رہا ہے۔ یا
فی الواقع روشن ہو ہی گیا ہو لیکن اچھے روز راستے ہی میں
ست لوط آیا ہے اور پھر شیب عدو میں گزار کر سفر شروع
کیا ہے۔

اس طرح۔ کہ واقعات بار بیانش آئتے رہتے ہیں کہ
فی الواقع قبور و شہر میں خلوت حضورؐ ہو گئی تھی وہ مددیں
کو اس کا پتہ نہیں چلا۔ تو فقیہ اور بھلکا کو شوق کیوں ہوئے
لٹکا کر گنجائشِ حلال کی موجودگی میں بخوبی کو زانیہ اور بچے کو حرامی
فسرا رہیں۔ اللہ ناہ میں رکھے۔ سی زانیہ کو ثبوت نہیں
کی جائے عفیفہ سمجھ لیتا کوئی جوں نہیں مگر کسی عفیفہ کو غیر
قطعی دلائل کی بیانیہ فرمائیہ ہے اسی انتہائی ناپاک حرکت
ہے۔ ایسی حرکت کے اگر اسلامی حکومت ہو تو بدن کی حلال
اوہیتری جا سکتی ہے۔

فقرہ ۴ جن کے ہائے میں اہل حدیث یہ پر پہنچنہ
کرتے ہیں کہ وہ قیاس کے مقابلے میں حدیث کی پر واقعی
کرتے۔ حقیقتہ حدیث کے کس قدر ضعیف ہیں اس کا اندازہ
اسی زیر بحث مسئلے کی ایک حدیث سے کیجے۔

مُوَطَّلًا مِمَّا مَلَكَهُمْ حَسْنَتُ عَالِيَّةٍ سَعَدَتْ
كَمَا يَكُونُ عَلَيْهِ تَاجِيَةٌ مُرْتَأَتْ اپنے بھائی سعد
سے کہا کہ زمانہ نامی شخص کی باندی کا جو لڑکا ہے وہ میرے
نظفے سے ہے۔ اہذا ده تھا را بھتیجا ہے اسے اپنی پرورش
میں رکھنا۔

جب مکر فتح ہوا تو سعد نے اس لڑکے کو کیا لیا، مگر
زمتعہ کا ایک بیٹا کہنے والا کا کہ تم اس لڑکے کو کیسے لیتے ہو یہ
ذمہ را بھائی ہے کیونکہ میرے بیپ زمانہ کے بطن سے ہے۔
بات بڑھی تو دونوں اس لڑکے کے سعیت حضورؐ کی خدمت

اس کے لئے جسے اس بچکی مان سے معاشرت حلال ہے۔
تو جب تک باپ ہی اسے حرامی قرار نہ کرے کسی کو حق نہیں
پہنچا کر شخص قیاس اور منطق سے اسے بھول النسب تحریر اسے
ٹھوس شرعی شہادتوں کے بغیر صحیح ثابت النسب مانا جائے گا
اور علاجی پروپرٹی کے بعد امکان و احتمال کو رد نہیں کیا
جائے گا۔ اپنے دیکھ ہی لیا کہ حضور زمعد کی لڑکی کو متنازع
فیلڈ کے پردے کا حکم دیتے ہیں۔ کویا اسے اسکا بھائی
نہیں سمجھتے مگر اس کا نسی برثتہ جوڑتے ہیں زمعد ہی سے۔

اس کا مطلب یہی تو ہے کہ جب عبر اور لڑکے کی ماں کا فعل
زن آئیں سطح پر ثابت نہیں ہو ا تو اس احتمال کو پوری اکیت
دی جائے گی کہ لڑکا زمعد ہی کے لطف سے ہو۔ حالانکہ
چہرے ہرے میں تقدیر کی اتنی زیادہ شبہت موجود تھی کہ خود
حضور کے وجہ ان نے اسے عبارہ کا لطف فراہدیدا ہاگر
اللہ اکبر قانونی نزاکتوں کی رعایت اور گمان و احتمال کا عاقلا
کیا پھر بھی نفعاً و فیصلہ دینے میں تصور وار مانے جائیں
کہ زنا کا قطعی ثبوت نہیں ہونے کی صورت میں بچے کو قیاس
واحتمال کی بنیاد پر ثابت النسب نہیں۔

جو احتمالات ہم زیدہ تھیں کی مثل میں بخوبی ہے کہ اس کے وہ
بجلتے خود استئنے کافی ہیں کہ "کرامت" کا سہارہ میں کیا ضرورت
نہیں وہی۔ لیکن ان لوگوں کی کسی دلیل سے ہمارے پس اکرہ
احتمالات کی بھی نفعی ہو جائے تو "کرامت" بہر حال ایک امر
ممکن ہے۔ حال نہیں۔ کیا کوئی متوازن ذہن کرامت کے
وجہ سے انکار کر سکتا ہے۔ کیا اہل صفت والہما عوت کا یہ
عینہ وہ نہیں ہے کہ "کرامت" برق جن ہے۔ کرامتوں یعنی
خرق عادات و افعال کی داستانیں تو دنیا کے کلمان
ہندو گوں سے جو خرق عادات ظہور میں آئے وہ کرامت کہلاتے
اور جو گی، سینا سی، پادری وغیرہ سے ظہور میں آئے تو اس کا
یکجا اور نام روکھیں۔ یہ بہر حال مستلزم ہے کہ کرامت کا وجود
ضرور ہے۔

جب وجود مسلم ہو تو یہ امکان بہر حال موجود ہے کہ کوئی

بنیادی اصول خطا کر دیا۔

اب الفہاف فریڈی فوہٹے کرم الگ ثبوت نہیں
معاملے میں وہ روئید اختیار کرتے ہیں جس کو ان کے خلاف
بلطور پر و پیگٹ ٹھہ استعمال کیا جا رہا ہے تو وہ غلط کارہیں
یا غلط کار پر و پیگٹ ٹھہ کرنے والے خود ہیں۔

اسلام ایک سرا با حکمت دین ہے۔ جو بچے زنا سے
پس اہمی وہ بجاۓ خود بہر حال معصوم ہی ہوتے ہیں
لہذا اسلامی قانون انتہائی کوشش کرتا ہے کہ وہ جھوپل انسب
ہو کر نہ رہ جائیں۔ اخیں و راشت سے محروم نہ کر دیا جائے
دیکھ ہی لیجھے حضور رحمتی حیثیت میں لڑکے کو ولد الزنا ہی
خیال فراہم ہے ہیں لیکن اس خیال کے لئے چونکہ شرعی معیار
کی دلیل بھی موجود نہیں اس لئے قانونی فیصلہ لینے خیال
کے مطابق نہیں کرتے بلکہ لڑکے کو ثابت النسب قرار دیتے
ہیں۔ ثبوت انسب درہ مل دو اور شرعی قانونوں سے مخالف
ہے۔ قانون و راشت اور قانون دلایت۔ کسی بچے کو حرامی
قرار دینے کا مطلب صرف یہی نہیں کہ معاشرے میں اسے
ذلیل کر دیا گیا، بلکہ یہ بھی ہے کہ اس کے وہ حقوق مٹا شہر
گئے جو ان دونوں قانونوں کی رو سے اسے مل سکتے تھے۔
یہ مٹا شہر ہونا اسلامی صورت میں منصفانہ کہا جا سکتا ہے جب کہ
حرامی ہونا بھی قانون ہی کی طبق پر ثابت ہو گیا ہو۔

اب رہا "کرامت" والا مکارا۔ تو اس کی معنویت
بچھے کیلے بھی نکتہ سچ ہوں کی ضرورت ہے۔

اس معاملات میں نہ پڑنا چاہئے کہ اسلامی قانون میں
کسی مقدمہ کا فیصلہ "کرامت" کی بنیاد پر بھی ہو اکرنا ہے
جی نہیں۔ کرامت کو مقدمات میں جوست نہیں مانا جا سکتا لیکن
خود فقہاء یہ کب کہہ رہے ہیں کہ کرامت کو جوست کو شفعت نہیں
کچھ کہہ رہے ہیں اسے مٹھنے دل دداخ سے بچھنے کی کوشش
کیجیے۔

وہ کہہ دی رہے ہیں کہ جب ہے اسے آقاصی اللہ طیبہم
ہی نے یہ اصول بیان فرمادیا کہ پچھے "فراش" کیتے ہے۔ یعنی

حالات حاضرہ اور فعلی حج

فرودی کے تخلیقیں "ایک عقیدہ تند اندگار ارش" کے زیر عنوان فعلی حج کا ذکر آیا تھا۔ پھر اگلے راتیج و اپریل کے تداری میں "آنداز حسین" کے نوٹ جو چند صطیح ہم نے اس مسئلے میں پردہ نہ کیں ان سے ایں نظر نے اندازہ کریں یا ہم کو کیا پوچھو ہائے نے خوشنگوار نہیں ہے۔

لیکن آج اسی سلسلے کا ایک طویل اور ایک غیر خطہ اپ کے سامنے اس لئے رکھتے ہیں کہ "تبیخی جماعت" جس فرع سماں طرز فنگر اور ذہنی سانچہ تاریخی ہے اس سے ہم سب کو مخصوصی پہنچتا تھا اور تفہیت ضرور ہو جاتے اور پھر ہم سوچ سکیں کہ قشر آئینہ مدنظر کو جسمانی وجہ مطلوب ہے اسیں اور اس میں کہاں تکمیل میں مغلظت و مطابقت ہے۔ پہلے آپ طویل خط ملا جنہے فسری مایمینی متعمل بعد ہم خواہ بھی عرض کریں گے۔ (عامر عثمانی)

پہلے دشوق سے کہتا ہوں کہ اس فعلی حج میں واقعی بہت گھری حکمت اور نازک مصلحت ہے جو اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک تبلیغی جماعت کے زادیہ فکر اور طریقہ کار سے پوری طرح واقعیت نہ پہرا دیں تو اور یہ فنکر اور طریقہ کار اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک اس کے تجزیہ لف ساب و لفطاً سے پوری طرح واقعیت نہ پڑا دیں واقعیت کا پہنچا نہ ہو۔ اسی وقت حاصل ہو گئی جب تحقیق حق کی پوری خلوص نیتا درکامل یکسوئی سے کم از کم ایک چار اس جماعت کے اکا براؤ اور افغان راہ و منزل کے ساختگزاری اپنے۔ یہ کوچہ بکوچہ، قریب برقیہ ملک بہ ملک جماعتوں کا گشت، اپنا وقت اپنی جان و ماں کی تستر بانی کیا تھن، اور اور گردی اور کار بیکار اس ہے؟ کیا اس خانہ بدوشی میں اعضا اور جو امرح کو، کوئی خاص لذت و ارام ملتا ہے؟ اس کام میں جو اعاظم و رجال و افاضل و وزرگار لگے ہوئے ہیں کیا ان کو کوئی دوسرا کام نہیں ہے؟ کیا انکے پاس اس قدر رسیے کار و قوت اور قاتور و پیارے ہے کہ اُس کے

غیر منا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔
فرودی کے "تملی" میں اڈیٹر صاحب "بیباک" کی "ایک عقیدہ تند اندگار ارش" اور اس پر آپ کے ارشاد اور متن کے بعد آپ سے اور اڈیٹر صاحب "بیباک" نے فیاض مدندا نگار ارش ہے کہ حضرت شیخ الیہ بیث اور حضرت امام ابی القیم والعلاء رحمۃ اللہ علیہ متعلق آپ دونوں حضرات نے ان حرمہ میتیوں کے جس مرتبہ و در مقام کا پہنچا نہ ہو۔ اخبار کیا ہے اگر وہ تعریف نہیں اور یقیناً نہیں ہے تو سخیدگی سے غور کرنا ہو گا کیونکہ بزرگ وقت کے تھاں اور شرعاً بینا دونوں سے کما حق و واقع نہیں کیا جائے۔ اس عزم دار ادیتے میں فعلی حج کا کیوں عزم کر رہے ہیں؟ اس عزم دار ادیتے میں خود غرض اس استفادہ کو دھل ہے یا اس کے پس مظلومی کوئی گھری حکمت اور نازک مصلحت سے چھوڑ دیا جائے جو سرسری مسلط میں نظر نہیں آرہی ہے؟ ہم سے تھا اسکے ان بزرگوں اور دیگر اکابر تبلیغ کی سیرت اور اُن کی ذہنگی کے مقصد و محور کا امطا اور کیا ہے اور ہم میرے علم و اطلاع میں آئی ہیں اُنکی بناء پر

ملکہ و مدینہ زاد اللہ شرفاً و نصریاً میں تبلیغی کام کا جائزہ لینے کے سوا امت سلسلہ کے لئے دعائیں بھی ہیں۔ دعائیں یہاں بھی مانگی جا سکتی ہیں اور مانگی جا رہی ہیں مگر "لائم" سے چھٹ کر رونے اور اور مانگنے میں جس اجابت کا ذکر روایات میں آیا ہے اور "مواجه شریف" کے رد بر و بر ادب و عرض معروض کرنے میں جو تعات ہیں وہ یہاں کہاں ہیں!— اس سفر کو متوجہ کر کے اور لفظی مدیر بیان میں جائیں جائیں پڑا رہ پسہ (جس میں مبالغہ کا بیان ہے) خرچ سفر سے مظلومین بھگال کی امدادر کرنا باشک و قت کا اہم تعاضنا ہے اور اُس کے خلاف جو عمل بھی کیا جاتے گا اُس پر پر خصوصی نظر ملکے گی جو تبلیغی مراجع و ذہن سے ناو وقف ہے لیکن جن لوگوں کے دل و دماغ تبلیغی ساقچے میں داخل گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہر جنہی مظلومین بھگال کی امداد سے بحث کسی ایسا حلقوں دشمنی جرم ہے جس کا انفارہ نہیں پوچھتا۔ لیکن جس طرح بچوٹے پھنسیوں پر حرم الکار کاراضی طور پر زخم رخک کر دینا مرعن کا سچ ملاج ہے۔ اصل ملاج نیز پر کچھ تبعیض اور اُس کا استعمال اذالہ اور خون چھانچ پر کرنا ہے۔ اس طرح مظلومین بھگال یا کسی حاصلہ مصائب آفات میں رقی امداد کے علاوہ ایسے وضاحت اقتدار کی ضرورت بلکہ شدید ضرورت ہے جس سے اگستہ ان جیسے مظالم و مصائب کا اعادہ ہوتے نہ پائے اور دفع مسکون ہیں اُس من و سلامتی کا دود دودہ ہو جس کے لئے دنیا ترپے ہی ہے۔ یہ گوہر مقصود اُسی وقت دستیاب ہو گا جب انسان کا ذہن دار رک، آب دلت، خاک دیاد، مادہ اور اُسکی معنوں کے شفعت و ضر کے فلک تصور سے پاک و صاف ہو کر زمان سے نہیں دل کی گہرائیوں سے خدا کی قدرت کا ملہ کا یقین کا مل جائی کرے۔

خود نے کہہ بھی دیا لالا لالا تو کیسا حاصل
دل و بگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

بھی کام تبلیغی جماعت کر رہی ہے اور اسی کام میں جان ڈالنے اور اثر پیدا کرنے کے لئے حضرت شیخ الحدیث و حضرت امام التبلیغ اور اُن کے رفقاء جزاً مقدّس جائیے ہیں کیوں کہ ہم مسلمانوں کے پاس سوائے دعا کے کوئی تھیار نہیں ہے جس سے

خرج کئے اس آوارہ گردی کے سوا کوئی دوسرا اذریعہ صرف نہیں ہے؟ ان سوالات پر پر ملکوں دماغ سے سوچنے ہیں یہ جوابات پر ملک حقائی ساخت آتے ہیں کہ ان افاضہ حل کی نقل و حرکت ان کے علمی مشاغل میں بھی حائل نہیں ہوئی انہوں نے پہلے پھرست ایسی کتابیں لکھوڑاں جن کا مختلف زبانوں میں اسلئے ترجمہ کیا گیا کہ ان میں زمانہ حاضرہ کی قابل و دماغی مگر اپنی آوارگی کی شخص اور اس کا مدار وسیع ہے۔ ان تبلیغی شتوں کے تابع تو سب ہی کے سامنے آگئے ہیں کہ یہاں جہاں یہ جماعیں بھی ہیں دہاں ایسی دینی بیداری پیدا ہو گئی ہے جو صدیوں سے محفوظ تھی! تبلیغی کام کو سیکھنے کے لئے عراق و شام، یورپ و افریقہ سے متواتر جماعیں ہندوستان چلی آرہی ہیں۔ جو لوگ اس کام سے پوری طرح دامتہ ہو گئے ہیں وہ ایک نکایاں اخلاقی مقام اور شانی گردار رکھتے ہیں جس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ مختلف مذاوں سے ہمیں یورشوں کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا اور جو لوگ اس کام سے پوری طرح دامتہ ہیں ہر یعنی بھی بھی جماعی اجتماع میں شرک کر جاتے اور دو ایک دن تبلیغی سفر بھی کریتے ہیں اُن پر بھی اس کام کا اس منتدر اثر ہوا ہے کہ وہ بھی منکرات سے محروم ہو گئے ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے! جسی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ "لے علی اگر تمہارے ذریعے ایک اُدی بھی راہ راست پر آگیا تو یہ تمہارے لئے کافی ہے۔" یہاں تو بلا مبالغہ ہزاروں اُدمی طالع بدمتہ اسے محنت ہی ہیں، یا بہتر شروع اور متعجب سنت ہو گئے ہیں۔ افسوس کہ اس پر بھی لوگوں کو تبلیغی جماعت کے مطالبوں کی حکمت مصلحت کھھیں نہیں آتی! اور اب تک تبلیغی اسفار کو آوارہ گردی اور اسرار اپنے زرہی بخوبی ہے ہیں۔ بہوت خلق حضرت کر ایں چہ بول بھی امرت

ذکورہ بالاتفاق کے سلسلے میں تبلیغی جماعت کے اصول کا در اُس کے متراث و تابع کا تھوڑا بہت ذکر اس لئے ضروری تھا کو بغیر اس کے اس نقليٰ حج کا جو از فرا ملکی بھی سے بھجیں آتا اب کربلا ایک حد تک کھل کر سامنے آگئی ہے فالبایا بھجیں یا راد دشواری نہ ہے گی کہ اکابر بر کور کے اس دینی سفریں لفڑی حج کے ملا داد دیکھا ہم محکمات و مضمرات بھی ہیں یعنی دنیا کے سور غاصر کر

کو جن حضرات کا حج زیر بحث تھا ان سے دریافت کے بغیر آپ نے ان کے عزم و نیت کا پورا اخال کیسے ٹھیک دیا۔ فعلی حج ظاہر ہے لوگ حصول ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔ اگر اس نیت کے علاوہ بھی کوئی خاص حکمت و مصلحت اور دعا حج کرنے والے کے ذمہ میں ہوتا تو دوسروں کو اس کا علم اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ اس حج کرنے والے سے صراحت یا گناہہ اس کا اٹھا کر دیا ہو۔ حج کرنے والے مولانا مخدوم يوسف اور مولانا محمد زکریا ہیں۔ انہوں نے خود ہی اگر یہ بات ظاہر فرمادی ہو تو کہ ہمارے موجودہ تصور حج کے بھی فقط حصول ثواب ہی کی نیت کا در قرآن ہیں ہے بلکہ فلاں فلاں صالح بھی پیش نظر ہیں تب تو یہ بات معقول ہر کسی تھی کہ آپ یا کوئی بھی شخص ان مصلح کو بنیاد بنت کر گھنٹکر کرے۔ لیکن یہ تو کوئی معمولیت نہیں کہ حج کے موقوف مقہدوں کے علاوہ کچھ مقاصد و مصالح آپ بھل اندازے سے تجویز رہاں اور انہیں اس طرح قطعیت کے ساتھ بیان فرمائیں ہیے بحث کسی امر کے حج کی نہیں خود آپ کے حج کی ہو۔

پھر ایک جذباتی تہریک بعد آپ نے اس حج کے دیگر اہم محرکات کے ذیل میں صرف دو محرك بیان فرمائے ہیں ایک نیا عرب کے تبلیغی کام کا جائزہ دوسروے ملکتم سے حاصل کرد عسا۔ جہاں تک دوسروے محرك کا تعقیل ہے آخر دنیا کا کونا مسلمان الیا ہو کا جو اللہ اور رسول کے مقدس دربار میں پہنچ کر دعاوں کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور پھر اس ارادے کو نہ رکھتا ہو۔ اسے ایک خصوصی محرك کی حیثیت سے متذکرہ حصر اکیلوں نوب کرنا مخفی سکی سمجھا ہے استدلال ہیں۔ اسے کسی درجے میں استدلال اسی صورت میں مانا جا سکتا تھا جب کہ یہ حضرات اعلان عام فرمائے کہ اس وقت چونکہ ملکیت مملکہ پر طبی ابتلاء کا دقت آیا ہے اسی طور پر طکریلی ہے کہ فلاں فلاں حضرات چونکہ نہایت عابد و زاہد تخلص اور درہ مند ہیں اس لئے ان سے جو بھی فعل و عمل ہدود میں اسے گاہ و لازماً بر حی ہو گا اور اس کے پیچھے لفیقناً بہت سی تھقینیں موجود ہوں گی۔ اسی لیقین کے تحت آپ نے زیر بحث فعلی حج کی بہتر سے بہتر تو جیہہ میں کرنے کی سماں فرمائی ہے۔ لیکن یہ تو جیہہ علم و تفہیم کے بیزان میں کیا درون رکھتی ہے اس پر کچھ عرض کرنے سے قبل پہلے تو ہم یہی سوال اٹھائیں گے

اپنی حفاظت کی جاسکے۔ آج کا ماذی منطقی ذہن دعا کی تاثیر کا درکار دگی کالا کھڑا انکار کرے اور پہنچا اور پہنچا مسلمان اُس کے اثر و افادہ سے انکا وہیں کریں کہ مسلمان کریں انکار خدا و رسول کے غریبوں اس کا ابطال ہے جیاً اُندر۔

حامل کلام یہ کہ تبلیغی جماعت یہی افراد اور ایسے ماحول کو پیدا کرنا چاہتی ہے جس سے ترین اعلیٰ کی یاد تازہ ہو اور ایک معمولی مسلمان کی جماعت دانیت سے ہر مسلمان و مسیحی تکلیف حسوس کر جیسی ایک کاششا جسے نہایت حسوس کرتا ہے بس اسی مقصود میں حصول کے لئے تیس چالیس ہزار تو کیا تیس چالیس لاکھ بھی صرفت کے جائیں تو یہ سو دا ہمچا ہیں!

ان تصریحات کے بعد بھی آپ اکابر مذکور کے اقدام کے خلاف پھر لکھنا ضروری تھا ہیں تو یہی آپ کا ہماری کپڑتانا ہیں پاہستا اگر یہ اصرار یہ درخواست کروں گا کہ میرے اس بیان کو تجھی کی قریبی اشتراحت میں ضرور جھاپ دیں تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں اور مجھے کچھ اجر و ثواب حامل ہو گیونکہ حق تعالیٰ موسیٰ کی نیت کے لحاظ میں معاملہ فرماتے ہیں۔

ازطرف د۔ مرزا علیب احمد
احاطہ درگاہ شاہ خاموش۔ نامہ
جید آباد۔ دکن

تجھی

بات یہ ہے قریم کہ جب آدمی تاویل ہی پر اُترائے تو وہ جذباتی منطق کی لگدال ہاتھ میں لیکر دن کے سینے سے رات اور کڑپہ وہنگ کی تہہ سے شیرتی بھی کھوکھ کر لاملا کاہے۔ آپ نے ذہنی طور پر طکریلی ہے کہ فلاں فلاں حضرات چونکہ نہایت عابد و زاہد تخلص اور درہ مند ہیں اس لئے ان سے جو بھی فعل و عمل ہدود میں اسے گاہ و لازماً بر حی ہو گا اور اس کے پیچھے لفیقناً بہت سی تھقینیں موجود ہوں گی۔ اسی لیقین کے تحت آپ نے زیر بحث فعلی حج کی بہتر سے بہتر تو جیہہ میں کرنے کی سماں فرمائی ہے۔ لیکن یہ تو جیہہ علم و تفہیم کے بیزان میں کیا درون رکھتی ہے اس پر کچھ عرض کرنے سے قبل پہلے تو ہم یہی سوال اٹھائیں گے

اور اول الذکر محرك کے باشے میں عرض ہے کہ اگر زیر بحث

اسی لئے آپ جاوہجا گوشاں ہیں کہ حسین سے حسین تاولی بیش نہ رائیں اور علم و تفہیق کے بیانگ پیانے سے ناپسے کہ عرض مسئلے کو حسن عقیدت اور حدیث کے بیانے سے ناپس۔ آپسے دیکھا ہوا کہ افضلی حج پر گلشنگ کرنے پر سے ہم تے یہ بحث بالکل نہیں چھپڑی تھی کہ جماعت تبلیغی کیا ہے اور کیا نہیں۔ ہم اجتماعی حیثیت سے اس وقت جس ناٹک دودھ سے گذرا رہے ہیں اس میں گھری ہی مناظروں کا مسئلہ جاری رکھنا اور باہمی نزدیع و جدال کی آگ سلاگاۓ رہتا ہاۓ نہیں زیر دیک خود کشی کے مرادت ہے۔ لیکن آنچاۓ نفس و موضع کی فہمی و توجہ سے گذرا کر یہ بھی ضروری بھاکہ بطور تمثیل جماعت تبلیغی کا تفصیدہ بھی پیش فرا دیں اور ساختہ ہی ان لوگوں پر طعن دل تریخ بھی کرتے جائیں جو ماہی میں اس جماعت کے طریق کا ریڈ معرض ہے۔ اس کا نتیجہ اس کے سو ایکا ہو سکتے ہے کہ جو لوگ تبلیغی جماعت کو آپ کے زادیہ نظر سے نہیں دیکھتے وہ جو اگلے گلشنگ پر مجبور ہوں اور چکر پر دی یا ہمی مناظرہ بازی کا محل پڑے۔ کسی اور کو کیلئے۔ خود اپنے بھی کو ہم دیانتہ مجبوڑیا سے پس کرائے اصرار پر جب پکا گرامی نامہ شائع کریں تو اس کا مقابل جواب بھی دیں اور انھی رکھ کر بتائیں کہ کہاں کہاں آپ کے ارشادات میں نظر ان کی بخائن ہے۔

یہ بات خوب کہہ لیجئے کہ مولانا حسین صفت اور مولانا محمد زکریا قوڑی چیز ہیں نہ تاً بخدا کے بھی اخلاص، حسینت اور نیک دل میں ذریعہ نہماں برٹک نہیں ہے، لیکن محنن اور صفات کسی شخص یا شخصاں کو یہ درجہ نہیں دی دیتے کہ علم و تفہیق اور حقیقت نفس الامری کے اعبار سے بھی اس کے تمام احوال و انتکار نفس و خطاطے پاک فرار یا نہیں۔ ہم نے دین جماعت اسلامی یا جماعت تبلیغی کے لطیج پر سے نہیں سیکھا بلکہ بھفتاد تعالیٰ قرآن و حدیث اور علم و فتنوں سے براہ راست مطالعے اور درس سے حاصل کیا ہے اس لئے ہم طبعاً مجبور ہیں کوئی کا فضل شخصیات کے تابع ہو کر نہیں بلکہ اصول و نظریات کے پیرو پرکریں۔ ہماری حیثیت اس حج کی سے جو مسلم کے ذاتی و

حج کے بھیجی دافتہ یہ حجک موجود ہی تھا تو اس محترم کی حیثیت ہنگامی اور فوری سفر کی متفاہی نہیں تھی۔ ہندوستان سے باہر جو تبلیغی کام تبلیغی جماعت کو ریسیدہ ظاہر ہے ایک مستقل اور تحریکی نوع کا کام ہے اس کی نظر انی اور جائز سے دیگرہ کے لئے اکابر کا سفر کرنا کوئی ایسی ضرورت نہیں جو آج ہی پیش آگئی ہو وہ تو ہر وقت موجود تھی اور ہر وقت موجود ریسیگی اس سے قبل کچھ لوگ اگر اس ضرورت کے تحت سفر کرنے میں ہیں تو کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا اور آگے کو جب کریں گے اس وقت بھی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن ایک لمحے وقت میں جیسا مسلمان پر ظلم کے پھراؤ ٹوٹے ہیں اور ان کی ایک معتمدہ تعدد ادھار لائے ملی تعاون کی محفل جسے کوئی معقولیت اسیں نظر نہیں آئی کہ تبلیغی کام کا جائزہ لینے اور دعا یہیں کرنے کی خاطر سفر پر تصرف یہ کہ ایک معتمدہ پر قسم صرف کردی جائے بلکہ عامت اسلامیں کو پتا نہ رہا جائے کہ مظلوم بھائیوں کی اولاد کی اتنی بھی اہمیت نہیں تھی ایک نقی حج کی ہو سکتی ہے۔ آنہا پر ہیں بتائے تو کہ دیوار جاز میں اچانک کوئی ایسی صورت عالم نہ ہو رہیں آگئی ہے جس کے پیش نظر ہاں تبلیغی کام کا جائزہ لینے کے لئے فوری سفر اتنا ناگیر اور اور غرض ہو گیا ہو کر کھلتہ دیگرہ کی آفت ابتلاء بھی اس میں تاخیر اور کمی کجا اش پیدا نہ کر سکے۔

مگر انہا نہیں گا۔ حق و صداقت اور اصول و نظریات کو شخصیات کے تابع کر دیا ہی وہ نیادی خرابی ہے جس کے پیشہ مگر ایسوں کو فروخت دیا ہے۔ حق کامیاب شخصیتوں نہیں ہوا کریں بلکہ قوی شخصیتوں کو حق و صداقت کے اعلیٰ اصولوں کی کوئی طبقہ کرنا کھا جاتا ہے۔ اللہ اور رسول کے سوا ہم نے جسے بھی امام دیکھ اور تعظیم و مرکم مانتا ہے اسی لئے ماننا ہے کہ اس نے اصول کے نیزان میں اپنے کرد اکاذبی پہنچا بابت کیا۔ لیکن آنچاہے اصول کو ایک طرف رکھتے ہوئے شخصیتوں کو نیزان اور کسری میں اک سوچ لیتے ہیں۔ آنچاہے طے کر لیا ہے کہ جو کچھ ہمکے حوالہ حج سوچیں اور کریں گے وہ بہ طالع درست و برحق پوچھا اور دین و ملت کے حق میں لازماً اس کے تابع بھرپری نہیں گے

سچھتے ہیں لیکن جب لفظوں کی فعل و عمل کی شرعی جیشیت کی آجائے تو بے لگ انصاف کی نظریں پیر شیرخ بھی ایسے ہی انسان ہیں جن سے خطا اور صواب دو ہوں کا صدور ملن ہے۔ جن سے نکری و عمل دو ہوں طرح کی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔

—————

ایپ ترتیب و ارجاب شنے:-

جماعت علمیتی کے سلسلے میں یہ طبق دعوت عالم ہے۔ اور اسی کو آپ نے بھی پیش فرمایا ہے کہ علمی جماعت کے مقام رفیع کو سمجھنا ہے تو کم از کم ایک چد اکابر جماعت کے ساتھ گذاسا جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ شاید اصولی تعلیمات کی حد تک اس جماعت کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو ایک طالب حق کو زندگی طور پر ملنا کر سکے۔ ہم نے اپنے آقا سرور دو جہاں حمل اللہ علیہ دلکشم کی حیات طیبہ کا مطالعہ کیا ہے۔ سب کمیں نہیں تاکہ اسلام کو آپ نے اس انداز میں پیش کیا ہو۔ آپ نے بھی نہیں کہا کہ اسے لوگوں اگر اسلام کی خانست اور میری دعوت حق کے زاویوں کو شیکھ کر سمجھنا چاہتے ہو تو پہلے دو ہیں تھیں جالیں دلسری تعلیم کی صورت سے باہر آ کر بھی علم و تلقف اور فصل مقدمات کا بارگراں اٹھا سکیں۔

یہ ہم نے آپ کی نوپیں کرنے اور اپنی برتری جتنے کے لئے ہرگز نہیں کہا۔ خدا گواہ ہے آپ کی اہانت اور اپنی بڑائی فلاہر کرنے کا ادنیٰ اساد اعیانہ بھی ہمارے قلب و ذہن کے کمی گوشیں موجود نہیں لیکن حقیقت حال کی نشاندہی اسے ضروری ہوتی کہ آپ ہماری مجبوری کو کھیس اور یہ احسان کر سکیں کہ اپنی بساط کے مطابق آپ جو جذباتی انداز نظر انتباہ کر کے ہوئے ہیں ویسا ہی انداز نظر انتباہ کرنا ہمکے لئے ملک نہیں ہے۔ ہم علمی بدباطاتی اور فنکری خانست کے حرم ہوں گے الگ اسکی شرعاً من فلسفے عقیدت کا جذباتی اور خیالی نزدیک انتباہ کر کے اُس علم و تعلیم کو بالائے طاق رکھدیں جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہماری گروہ پر ڈالی ہے۔ ہم مولا ناجحمدیو صفت اور مولانا زکریا کو شخصی طور پر اپنے سے ہڑا گناہ بہتر، محترم، معظم اور بزرگ بیدہ

او صاف: القاب نہیں دیجتا بلکہ الزام کی قانونی پوزیشن لکھتا ہے اور قانون ہی کی روشنی میں فیصلہ دیتا ہے چلے ہے اس کی زد کسی پر بھی پڑتے۔ آپ یا آپ ہی صیغہ وہ حضرات ایسی بھروسی پوزیشن اختیار نہیں کر سکتے جن کی معلمات دینیہ کا تمثیل اخذ و مصود کسی خاص جماعت کا محدود الشریعہ اور چنانچہ مخصوصیتوں کی تجویض تعلیمات پڑوں۔

یہ خدا نخواستہ محض میونٹن اور قیاسی تحریک نہیں، بلکہ آپ کا پیش نظر مکتب ہی زبان حال سے بتا رہے ہے کہ جماعت شیعی کے اکثر درخت گاروں کی طرح آپ بھی اتنا علمی سر ہمیں رکھتے جس کے سہاۓ کے علی دفہ ہی میں علی وجہ صیرت کوئی راستے خالی کر سکیں بلکہ آپ کا علمی ملکع و منج شاید شیعی عجات کا طریح ہی ہے یا پھر تھوڑا سا اور منتشر مطالعہ۔ یہ بات نہ ہوتی تو آپ کا قلم تعظیماً کو ”تعزماً“۔ وظائف کو ”وضائف“ اور عیاذًا باللہ کو ”عیاذًا للہ“ بھی دیکھتا۔ امام کی غلطیاں ہم سے بھی ہو سکتی ہیں لیکن ایک چند صفحے کی تحریر میں اس طرح کی املائی غلطیاں بہر کیتے اس حقیقت کی انداز میں کہ آپ اس پوزیشن میں بہر حال نہیں ہیں کہ سس عقیدت اور کوران و تعلیم کی صورت سے باہر آ کر بھی علم و تلقف اور فصل مقدمات کا بارگراں اٹھا سکیں۔

یہ ہم نے آپ کی نوپیں کرنے اور اپنی برتری جتنے کے لئے ہرگز نہیں کہا۔ خدا گواہ ہے آپ کی اہانت اور اپنی بڑائی فلاہر کرنے کا ادنیٰ اساد اعیانہ بھی ہمارے قلب و ذہن کے کمی گوشیں موجود نہیں لیکن حقیقت حال کی نشاندہی اسے ضروری ہوتی کہ آپ ہماری مجبوری کو کھیس اور یہ احسان کر سکیں کہ اپنی بساط کے مطابق آپ جو جذباتی انداز نظر انتباہ کر کے ہوئے ہیں ویسا ہی انداز نظر انتباہ اور کرنا ہمکے لئے ملک نہیں ہے۔ ہم علمی بدباطاتی اور فنکری خانست کے حرم ہوں گے الگ اسکی شرعاً من فلسفے عقیدت کا جذباتی اور خیالی نزدیک انتباہ کر کے اُس علم و تعلیم کو بالائے طاق رکھدیں جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہماری گروہ پر ڈالی ہے۔ ہم مولا ناجحمدیو صفت اور مولانا زکریا کو شخصی طور پر اپنے سے ہڑا گناہ بہتر، محترم، معظم اور بزرگ بیدہ

لطف یہ ہے کہ ان اکابر کی عظمت کو چار چاند لگانے کیلئے آپ نے یہ انشاف بھی ضروری سمجھا کہ ان حضرات نے اتنی قیمتی کتابیں حفص "چلتے پھرتے" لکھدی ہیں اور پھر مختلف زبانوں میں ترجمہ ہونے ہی کو اپنے اس دعوے کی دلیل بنایا کہ ان کتابوں میں زمانہ حاضرہ کی قلبی و دماغی مکاہیوں کا علاج اور صحیح تشخیص ہے۔ اگر یہ کوئی دلیل ہے تو پھر مطلع ہوئے کہ مولانا مودودی کی کتابوں کے تراجم اسی تک تقریر پڑھو۔ زبانوں میں ہر چکلے میں اور تمام مسلمان ملکوں میں یہ نہ صرف متعدد ہیں بلکہ ہر قابل ذکر لا بُربری میں دستیاب ہیں اور یہ شماریوگ ان کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

ہم یہاں مولانا مودودی یا جماعتِ اسلامی کی کالت کھرنے نہیں پڑھے۔ بتاً صرف یہ مقصود ہے کہ عقیدت کا مطہر اور وقتِ نقد کی کمی آدمی کو کیسے کسے سطحی است. ا Lal برائی کو تیزی ہے۔ اس کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جماعتِ تبلیغی کی توصیف میں وہ حدیث تقلیل کی گئی جو اس جماعت سے کہیں زیادہ جنتِ اسلامی کو کامیاب اور افضل قرار دیتی ہے۔

"اے علی! اگر تھا کہے زویی یہ ایک آدمی بھی راه راست پر آگی تو یہ تھا کہ لے کافی ہے۔"

جماعتِ تبلیغی کی مساعی جیلے سے تو لوگ فقط عمل ایں نکال رہوئے ہیں لیکن جماعتِ اسلامی خصوصاً مولانا مودودی کی تحریروں نے تو یہ شاہزادوں کو کہا ہے ارتداد اور فکری الحادز زندگی کے اندر ہرروں سے نکال کر دوبارہ اسلام کی رہنمی دی ہے اور یہ روشنی صرف یورپی معتقدات کی جھوٹی روشنی نہیں بلکہ ذہن و شعور کی تھوڑی بڑی روشنی ہے۔ کیا اس میں کوئی شکستے گری مسلمان کو الحادز اور تاذکی ہمی دادی سے کشوڑا ایمان میں داپن لے آنا اس سے بہت زیادہ اقسام اور درزی کا نام رہے کہ کسی نے تازی کو تازی اور روزہ خور کو روزہ دار بنادیا جائے۔ ملادہ افریں یہ بھی کسی سے پوچھنے نہیں کہ جماعتِ اسلامی کی تحریک اور مولانا مودودی کی تحریروں سے بے شمار بدملوں کی علیٰ حالت بھی صورتی ہے منکرات سے بھی وہ محترم ہوئے ہیں اور منکرات پر ہے کہ

دیواروں کا نام ہے۔ اگر آپ کی تصریح کے مطابق جماعتِ تبلیغی کو سمجھنا اسی پر موقوف ہے کہ آدمی پرستِ خلوص اور یکسوئی کے ساتھ چلے دے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہے کہ اس جماعت کے پاس کوئی طلبی و منکری بنیاد ایسی موجود ہے جو ذہنوں کو مطمئن کر سکے۔ کسی بھی غیر جائز اداشوئر سے پوچھ دیجئے وہ دنیا کی تاریخ دعوت میں اس طریق دعوت کو عجب ہے کی قرار دے گا کہ کوئی جماعت اپنے زاویہ منکر کے سمجھنے بھائیت کو چلتے پر موقوف کر دے۔ پہلے چلد دوچھر میں سمجھو یہ پیش کشی تو عجیب و غریب ہے!

چھر آپ دعویٰ رکھتے ہیں کہ اکابر جماعت کے طریقہ میں زمانہ حاضرہ کی قلبی و دماغی مگر آہی داؤار گی کی تھیں اور اس کا دادا ہے۔ دعویٰ آدمی چاہے کر دے کوئی اسکی زبان پکڑ سکتا ہے۔ مگر یہ آپنے نہیں سوچا کہ جس طریقہ کی طریقے شیخ و مرشد کے صحیح مقالات و دراصل کو طریقے ہی درج کے شیوخ بھی سکتے ہیں اور کسی طریقے عالم یادداشت کے مقام رفع کی وہی لوگ تباہی کر سکتے ہیں جو خود بھی علم دادا نہیں سے معتقد ہو جتنا بھرپور ہیں اسی طرح پرفصیل کر کن کتابوں میں زمانہ حاضرہ کی قلبی و دماغی مگر آہی کی تھیں اور عادی پیش کیا گیا ہے وہی لوگ کر سکتے ہیں جو خود بھی اور پچھے اپنی بصیرت ہیں۔ کیا آپ خود کو اور جماعتِ تبلیغی کے ائمہ و بیشتر انسار اک اسماہی بکھجتے ہیں کہ وہ زمانہ حاضرہ کی مرتفع ترین مگر ایسوں کی تکنیکی حقیقت اور اس کے پیدا کردہ اعراض کے علاج کا ایسا شور و ادراک رکھتے ہیں جس تی بیساکھ دہ پرفصیل دے سکیں کہ کن کتابوں کا اس باب میں کیا درج ہے؟ — اگر ایسا بکھجتے ہیں تو یہ خوش فہمی آپ کو مبارک۔ عقول اسے پر کاہ کی برابر بھی اچھیت ہیں دے سکتے۔ لیکن ایسا نہیں بکھجتے تو اس کے سوا کیا کہا جائے چاکر جس طرح ہر گز وہ اپنے اکابر کے ہر وصف کو ساتھ میں آسمان پر رکھتا ہے اسی طرح آپنے بھی یہ تصویر فرمایا ہے کہ تبلیغی جماعت کے اکابر نے داقعۃ دہ کارنا مہر انجام دیدیا ہے جس کے سطھے میں طریقے بڑے عقول اور حیران و سرگردان ہیں۔

حالات ظاہر و کے تقاضوں کو یکسر نظر انداز فرما کر بعض دعاؤں پر تکیر کیس ہو؟ کیا آپ نہیں دیکھ سکتے کہ ان کی ساری حیات رسالت علی حدود چوریں کھٹی ہے۔ یہ اشک کاغزہ بدریں ان کا عریشہ مجاز جگہ ہی پر تھا۔ پھر بدر کے بعد احراپ میں تو اسباب و عمل کی منطق پر انھوں نے ہمارا نیک توجہ سوانی ک رخدق محدود شکے سلطے میں چور قتوں کی نمازیں نکل قضاۓ را دیں اس سے طریقہ کر حالات کے ظاہری تقاضوں کی رعایت اور سب وصیب کی منان کا لاحاظہ اور کیا ہو گا۔ آنحضرت یونہین میش فرا نہیں ہیں اس کی رو سے تو نعمۃ اللہ حضور فداہ ای وابی پر بھی ر اعتراض و اور ہبھا تا ہے کہ انھوں نے مادی اسباب و عمل یہ میں فقیر و ضر و کا تصویر کر کے اعتماد علی اللہ کا کامل ثبوت نہیں یا انھوں نے نمازوں قضاۓ کر دیں حالانکہ جیت ہمارا نے خدقت خود نے پر مو قوت نہیں تھی۔ وہ تو یکسر خدا کے ہاتھ میں تھی۔ یہ اسی طرح وقت کے تقاضے سے یہ تعلق ہو جاتے جس طرح فلیج کرنے والے آج مظلومین مکملتہ کی وادر سی اور اعانت سے یہ تلقی ظاہر فرمائے ہیں تو یہ بات ہوتی کامل اعتماد علی اللہ کی۔ خدا پرستی کی۔ ایمان کامل کی!

خاک ہائی میخ میں۔ یہ آپ ہی کامیش شرمودہ ہیں حضور صلیک کے دامن مخصوص پر ضعف ایسا ہی اور مادہ پرستی کے چھپتے ڈلتے دے رہا ہے۔ ہم بتلیے سیدنا مولانا حجر علی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کبھی ایک بار بھی ایسا ہوا ہو کہ کسی خاطرے، آفت یا حادثے کا مقابلہ کرنے کے لئے آپے اسباب و ذرائع کی منطق کو تو یکسر نظر انداز کر دیا ہو اور کسی کو نہیں۔ اپنی سحر میں یا بیت اللہ میں خالی دعاؤں کا دامن تھا ماہر۔ میرے محترم احفنوڑہ مائیں کرتے تھے اور بہت کرتے تھے مگر ان کا یہ فلسہ نہ تھا کہ روزگار و حیات سے مخہموڑنے والے شیطان ہی کے چلے ہو سکتے ہیں۔

لیکن اس ذہن کے مقابلے میں آپے اپنا جذہ ہمیشہ کیا ہے وہ بھی بھی اور فساد سے خالی نہیں۔ ہمارا الگرد علی کی اہمیت کا انکار تھا تو آپ کا ذہن اسباب و عمل کی واجہی اور شروع اہمیت کا انکار کر رہا ہے۔ وہ دعا کے باب میں تفریط تھی یہ افراط ہے۔ وہ مادیت میں غلوتھا اور یہ روحا نیت میں غلوت ہے آپ آقا کے گل حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنة کا مطالعہ فرما کر بھی انھوں نے اسباب و عمل کی منطق اور

صرف خود محترم سے پروہ قناعت نہیں کر سکے بلکہ وہ مردوں کو ان کی بخاست سے بچانے کی خاطر خطرات بھی اگلیز کر رہے ہیں۔ جیلیں بھی کاٹ پکڑ پہن اور کاٹ بھی ہے۔ اسی مقصدر کہ حدیث اگر کسی جماعت کے افضل و اعلیٰ ہونے کے لئے دلیل بنائی جا سکتی ہے تو تسلیمی جماعت کی اسیں کوئی خصوصیت نہیں جماعت اسلامی اسیں خاص طور پر نہیں یا ہے۔ بشرطیکار دیکھنے والے تھسب کی عنیک نہ جڑھائیں۔ دیکھ مجھ بات یہ ہے کہ اس طرح کی حدیث کسی جماعت کے بہترین ہونے یا بعض اشخاص کے کسی خاص فعل کے برع ہونے کی دلیل نہیں ہو اکریں۔ ہم اپنی ہی ذات کو بیٹھے ہیں کہ اللہ کے فعل سے ہماری حقیر کاشتھوں نے بہت سے لوگوں کے اعمال و انکار میں بہتری پیدا کی ہے لیکن اس کا یہ طالب تو نہیں کہ اب ہمارا ہر فعل اور ہر رائے عیب و خطاء سے لازماً باک ہو۔ شیک اسی طرح جماعت تبلیغی کا معاملہ ہے کہ چاہے اس کے ذریعے کتنے ہی بعمل نیک عمل کی راہ پر آگئے ہوں لیکن اس سے برثابت نہیں ہو گا کہ اس جماعت کا طریق کارہر اعتراض سے بالآخر ہو گیا اور اس کے اکابر جس وقت جو قول یا فعل صادق نہیں دہ لازمی طور پر مفید و محسن ہی ہو۔

آنخانبے بجا طور پر اس مادری و عطفی ذہن پر طعن کیا ہے جو دعا کی تاثیر کا انکار کرتا ہے اور مذکورہ اڑاؤتا ہے۔ لیکن ذہن پر سیم بھی سوبارعنت۔ بھیجتے ہیں دعا عبادتوں کا مغز ہے۔ دعا انسانی احتیاج اور قادر مطلع کی آفاقی کا بہترین مظہر ہے۔ دعا سے مخفہ مژرے والے شیطان ہی کے چلے ہو سکتے ہیں۔

لیکن اس ذہن کے مقابلے میں آپے اپنا جذہ ہمیشہ کیا ہے وہ بھی بھی اور فساد سے خالی نہیں۔ ہمارا الگرد علی کی اہمیت کا انکار تھا تو آپ کا ذہن اسbab و عمل کی واجہی اور شروع اہمیت کا انکار کر رہا ہے۔ وہ دعا کے باب میں تفریط تھی یہ افراط ہے۔ وہ مادیت میں غلوتھا اور یہ روحا نیت میں غلوت ہے آپ آقا کے گل حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنة کا مطالعہ فرما کر بھی انھوں نے اسbab و عمل کی منطق اور

تھے۔ ان کا پیغام تھا۔

"اوونٹ کی رستی حکومت سے باندھ دے پھر خدا پر
بھروسہ کر۔"

یہ پیغام ہمیں تھا کہ اوونٹ کو چھلا چھوڑ کر صوجا۔

اپنے فرمائے ہیں کہ یہاں پر اس دن کے سوا کوئی یہ تھیار
اپنی حفاظت کا ہنسی ہے اسے یہ خالص رہا یہاں زہن ہے۔

خنثی جب دعوت حق کے لئے اُنھیں تمادی و مسائل کے انتہا
سے ہم سے کہیں زیادہ ہے یا وہ درکار ہے چھر دلوں اعداد اور
تشریفی میں وہ سو سالہ اسال نک ان کے مٹھی بھر سائی
حصہ دیے گئے مدد و مددی کی فہنمیں مائن لیتے رہے، یہیں یہ
طریقہ فکران کا ایک دن بھی ہنسی بننا کہ سوائے دمل کے ہمیں بڑا
دوسری کے لئے بھی ہنسی گرتا چاہئے۔ دعاویں پر ایضًا تم
سے زیادہ تکہ سماں اور خلائق کے خداوندی کے ۵۵ ہم سے بڑھ کر
تاں تھے، یہیں سانچہ سماں ہو وہ ماذی سیاست اور حکومتی
اور حالات حاضرہ کے ہنچاؤں پر بھی بڑی بیداری اور
مسئلہ کے ساتھ تو منعطہ رکھتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ
عمل صحیح کے بغیر دعا کوئی فائدہ نہ دے گی۔

آن بخوبی تینیں فرمائے گے چھوڑے چھسیوں پر مرہم
لگا کر عارضی طور پر زخم خشک کر دینا ہر جس کا تصحیح علاج ہیں
بلکہ اصل علاج مرض کی تصحیح تھیں اور اس کا ازالہ ہے۔
بجا فرمایا۔ یہیں جب ہم پر کہتے ہیں کلکتہ کے مظاہرین

کو مالی تعاون کی ضرورت ہے اور جس درجے میں ضرورت ہے
اس درجے کی مدد سرہنہیں ہے تو کم تک تھی تج و اسے اپنے
نادر را کو ادھر منتقل کر دیں۔ تو ہم اے غلام! اسکا مطلب
صرف یہ ہوتا ہے کہ زخمی کے زخمیوں پر کم تک کم تک ہمایا تو رکھ دے
تالکہ ہو کا جریان بنتے ہو اور گرد و خمار ہس کر زخمیوں کو بگاڑ
نہ دے۔ یہ کس نے کہا کہ مظاہرین کلکتہ کو فرمی تعاون دیں
ملکت سلمہ کے مصائب اور خطرات کا بیانیادی علاج ہے۔

ایک مثال جعلات گھٹتے۔ اپ کا ہمسایہ ذیہ بھوکا
ہے۔ آپ اگر بوقت قادر اسے کھانا کھلادیں گے تو یہ اس کی
منتقل نادری کا علاج نہیں ہوگا۔ علاج تو اسے ہیں گے

کہ آپ یا تو اسے ملازمت دلوادیں یا کوئی کاروبار کر دیں۔
یا کوئی اور ذریعہ مستقل آمدی کا پیدا کر دیں۔ اب کیا شریعت
کا چیز کم نہیں ہے کہ قاتم کے وقت کھانا کھلانا آپ پر ضروری
ہے چاہے میر مستقل ملاج دہ بہر مستقل علاج یعنی ملازمت دلایا
کاروبار کرنا یا مشریعت نے اس درجے میں آپ پر ڈالا بھی
نہیں جس درجے میں یہ وقتی علاج یعنی فلتے کے وقت کھانا
کھلانا۔

اسی طرح مظاہرین کلکتہ کی مالی مدد کا معاملہ ہے۔ انھیں
مالی مدد دینا یقیناً ایک وقتی علاج ہے۔ اسے آپ بھی کی مثال
کی روشنی ہیں زخمیوں پر بھایا رکھنے کا نام درستہ ہے، لیکن کیا
آپ اس ڈاکٹر کو لاپروا اور غلط اندیش تراوہیں دیں گے جو
صسفی خون ترے دے لیکن بدین کے لئے بھاگاں زخمیوں پر بھلایا رکھے
جن لوگوں کو اللہ نے استعدادی ہے ان پر اگرچہ مت
امراض کا ماحالہ اور بگھٹے ہوئے معاشرے کی ہمہ گیر علاج
کے لئے تکڑے جو وہ جہد کئے جاتا ہیں فرض ہی ہے لیکن جس طرح
آپنے دیکھا کہ زیریں کے افلام سے مستقل علاج کرنے سے بھی بڑھ کر
آپ پر شریعت یہ فرض عائد کرتی ہے کہ اگر وہ ناتھ سے ہو تو
اسے ردی ٹھکانی ہے وہ نہ کھا ہو تو اسے کپڑا ہبھایے۔ اسی طرح
صدر اسلامیوں کے شرکا برآفات ہو جانے کی صورت میں ہم
پر شد و مدری کے ساتھ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ خیادی اور مستقل
علاج کی تکڑی کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہوئے فرمی
اور معارضی علاج پر قبول ہیں۔

اور یہ سب بھی اس صورت ہیں ہے جب کہ آپ کے
حسی مثال کے مطابق زیر بحث لفڑی جو کے سفر کو سچی علاج
مستقل ہی فرض کر لیا جاتے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ حسن خواب
میال کی باتیں ہیں۔ نافہی اور غلط اندیشی کی باتیں ہیں۔ اگر یہ
یا ان بھی لیا جاتے کہ تسلیقی جماعت کا طریق کار اور طریقہ
ملکت سلمہ کے اعراض کی تسلیقی کا صحیح علاج ہے اور دیہیں بھی مگر
آخر کار اس سے دین و ملت کا بیڑا اس اعلیٰ مراد سے ہمکار ہو
ہی جائے گا تب مجھی اس مگر اقتضائی میں معمولیت کا شامہ
تمکہ نہیں کہ اسی مال نفلی جو کرنا اور حرمین میں دعائیں مانگنا

ہر کو اپنی حفاظت اور اپنے حقوق کی نگہبانی کریں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں پسپا نہیں کر سکتی۔ ملک کا دستروں نہیں ہماں سے مانچتھے ہے۔ ہماری موجودہ حالت کی نہ مداری حقیقت خود بخاری ہی غلط اندر شیوں اور لفڑائیوں پر عائد ہوتی ہے۔ ہماری ہر جماعت ہمچندیگے نیت کے خط میں بدلائے، ہم ادنیٰ ادنیٰ اختلافات کو ہر ایناکر آپس میں لٹڑتے ہیں۔ ہم نے دین اور سیاست کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ ہماری توانائیاں اور صلحیتیں یا ہمی اخلاف دنیا کی اگ میں جل رہی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وسائل اور حالات نے ہم پر اضافہ دادا زدہ بند ہیں کیا بلکہ حالات اور وسائل کی افادیت کو خود ہم نے معطل کر جھوڑا ہے۔ لہذا ہمیں بحثیت قوم ایک اسلامی قرضہ دینا جس کی دادا کا وفات کذب رکھا ہوا وہیں دعا ہی دعا کی رسم پر دی کرنی باقی ہو ہمایت غلط اور مگراہ کرنے ہے۔ وہ افراد اور جماعیتیں جو ہمیں جو ہمیں اس شعر کا مصداق ظہیر ہے کی جماعت کرتی ہیں۔

دم داپسیں بر سر راہ ہے

عزیز دا ب اللہ ہی اللہ ہے

آپنے یہ بھی غلط بھاکر جس نوع کی تیاریں ہنڈتاں کی مدد سلم کو درپیش ہیں ان کا سرگردیاں اور کامیاب مقابله غلط ان عابرانہ سرگرمیوں سے کیا جاسکتے ہیں اور بھارت کی۔ بلکہ پوری دنیا کی ملین ملکوں کے سر سے آفتاب والام کے بادل پھٹے پھٹے گئے۔ آپ اس بھی انک غلط فہمی کا اظہار فرماتے ہیں کہ سوائے دعا کے اب بیت مسلم کے اس اپنے تحفظ کا کوئی ظاہری و سیلہ باقی ہیں رہا ہے مظاہر کی غلط اور بکیر غلط ہے۔ اگر مقصدا یہ ہے کہ ہزار سارے سامان کے باوجود کامیابی کا منہد بھکنا صیب ہیں پوکت جب تک کہ شیعی ایزدی مائل بر کرم نہ ہو تو یہ بات آج کے یا کسی بھی زمانے کے لئے خاص نہیں۔ ظاہری حالات کی حد تک تحفظ اور عزت کی زندگی کے لئے ایکسی ہماری گفتگی ہی کیا کم ہے۔ ہم ہندستان میں پانچ کروڑ سے زیادہ کی تعداد میں ہیں۔ ہم الگ تخدیر جائیں اور یک جان و یک جہت

یاد ہاں کے تبلیغی کام کا جائزہ لتنا بھی بنادی ملaj ہمی کا کوئی نامزد جزو ہے۔ ذرا سوچیں آپ کیا ہمہ سمجھے ہیں۔ ہم نے الگ بھر کیا ہے۔ اکہ جماعت تبلیغی کو توڑ دیا جاتے۔ اس کے اکا بر بھی ہیں ہندستان سے باہر تبلیغی مشن پر رہ جائیں، ہمیں جاکر وحائیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تب تو آپ کا یہ فرمادا جا ہو سکتا تھا کہ تم دعاوں کی لست اور واقعی اہمیت سے انکا تمہرے ہو ہو، تم بنیادی ملaj کی حکمت کو نہیں سمجھ رہے ہو ایسا کچھ نہیں کہا۔ ہم نے تو مدد پر میاں کی تائید کرتے ہوئے صرف یہ کہا تھا کہ شرمی قدمت سے اس وقت سارے ہزاروں بھائیوں نے ہمہ داعی کی حالت کو پہنچ پہنچے ہیں، ان پر پھاڑ لٹا ہے۔ اخیں مسلمان ہونے کی سزا اور گھنی ہے۔ وہ حضرت بھری نظر وہیں سے ہماری طرف تک نہیں ہے۔ ان کی اعتماد کے سلسلے میں شریعت ہی کا تعلق اپنے کے ہم جس پسپے کو ظلیح پر صرف کر رہے ہیں اسے بھایا بناؤ کہ ان شان مدد اکم سے کم اتنا تو کہی لگوں جتنا ہمارے بس ہیں۔ آپ کے ہمہ دعاویں کو ظلیح پر جانے دیکھ رہے ہیں گویا ان بزرگوں کو ظلیح پر جانے سے متعلق مقدمہ ہے۔ اور اس طرح کہتے ہیں گویا ان بزرگوں نے ہمیں جاکر دعائیں مانیں، اور بھارت کی۔ بلکہ پوری دنیا کی ملین ملکوں کے سر سے آفتاب والام کے بادل پھٹے پھٹے گئے۔ آپ اس بھی انک غلط فہمی کا اظہار فرماتے ہیں کہ سوائے دعا کے اب بیت مسلم کے اس اپنے تحفظ کا کوئی ظاہری و سیلہ باقی ہیں رہا ہے حالانکہ غلط اور بکیر غلط ہے۔ اگر مقصدا یہ ہے کہ ہزار سارے سامان کے باوجود کامیابی کا منہد بھکنا صیب ہیں پوکت جب تک کہ شیعی ایزدی مائل بر کرم نہ ہو تو یہ بات آج کے یا کسی بھی زمانے کے لئے خاص نہیں۔ ظاہری حالات کی حد تک تحفظ اور عزت کی زندگی کے لئے ایکسی ہماری گفتگی ہی کیا کم ہے۔ ہم ہندستان میں پانچ کروڑ سے زیادہ کی تعداد میں ہیں۔ ہم الگ تخدیر جائیں اور یک جان و یک جہت

ادمنکری رہبہائیت کی سخت ہے۔ یہ جنت کی بات کرتا ہے مگر غلافت اور ضمی کا ذکر نہیں کرتا۔ یہ فرد کی تربیت پر زندگی کا تابع ہے مگر تربیت یا فتنہ افراد سے نہیں میں آئے واسطے اجتماع کا کوئی تفصیلی نقش مانے نہیں رکھتا۔

بہر کیف جماعت تبلیغی چونکہ بھی ہے خدا سے صافت رکھ۔ بحث آج جماعتوں میں توجیح و تفصیل کی نہیں۔ بحث یہ ہے کہ جب جو کسے مظلومین کی مدد کا فرضیہ ان کے ملی بھائیوں پر عائد ہو رہا ہواں وقت نفل عبادتوں پر غیر عمولی روپ پر صرف کتنا ہاں تک مطابق شرع پورا ہو سکتا ہے۔ آپ خالی کرتے ہیں کہ اگر تبلیغی اکابر ملتزم سے پریٹ کرو ہائیں کہ گذریں گے تو امانت مسلم کا پار ہو جائے گا۔ ہم گمان کرنے ہیں کہ دعا اور اسباب دھمل کے باہم اگر ہم ذہنی طور پر اسی افراط و تفریط میں مبتلا ہو جائیں تو ہماری شاندار قومی لاش کو چاہیں پھونگ ڈالنے کے لئے فقط ایک اونٹ پڑول اور ایک ماچس کی تسلی بہت کافی ہو گی۔ ولی اللہ عاقبة الامر۔

دوسرा خط

سمانی احمد عمر۔ از علیگڑہ

محترم اسلام میکم مراج گرامی ۹

جلی کا آخری شمارہ نظر فواز ہوا۔ وہ اسلام جس میں حضرت مولانا یوسف صاحب کو اور جناب مولانا زکریا حبیب کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ سفر چاہرہ کر کے یہ رقم منگال کے مظلومین کو دیدیں۔ چھر آپ کی دھکی اگر ایمان کی گیا تو ہم انہار خیال میں آزاد ہوں گے۔ میرے خیال میں اس پارے اپنے غلطی کھاتی ہے۔ یہ سفر جو نفل کا نہیں بلکہ سفر حیاد دین ایمان چھس پر ان کی لذتستہ زندگی شاہد ہے۔ لہذا قابلِ تمامت نہیں لائق ستائش ہے۔ آپ لوگوں کی نظر مسلم اونکی دنیاوی سُدھار پر زیادہ گلی ہے۔ ان بزرگان دین کی علم عقلي پر۔ اب آپ ہی بتلائیے کس کا نقطہ نظر صحیح ہے؟ ہم اس دین کا احترام ضروری ہے ورنہ یہ ایک خطرناک تیل بن سکتا ہے من عادی و نیساً نقل آذنتہ فی المکوب۔ آپ اس

مقطع دعائیں ایک تبعیہ اور دہرات میں بھی اسی دو سالہ منی کی خاص منی نہیں ہے سلسلتیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ایتَ اللہُ لَا يَعْبُدُ مَا يَنْهَا مِنْ حَتَّى يُعَذِّبَ وَا مَا يَنْهَا مِنْ حَتَّى يَعْصِمَہُ تو اس تغیر کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سارے مسلمان فقط مصلحتی عبادات پر محروم چاہیں اور مقامات مقدس پر جا جا کر دعائیں کیا کریں بلکہ یہ ہے کہ عبادات، معاشرت، سیاست اور اجتماعیت کے تمام دامنوں میں وہ ٹھیک اسلامی خطوط پر جدوجہد کریں، پیغمبر ہائیں، وسیر بانیاں دین۔ کیا ہمارے آقا اور ان کے اصحاب کا ہمی طلاق نہیں رہا ہے کہ مصلحتی عبادتوں کے ساتھ ساتھ انھیں شریعت کو بھی پوری وجہ کے ساتھ برتاؤ ہے۔ حالات کے تقاضوں پر بھی کوئی تظریخی ہے۔ وہ سب کچھ کیا ہے جس پر جا طور پر اسلامی سیاست، اسلامی دلبلوی، اسلامی عورتی، اسلامی تعاون و مواجهات کے عنوانات لگائے جاسکتے ہیں۔ پھر یہی اسلامی کہلاتے ہی کہ آج اگر اسلامی سیاست، اسلامی اخوت کا داعی نہیں تھا اس نے کہا بناۓ وطن کے اگر ہم کے مظلومین کو بیش از بیش امدادی جلسے تو جماعت تبلیغی کی طرف سے اسی کوئی آواز نہیں اٹھتی کہ ہم بھی اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کے لئے تیار ہیں۔ اس کے بجائے اس کے امیر تعدد ساتھیوں یعنی نفلیج پر کثیر رقم صرف فرستے ہیں اور معتقدن اس فعل کو بنیادی ملاح کا عنوان دیتے کی جیزت ناک جرأت کہتے ہیں۔

ہم نے تبلیغی جماعت کا لٹریچر دیکھا ہے۔ یہ بے شک نہایت مقدس اور دوح نواز عناصر سے مرکب ہے لیکن اسکا ملوب اس کا درود بہت، اس کا میوار استاداں اور اس کا مراجع۔ کوئی بھی چیز زمانہ حاضر کے نہ کوئی لگانے والی اور زمانہ حاضر کے تضییص موالات کا جواب پیش کرنے والی نہیں۔ اسیں دین کا وہ جامع اور ہم گیر تصور ہی موجود نہیں جو ہمارے موجودہ عقلي و سائنسی دوڑ کی تمام خامیوں اور خوبیوں کو اپنے دار گرفتہ ہے۔ اسیں مادرت اور دو دعائیت کے مابین تناسب و توازن نہیں پایا جاتا۔ اس کے دعویٰ خطوط کا اُخ ذہنی فشار

وہ لوگ اسلام کے صحیح نامندرے اور اچائے دین کے لام ہیں جو اپنے معلوم جانیوں کے جملے ہوتے ہیں میتوں پر ایک بالآخر پانی ڈالنے کے خواض اس پانی سے فلی و خوفزدہ ہیں۔ ملحوظ ہے مولانا حمزة کی ایک ذات والاصفات دائرۃ بحث سے خارج ہو چکی یونکہ چھلکا ہم بتا چکے ہیں کہ وہ ذاتی خرچ پرچ کو نہیں جا رہے بلکہ جا رکے بغیر ممتاز حضرات مدت سے اخیں جا رہے ہیں اور یہ اتفاق ہی ہے کہ اس دعوت کو انہوں نے جس سال قبول فرمایا وہ وہی سال تھا جب بعض مقامات کے مسلمانوں بر قبیل ٹوٹیں۔ اس صورت میں ان کے سفر پر اعتراض کی گئی تھیں۔ اس سے وہ حقیقت ہزرو روشنی میں آجاتی ہے جس کا ہم نے یہی خط کے حرابی میں ذکر کیا۔ یعنی مدعی شرست گواہ بحث۔ حضرت شیخ الحدیث کا سفرگردان عالیہ حائزہ کار کے غیل سے کوئی مقصودی ربط نہیں رکھتا تھا۔ لیکن خوش عقیدوں نے پیشہ دلخی سے یہ مقصود گھر طالیا اور اس شد و مدد سے پیش کر دیا جیسے ہر در بزرگوں نے خصوصیت سے اس کا انہمار کیا ہے۔

اچھا باب ناظرین کی بجائے ہم صاحبِ مکتب ہی سے خطاب کرتے ہیں۔

محترم دامت اعلیٰ شاید ہم نے ہمیں آپ کے گھانی ہے۔ اگر تبلیغی جماعت کے طریقہ کار سے دین دیسان کا رحیام ہو سکتا ہے تو بہر حال اس کا تعلق پورے طریقہ کار سے ہے نہ کہ ٹھیک اسی سال کے سفرچ سے۔ آخر اُوگ اتنے کوتاه نظریوں پر چکے کرنے قطعاً بحث کو دیکھتے ہی نہیں اور دخل در معقولات دینے چلتے جاتے ہیں۔ نقطعہ بحث اُج کا لفڑی رچ ہے نہ کہ پورا تبلیغی کام اور وہ کہ تبلیغی بزرگوں کا ہیں نہیں۔ تبلیغی بزرگوں کی گذشتہ اور موجودہ زندگی جس چیز کی شاہد ہے وہ ان کا تربیت و تقویٰ تو ہو سکتا ہے، لیکن تربیت و تقویٰ اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ یہ لوگ کبھی تکریم عمل میں خطا ہی نہیں کھاتیں گے۔ یہ سب ہر نہیں ہیں

باۓ میں بیباک واقع ہوئے ہیں۔ یہ خوبی نہیں عیب ہے۔ خطابے بزرگان گرفتن خطابت اس کام کی گہرائی وقت چاہتی ہے اور غالباً وہ آپ سماں۔ آئندہ اس کی کوشش کیجئے۔ اس کا علواء اس کی نیسا اُنکی خلائق کی دلیل ہے۔ چند سوال درج ہیں اگر جواب دینا گوارا فرمائیں تو ضرور دیں۔

- (۱) پاچوچ ماجوج کے باۓ میں آپ کی کیا تھیں ہے؟
- (۲) مسلمانوں کا وجد اور اس کی بلتی از روئے شمع اور انزوں سے سامن اور ان دونوں میں مقابلہ تھا؟
- (۳) اسلامی جماعت کا اُنکی ترجیح تبلیغی جماعت کے کام پر ہے؟

تجلی

دیکھا آپ — ہمارا خطاب ناظرین سے ہے۔ — دہی غیر مطلق، غیر موافق ذہن، وہی خیالی جنت، وہی علم و تفقہ کا فقدان گر خوش نہیں کی بہتان!

حضرت ہر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا تھا:-
لا تنظر ای صلolla امیر اُدمی کے خارجہ پرست جاؤ
وکا صیامہ ولکن انظر اس کی حفل اور صداقت پر
الی عقلہ و صدقہ۔ نظر کرو۔

لوگوں نے اولاً اجاۓ دین جیسے الفاظ اس سے کوئی سوچے تھے بغیر انہیں استعمال کرنا شروع کر دیا۔ علی استغفار کا عالم یہ ہے کہ آذنتہ فی الحرب "سپر قدم کیا جاتا ہے پھر غرہ یہ کہ وہ مدیر محل تسلیمانوں کے فقط نبادی سہال کا طالب ہے جنہوںہ سال سلب و ہبہ بدال بدال کر جی پکار جا رہا ہے کہ ہمیں سلطان بن کر جیا ہے۔ ہمیں ایسی ترقی اور عزت نہیں چاہتے جو سلامیت کو محروم کر کے حاصل ہے۔ ہم پا جلداً از یہ دامت اسلام پر قائم نہیں ہم تو حاکم اور الاد اسلام کے طالب ہیں۔ یہ سب کچھ داشکاف اور بالہر نہیں کے باوجود ہم تو فقط اس لئے دنیا پر لاست اور ظاہر ہر یہی کو مظلومین کلمتہ کے تعلق سے نقلی رج پر اعتراض کر دیا۔ لیکن

ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گفتگو افراد کے تعلق سے ہے جو اعتماد کے تعلق سے نہیں۔ لیکن ان نکری نژادوں کا احساس وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں جن کی خوش نہیوں کا عالم ہے ہو کر فقط دعاوں سے دشمن کی توپوں میں کیڑے پڑنے کا استھان رکھ رہے ہیں۔

ہمارے بھائی زید کو دس آدمی مار رہے ہیں۔ وہ چھٹا ہے کہ لوگوں کو درود۔ حضرت شیخ ہمی یہ سکار منٹے ہیں مگر انہوں نے ابھی اشراق کی نوافل پڑھنے کی خاطر وضو کیا ہے۔ استینیں گر کر مصلی پر چلے جاتے ہیں اور کم از کم استئنے وقت فراغی اور دعائیں کم رہتے ہیں کہ زید کی خیر بیوت کے سلسلے میں کم ہو جاتی ہیں۔

یتیمے بغل آرائی قابل ستائش ہے یا لاگت مرتبت مانا کر انہوں نے گٹ گڑا کر زید کی سلامتی اور مار بیویوں کی تباہی کی دعائیں کی ہیں گی مگر کیا اس "حقیقی پرستی" اور زبرد طاعت کو آپ تھنھی ملیرہیں تھے؟ اگر نہیں تو پھر تھب اور غلوٹ عقیدت سے بلند ہو کر سوچئے ہمارا اعتراض کیا تھا اور آپ جواب لئنا غیر متعلق اور بے شکار ہے ہیں۔

افتتاح پر آئے ہیں سوال کئے ہیں۔ یہ ہمی اس بات کا گھلاؤ بیوں کی کہ آپ کا ذہن آج کے سائل، آج کے مقتضیات اور آج کی ضرورتوں سے لکھا دو ہے۔ بھلا باتیں یا جو ج ملک آپ کو کیوں پڑ گئی۔ یہ مکتبی باتیں مکتب میں تو ٹھیک ہیں لیکن جہاں خون، تباہی، پی ابروں اور آفات کی آندھیاں چل رہی ہیں ہاں کوئی حصہ اس اور صحیح الدماغ آدمی یا جو ج ملک کا تصور ہمی کہل کر سکتا ہے۔

آسمان کی باتیں بھی خارج البابی کی باتیں ہیں۔ آپ کو آخر کیا ضرورت پیش آئی کہ آسمان کی بلندیاں ناپیں۔

تو کارچہاں رانکو ساختی

کر با آسمان نیز پرداختی

تمسرا سوال بجائے خود غیر اپنے نہیں مگر میں کرنے کا

غیر عصوم انسان ہیں۔ ان کا کوئی دھماکہ کرنی اقتدار ہوئی نظر قحط بھی پوسکتا ہے۔ عین مکن ہے کہ یہ کوئی عمل دین و ملت کی طلاق کے جذبے سے کریں مگر ان کی حشرہ صبرت اس عمل کے ضرور سال پہلو کا بروقت اور اس نذر کے۔ آپ چیزیں ذہن کا آدمی قریبے شک یہ تصریح نہیں کر سکتا کہ بڑے بڑے مالیں سے بھی عکری فخرشی پوسکتی ہیں۔

آپ کو کسی عابدہ وزادہ کے فعل عمل پر تقدیر کرنے والے کی مسما کی تیناً عیوب ہی معلوم ہو گی کیونکہ آپ "خطاب بزرگ" حقائق خطاوت کا صحیح عمل و مصادر اپنیں جانتے۔ آپ کو ہمیں معلوم کر تقدیر اور عداد میں کیا فرق ہے۔

لیکن جو شخص حامتا ہو کر تجھے کہنا اور اللہ کی خاطر کسی کی دستی اور ٹھنڈی کی پرواہ نہ کرنا مومن کا فرض منصبی ہے وہ یکیسے اپنی زبان کو تلاطہ اس سکتا ہے۔ خدا جانے آپ کے پیکوں فرضیں سکتے ہوئے ہیں کہ جو شخص ذرا بھی زبان اعراض محو لیا ہے اس نے جماعت تبلیغی کے کام کا گمراہ مطالعہ ہی نہیں کیا۔ ہمارا ہمیں ملک ہے کہ ہم اس سلسلے میں کوئی بات از رواہ جہالت نہیں کیتے بلکہ ضروری و احتضانت حاصل کر کے ہی کہتے ہیں۔ تاہم بحث آخر یہ تھی ہی کہاں کہ تبلیغی جماعت کا کام اچھا ہے۔ اسرا۔ یہ تو آپ کا تنصیتی ہے کہ اعراض تو فقط نفلی جو پر کیا گیا تھا اور جن حضرات کے تعلق سے کیا گیا تھا ان کی جماعتی جیشیت زیر بحث تھی ہی نہیں لیکن آپ نے نفس مسلک پر منصفانہ نظر دلتنے کے عوض اس اعراض کو تبلیغی جماعت پر اعراض کے چھوٹی بھولیا اور لئے اس جماعت کی افادت سمجھا۔ حالانکہ مذکورہ حضرات نے لیا گئی اعلان نہیں کیا تھا کہ ہمارا یہ جو جماعتی جیشیت سے ہے اور اسے جماعتی کے مجوزہ پروگرام کا ایک حصہ سمجھنا چاہیے یہ ایجاد تو خود آپ ہی لوگوں کے ذہن کی ہے کہ اس صحیح کو اس کے معروف و معلوم مقصد پر بہا کرنا صعب فہم پہنا سکتے ہیں اور بلا وجہ آسمان پر جو طحہ ہے ہیں۔ معاملہ

تبلیغی اکابر کا نہیں جماعت اسلامی یا جماعت العلماء اسے اکابر کا پرتاب جب بھی بات دیں ہی کبھی جاتی جو اب کبھی گئی تبلیغی اکابر کا نہیں جماعت اسلامی یا جماعت العلماء اسے اکابر کا پرتاب جب بھی بات دیں ہی کبھی جاتی جو اب کبھی گئی

میں قتل کی گئی وہ اخبارِ دعوت تیس بھی نقل ہوئی تھی اور ہم نے اس دعوت کی ایک ایک کاپی مولانا محمد ریسفت اور مولانا محمد زکریا کو بھجوہی تھی۔ دونوں حضرات نے جواب کے واڑے ہے۔ مولانا ریسفت صاحب کا جواب تو یہ ہے کہ:-

”ہم ایک دینی دعوت کے کام سے جائے ہیں۔ تم پاہ ماه فارغ کرنے کے لیے آجاتے۔ اگرچاہ ماہ فارغ نہیں کر سکتے تو چالین دن۔ اور کم و بیش۔ پھر تھارا مشورہ بھی تابل غور ہو گا۔ اور مشورہ بھی دیا جائیگا خود کتابت سے یہ بات بھجوہیں ہیں ائمہ گی۔“

یہ اقتباس خود مولانا ریسفت کے خط کا ہے ملک بھٹی دلے محترم کے خط کا ہے۔ انھوں نے غالباً اپنے لفظوں میں خط کا خلاصہ دیا ہے۔ ہم اس پر کوئی تبصرہ کرنا انہیں چاہتے ہیں، مبینی والے محترم کی مشورہ دیں گے کہ بھائی آپ یا آپکے کوئی ساختی چیز دیکھ کر دیکھیں۔ ہم سکتا ہیں تبلیغ مرکز میں زبانی کو کچھ ایسے ریزوڑا اسرا رکھ جائے جاتے ہوں جنھیں سرفاً کہنا ہے اس سے نہ ہو۔ اگر اس سال کا سفرِ خود اقتداء کسی الیگی ہی القاب اگر زیستیم کا ناگزیر حصہ ثابت ہو جس سے ملت مسلم کے دن پھریں تو پھر ہم اعزازی سے تو پہ کر لیں گے۔

مولانا محمد زکریا کے جواب کا حامل یہ بتایا گیا ہے کہ:-

”میں نے تھارا خط اکابر علماء کی مجلسیں رکھا تھا علماء تھائے خط تھیں نہیں ہوتے میں خود ملحد ہوں گے مولانا محمد ریسفت صاحب کم فرمائے ہیں اسلئے تصدیق کیا ہے جو ادھمی تک ارادہ مکمل نہیں ہوا۔“

اس پر بھی کسی شجوہ نہیز تبصرے کی کجا شہ نہیں۔ اکابر علماء اگر لاکل مشریعیہ کے تحت اسی نتیجے پر پہنچیں کہ اس سال تعلیم کا سفر پر نہایی اولی ہے تو ان کا فیصلہ خود مولانا محمد زکریا دام نظر کے لئے یقیناً اپنی احرار اپناتا چاہیے۔ لیکن ہم جو کہ دلائیں کا علم نہیں ہو سکا اس لئے ہم اس کی صحت سے تحقیق ہوئے تک مکلف نہیں۔

لے انتہا ہمیں اس حال میں بحث ہے کہ تبریزی بنگلی اور تبریزی آخری پیغمبر کی طلامی کے سوا کسی ماسوا کی ذہنی طلامی کا داع

عمل فلسطین ہے۔ شہنشاہی بارات کے ساتھ اچھی لگتی ہے مگر جائزے کے جلوس میں شہنشاہی کی آواز بدترین آواز ہے۔ آپ کو احسان ہی نہیں کر آج ہندوستان کی ملت مسلم کس حال میں ہے۔ اس پر کیا گذر رہی ہے۔ کیوں گذر رہی ہے۔ آپ چاہتے ہیں آج بھی ہم باہمی جعل و مناظرے کی مظلومین گرم کرتے رہیں۔ لیکن ہم اس میڈی میں نہیں۔ ہم تو فقط یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام گروہ، تمام باضابطہ اور بے خانابطر جماعتیں اپنے ائمہ گرد ہی خلافات و نظریات کی ایک طرف رکھتے ہوئے اُس طوفانِ ہلاکت کا مقابلہ کرنے کے لئے متعدد ہوں جو ہم سب کو بہلے جانشی کے لئے تحریک، امنڈتا چلا آرہا ہے۔ چل نہیں آ رہا ہے بھی کا آ جھکا ہے اور ہماری عقولت کی شیوں کا یہی حالم رہا تو دکار سے گزر جائے گا۔

ایک طرف رکھنے کا مطلب نہیں کہ جماعتیں اپنی ساری جماجمی میرگر میوں کو پیش کر رکھدیں۔ مطلب ہے کہ اپنے اصول و نظریات پر ثابت قدم رہتے ہوئے اور اپنے اپنے طرق کا رکورڈ عمل رکھتے ہوئے منتظرِ مصیبت کے زمان میں ایک دوسرا سے تعاون کیا جائے۔ کوئی جماعت کس جماعت سے افضل ہے۔ یہ پیدا وقت کی شہنشاہی ہے۔ اس نکت پر اگر بحث بھی کی جائے تو اس کے لئے خواہی اشیع فی الوقت مناسب نہیں۔ جماعتیں کے سربراہ اور ارباب حل و عقد ایک جگہ پہنچ کر یہ بحث چھپر سکتے ہیں اور لفاسیت خود پرستی اور تعصبات حائل نہ ہوں لا کسی بہتر تجھے پر بھجوئی سکتے ہیں لیکن سوال کا یہ انداز۔ جو اجنبائی اضیفار فرمایا ہے یہ تو فخر بھی ہے۔ یہ لاش کے سر اپنے تھیقہ کی آواز سے ملت جائیں۔ اس کے جواب میں ہمارے پاس ایک آہ سرد کے سوا کچھ نہیں۔

پچھا اور

یہ سب لکھا جا چکا تھا کہ بھتی سے ایک محترم کا والاناصہ مل۔ وہیں انھوں نے بتایا ہے کہ مدیر بیانکی جو گذارش تھی

پہلا جز حجیکر اب تک کے جمروں کو جا چکا ہے

فتویٰ عالمگیری

اردو زبان میں

ایک عظیم کتاب

سلطنت خلیلیہ کی علمی اور دینی تاریخی یادگار جسکی ترتیب و تدوین پراور نگ رزیب رحمۃ اللہ علیہ نے تیس لاکھ کام سر ازیر تھی گیا اور ساٹھ علماء و فضلاٰتے وقت نے جسکی ترتیب پر آٹھ سال تک عرق رینہ کاوش کی۔ دنیا کے اسلام میں آپ شہر سے مستن لوار گلقدر کتاب — زندگی کے تمام مسائل کا حل جدید مسائل اور نئے تقاضوں کے بوش نظر بالکل تازہ فٹ نوش اور ضمیمے۔ مسلم پرشنل لائسے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے ایک قانونی دستاویز — ایک تاریخی مأخذ۔

ایک علمی مجلس کی نگرانی میں صوری و معنوی خوبیوں کے ساتھ
دو ماہی سلسہ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے

ہدیۃ الرکنیت

ہر قسط کی تعداد تقریباً سو صفحات مائر (جمیلی مائر) ہدیۃ الرکنیت دو روپے چار آنڑ (علاءۃ حصول اللہ) جو حضرات صرف ایک روپہ ادا کر کے رکنیت قبول فرمائیں گے ان کے سے مخصوصاً عاف ہو گا اور ان کی خدمات میں ہر قسط دو ماہ بعد سلسلہ دو روپے ۱۵ پیਸے کے وقاریبی کے ذریعہ رواز کی جائے گی ہر قسط مکمل کتاب الطهارتہ درشنل ہے۔ آج ہی مجرموں جانے اور دوسروں کو میر بنائے۔

مراحلت کا پتہ مکتبہ بھلی دیوبند ضلع سہارنپور (بیوپی)

پاکستانی شائقین ایک روپہ فیس جمیری اور سو اور رقمی قیمت ایک جزو۔ یعنی کل سو اتنی روپے مندرجہ ذیل بہت پر جمع کر رہید تھی اور اڑا در اپنا پتہ مکتبہ بھلی دیوبند، کوہی جوہری، بنیانگے کے لئے ہر روپہ سرے ہمیشے ایک جزو کی قیمت سارا در روپے مجیدیا کریں۔ یا ایک سے زیادہ اجڑا کی قیمت بھی اسے ایک وقت بھیج سکتے ہیں۔ ایک جزو دیوبند جمیری سے جمع کر لے کر پاکستانی پتہ۔ مکتبہ عثمانیہ ۲۲۸۰ میتا بازار - پیر کالونی - کراچی

بزرگ نید کولنڈن سے ہی چیلکی بجاتے ہیں خارجیں اور پھر اسی شرعت سے والیں بھی جوں۔ نیرے بھی نامنکن نہیں ہے کہ خود زید ایک زادہ مردانہ شخص ہو اور اپنی ہی کرامت سے سال کی مسافت گھٹے ہو جوں قطع کرے۔

ہنسنے کی بات نہیں۔ سوال صرف امکان اور اختیال کا ہے۔ اگر امریکی کی اوائل پڑا رونہیں کے قابل پریڈیو کا بنش دبانے ہی بخوبی ہے تو وہ مالی و اقلات و حال کیسے یکسر جھوٹے فرادتیے جا سکتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ باطنی و قوں کے پچھے ارتھاتی مارج لیسے بھی ہیں کہ آدمی ملبوں میں ہزاروں میں طکریا ہے اور درسرور کو کرا بھی سکتا ہے۔ یہ مارج چاہے کتنے بھی کم لوگوں کو نصیب ہوں مگر ہم ملت ہی کی فہرست میں۔ لیں اسی امکان کا سہارا لیکر نقیب ہاتھ نہ کرنا۔ تو بتائیجی قوم اکاظر نکل کر ثبوت نسب کے معاملہ میں لائن صد تھیں ہے یا سخت نہ تھت؟

جو اب طویل ہو گیا ہے اب اب تی دو ”نمونوں“ پر محض انتقام اٹھا۔ اب بحث کریں گے۔ ویسے اپنی الفاظ نے اندازہ تو اسی ایک جواب سے کر لیا گیا ہو گا کہ فقہاء کا دریائے بصیرت کتنا گھر اسے اور معتبر من صاحب این کائنات ایا اب! تو یہ الحکمة من یکشاؤ دمن دن کوت الحکمة هقد ادقی خیراً نتیجاً

وَسَاعَ [کافاً بجا نہ نماوج رنگ، قوامی اور وجہ و حکم] حال کے باشے میں اسلام کا صحیح مسئلہ و موقف امام ابن تیمیہ کو ہر اشتان قلم سے۔ (ایک روپیہ)
اصحول تفسیر [اب بھی امام ابن تیمیہ ہی کی گرانہ بہترین اخذ کرنے اور اسے ٹھیک کیل پر اٹارنے کے باشے میں ایک ترین بنیادی رہنمائی۔ اکابر فخرین کے انکار و اصول کا خلاصہ۔ ہر سلسلان کے کام کی کتاب۔
 تیمت مجلد ایک روپیہ ۷۵ پیسے)

مکتبہ تحریکی دیوبند (روپیہ)

یہ بھی ہر صحیح اللامع جانانے کے حس ضرورت کا شوہر بقدریات ہواں کے بطن سے پیدا ہونے والے بچے کو علیٰ قرار دینے کے لئے کسی ثبوت و شہادت کی ضرورت نہیں وہ بادلیں بلا نزاع حلیلی ہے۔ ثبوت و شہادت کی ضرورت تو حرامی مظہر از کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ یہذا صاف معلوم ہو گیا کہ فقہائے کسی دعوے کو ثابت کرنے کے لئے ”کرامت“ کا سہارہ نہیں دیا ہے بلکہ ایک ایسے الزام کو رد کرنے کے لئے یہ جس کا شخص اختیال اور کذباً شکنے رہ ہو جانا خود آئین شریعت نے طور پر دیا ہے۔ کرامت لکھا ہی کمزور سہارہ بھی نہیں اس سہارے سے کمزور نہیں جن کی بندادر حضور نے ممتاز عالم طلب کے کذابت النسب مانا تھا۔ وہاں تو فی الحقیقت کوئی سہارہ تھا ہی نہیں۔ حضور خود اس یقین تک پہنچا کر کہ اس کا زتمسہ کا نہیں ہے اور زمود کی بیچی کو اس سے پردہ کرنا چاہیے تو پھر امر واقعہ کی حد تک ایسے کسی اختیال کا سوال ہی کہاں

نسائی شریفہ آردو و معنی عربی

حدیث کی تجویزی
کتابوں میں۔ جنہیں
اصطلاحاً صاحب سنت کہا جاتا ہے۔ نسائی بھی شامل ہے اس کا
اردو ترجمہ عربی متن ملاحظہ فرمائیے۔ تین جلدیں میں کامل مجلد
ہدیہ یہ تین روپے

القاموس الکدید

ایک مددہ اور دوسری دو کشنزی
اور سیکھنے والے شاگردن کیلئے
تحفہ نادرہ۔ اپنے اردو کے کسی بھی لفظ کا عربی مراد فارسی کے
پاسکتہ ہیں۔ نئے زمان کی اصطلاحات اور نہادوں وغیرہ کے بھی
عربی ترجمہ میں گئے جو پرانی لفاظوں میں نہیں ہیں۔

قیمت محلہ سات روپے

حکایت زندگانی

جبل سے مولانا مودودی، مولانا
اصلاحی اور میاں غضین حمدکے خطوط

قیمت دو روپے

سنت خیر الانام

لفظ انکار حدیث کے روپ میں ایک
نقیص کتاب۔ اس کے طالبو سے
عام ندویں کو حدیث کی اقسام اور مراتب و درجات وغیرہ کے بارے

میں بڑی تفصیل معلومات حاصل ہوں گی قیمت محلہ چار روپے

حیات امام ابن القیم

عبدالله شرف الدین
استاد جامع القاہرہ۔ مترجمہ: - حافظہ میر شیدا محمد آرشد
ایم۔ ۱۔ آٹھویں صدی کے مشہور عالم امام ابن القیم کے شاگرد

مشید اور نیق حافظ ابن القیم اخوبیہ کی سماج علمی اور فقہ، عقائد اور
اعنوں پر ان کے بیش بیہاذکر کا مجموعہ وہ گران ترکتاب جس کی

تصنیف پر جامع القاہرہ صفرتے صحفت کو اسلامیات کی
اعلیٰ ترقی سنبھل عطا کی۔ قیمت بارہ روپے۔

عہد لارڈ ماوت میٹن

اصنفہ: کیمبل جانسون
تفہیمہ سنگی کی مستندہ استان ساضنی ترجمہ کی تقدیم کا ایم۔ تین باب۔ ایسے
سخافی کی درستاد یعنی پر سیاست گروہ کے یہ دو بڑے ہوئے ہیں۔

دیکھ پا اور جبرت الگیر۔ قیمت محلہ بارہ روپے۔

زبدۃ المناک

مکمل و مدلل اور عالم ربانی مولانا
رشیداحمد نگوہی سعی
اصفاءات مقیدہ و کثیرہ۔ جس میں جلد سائل مجھ کو اور دوز بیان میں نہایت
تفصیل سے سعی حاجات کتب ترتیب دیا گیا ہے اور یا خوف تردید
کہجاں سکتا ہے کہ موجودہ نہیں اس سے زیادہ مستند کتاب ساکل
مجھ پر موجود نہیں ہے۔ بلکہ مخفید کا غذہ۔

قیمت جلد آٹھ روپے

بلاغ المبین (اردو)

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ السلام کی
کی ایک اہم افراد کتاب جو
فرک و بدعت کے کرد میں غیرہ سے نیام بھی جاتی ہے

قیمت چار روپے

رحمۃ اللہ علی المبین

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بہت
کتابیں میں تکین قائمی سیدحان منظور ہی
کی شہر آفاق کتاب رحمۃ اللہ علی المبین ایضاً اسکا
ٹازیہ، اس کی تفہیت اس کی جاگہت پر جیزہ عیاری اور جدائل
ہے دل میں آتر جایوالا اسلوب پڑھیتے اور بار بار پڑھیتے۔ تین
حصوں میں مغلل۔ قیمت بیس روپے ریخڑ ۲۵ روپے

اردو میں ۳۰ روپے

موضوعات کیمیر

مشہور حصیق عالم ملا علی قادری کی تصنیف
محاج تدریف ہیں، اکثر من گھوڑت اور غیر معتبر احادیث، پوششی
آئیں شہر آفاق کتاب "موضوعات کیمیر" اور جو ترجمہ میں ہے اور
آنچی ہے اس گرفتار کتاب کے مطالعے اس کو معلوم ہو گا کہ کتنی ہی

روایتیں بھی حدیث کے نام سے شہر ہو کر قبول عام حاصل کر گئی ہیں
حقیقت بھروسے کے لائق ہیں ہیں۔ جلد آٹھ روپے

اردو میں ۳۰ روپے

تقریر کچھ

کے ماقابل ساخت مصنفوں نہ ہوں ہے بلکہ تقریر

کی بیشگی ہے بدعات و حراثات کیلئے تو صرف کہ علم ریشنر کا کام کیا
ہے غیر مخلصہ تیمور دیوبیہ جلد پانے دو روپے۔

مکتبہ - تبلی - دیوبند

کیا، ہم مسلمان ہیں؟

پکار تھی جس نے حضرت امام شافعیؓ کو اسلاف کی ہڈیوں کا کاروبار کرنے کی بجائے خدا کے ساتھ اس تجارت کا شوٹ اور سلیقہ سکھایا جو دردناک عذاب سے بحاجت کی طرف لے جاتی ہے۔ جہاں کامنات کافی صاف تریخی خریدار خود خدا سے یگاہ پوتا ہے جو انسان کے نافی جسم و جان۔ خود اپنے ہی دینے پڑتے جسم و جان کی اعلیٰ ترین قیمت لگاتا ہے۔ یہاں تو سٹھی بھرٹی کے اس ڈھیر کے وہ فصیب جائے ہیں کہ رنگ تو رنگی ایک سدا بہار جنت عطا کرنے کے بعد خدا اپنے خضر بندوں کو تسلی دیتا ہے کہ درحقیقت تیرا آخری انعام تو تم خود ہیں!

زندگی کا یہی وہ انتہائی درخشان تصور تھا جس کی روشنی سورور کی آنکھیں چلنے سے پہلے ہی امام شافعیؓ کے ذہنی افني پر جلکھا رہی تھی۔ انھوں نے سات سال کی معموم عمر میں خدا کی آخری کتاب اپنے سینے میں آثاری۔ اور ابھی دش بھی سال کے بچے تھے کہ اس چھوٹے سے حافظہ قرآن نے امام بالکل کاشاہ کا کار فرقہ "متوطّل" حفظ کر ڈالا۔ گویا ایک بچہ جس عمر میں بر کے کھلوٹوں اور مٹی کے گھروندوں سے کچھ ہی اسے بڑھ پائے ہے یہ مدد و نیت مد نیت کی ایک بیوہ کالال نشر آن و منت کے نورانی سمندر میں خواتی صی کا وہ کار نامہ انجام دینے پلا تھا جس کا حسین خواب دیکھنے کئے ہی بڑے بوڑھے تبروں میں جاسوئے اور رخانے کئے ہی ایسے بد نسب ہیں جن کی نظر بھی ادھر زگئی اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند ہو گیں۔ اور کسی بھوگی وہ بہترین "ماں" جس کا سہاگ لٹک جائیکا

امام شافعی، جن کا نام محمد اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ تصریح ایک صحابی زادے تھے ملک ان کی رنگوں میں دوڑنے والا خون ساتوں پشت میں اُس بائشی قبیلے اور عین الطبلی خاوازادے سے جاہلیتھا جس کے آخوش مادری کو دنیا کے سب سے بڑے اور سب سے مقدس انسان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلادیت ببار کر کا مشرف علمیں جمال ہوئے۔

لیکن بعد کے امام شافعی اور بھین کے ابو عبد اللہ نے اللہ کے اس انعام پر غور بیجا کا علم بلکہ کرنے کے عوض ان یہ سوچا کہ یہ سے مولا گھر بر جو عظیم احسان فرما یا یہ سماں شکری تھفت آخرین کیونکر ادگروں۔ یہیں کیسے ثابت کروں کہ خالق اکابر کے احسان سنکے دبا ہوا ہندہ ابو عبد اللہ باشکرا نہیں ہے۔ یہ کوچ یہاں احسان الطیف یعنی ایک غیر شوری گونج تھی اس آزاد کی جو حجۃ الوداع کی تاریخی بلندیوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوٹنٹوں سے بلند ہوئی تو یہاں اور اسیں کی بنیاد پر اسٹھے ہوئے محلوں کو ڈھانی اور جزا فیسانی پہاڑوں کو مسار کرتی ہوئی دلوں کی گھرائیوں میں پھیسے کے لئے جذب ہو گئی۔

"کسی عربی کو کسی عربی پر فضیلت حاصل نہیں اور نہیں کسی عربی کو کسی عربی پر۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے۔ خدا کی نظر میں سب سے زیادہ اچھا ہے جو خدا سے سب کے زیادہ ڈنایا۔" اعلاق کو انسان کا امر سے ورزی عمل اور نقویلہ کو انسانیت کا معیار شرف قرار دینے والی بھی وہ حقیقت افراد

پرستکے لئے طلب و شوق میں کسی کسی لڑائی ہوتی جیسے بھکاریوں
شی فوج پر کسی شہنشاہ نے سوئے چاندی کی پادش کر دی ہو۔ یا
اس لعاب دہن کی جان فوازیاں کوئی صدیق اکبر کے اس مار
گزیدہ یاؤں سے پوچھ جس کو غارلوڑ کے ناگٹے جو بھر کے ڈساختا
مگر تمہارا لعاب دہن پسکتے ہی زہرتاں کا ہر ایک درد کا فربہ گا
اور فرط درد سے رومنیے والے بے اختیار سکر ادا۔

— اور آج ام شافعی خواب کی تاریکوں ہیں اسی آپ
جو ان "کامبام" ہے ہے اور پھر امام کی روح کو گفت سروود
کے عالم میں چھوڑ کر یہ خواب ختم ہوئے لگا تو ام نے شناک
حضور ان کو یہ دعا دیتے ہوئے دن منظر میں چھپتے جائے ہیں۔

"جا۔ خدا چھپر برگتیں نازل فرائے۔۔۔۔۔"

ابھی اس خوابیں کی حیات ایگزیپٹ بالکل تازہ ہی بھی
کر دوسری بار حضرت امام نے حضور کو خواب میں دیکھا۔ یہ خواب
ان کو اس مقدس ترین ضمایں سے اٹا خا جان خانہ بھیں
حضرت محلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے دھکائی دیتے۔ خدا
کے قدموں پر سے سر اڑھایا تو خدا کے بندوں کی طرف ایمان افروز
ناظر ڈالی اور دیر تک نالی انسانوں کو بقاوہ دوام کے راز بھاٹا
رہے۔ درس کا یہ گرفت سلسلہ ختم ہوا تو حضرت امام کے پیشے
میں علم دین کی ایک ذری درست پیاس بھڑک اٹھی۔ وہ لرزیہ
قدموں کے ساتھ آگے بڑھے اور عنین کیا۔

"لے خدا کے رسول! — مجھے بھی کچھ کھایے۔۔۔۔۔"

— پھر اسی سنتی کی ایک نگاہ خاص ان کی طرف اٹھی اور
آستین بمارکیں سے ایک "میرزاں" نکال کر بطور خاص عطا
فرماتے ہوئے کہا:-

"تیر سستے رہیں اعلیٰ ہے!"

اسکلدن جب ام شافعی اس خواب کی تعبیر براہرین رویا
سے پوچھتے پھر ہم سخنوار ٹڑے یقین و اذمان کے ساتھ ایک مدد
کامل نے ایکسی یہ تعبیر ناکر فرط خوشی اور ذری درست ذمداداری
کے احساس سے چوکا دیا۔

"دنیا میں سنت رسول کی شرود اشاعت کا خلیم شرف
تمہارے حصے میں آئے والا ہے!"

زخم ابھی شدت سے روس رہا تھا مگر اس نے اپنے اس "دریخم"
کو دھکتے ہوئے یعنی سے لگا کری خواب دیکھا متشرع کیا کہ اس کا
یہ بیٹا ایک عالم دین بنے اور اپنی صراط پر کام آئے۔ یہی وہ
ایمان افسوس خواجوں کی وادی تھی جو ان سختے ام شافعی
نے دوایے تھی خواب دیکھے جس کی تعبیر تلاش کرنے کی دلہانت
دُھن میں اخنوں نے زندگی کے ۲۵ سال اوپریں ونشاط
کی پوری دنیا تھی اور آخر خود اپنے آپ کو ان خواجوں
کی لادتی تعبیر بنانے کا آخری سامنہ۔ پھر خواب میں اخنوں
امی سنتی کی بھی باری زیارت ہوئی جس کو کھلی آنکھوں ایک لفڑی کی
لیٹے پرہنڑا روں سال کی عیادتیں مستربانے۔

ہائے وہ رات!!

جس کی تہباں بیویں چھوٹے سے ام شافعی نے وہ "سونج"
نکلتا دیکھا جس کی جنڈ کرنیں ان کے اپنے وجود کو چھوٹی تھیں تو
اخیر ماندال ستاکت بنا دیا تھا اور پھر صحابی کے پرستے اور محابی
کے ہی وہ سیٹے نے ایک ایسی بھروسی اور اسی جس کو کافی سے
پہلے دل ستاھا۔ ادازہ وہی بھی یا کوئی پھونوں سے ناٹک ہے توں
ہے وہ وجہ دل کو لوریاں نے رہا تھا:-

"لے بچے! — وکس خاندان سے ہے؟"

"حضور! احسان عجر اور تحریث نعمت کے شرود سے
اس بچے کی آدازہ دو اسکے ہوگئی" حضور! میں آپ ہی کے خاندان
سے توہین...!!"

اور پھر سبق کے اس امانتے دجدی کے عالم میں دیکھا کہ حضور
ان کو اپنے قریبے قریبے تر فرائی ہیں اور ان کی زبان اور ہنپول
پورہ لعاب دہن ڈال یہیں ہیں جس کو خدا نے اس دنیا میں امرت
سے قیمتی اور شاید آخرت میں جام کوثر بنادیا ہے۔ کوئی اس
آپ حیات کی قیمت اصحاب رسول نے دل تھے پوچھ یا ان غیر
مسلم سلطنتوں کے شاہی نمایندوں سے جس کی آنکھوں نے مدد?
جنوں کا یہ تعبیر ایک منظور دیکھا تھا کہ حضور کا ہی "لعا ب دین" ایکی
ریعن پر گئے نہ پانا کہ حضور اور ان کی عظمت و صداقت کے سیکھوں
دیوانے" بھکاریوں کی طرح دامن بھیلاٹے ہوئے بیقرار پروانوں
کی طرح اس پر ٹوٹ پڑتے۔ اس امرت کو آنکھوں اور پھر سے

گریج دیکھ کر امام شافعی پیکر اسے اور ہم گئے کہ یہ خط پڑھتے پڑھتے امام الکٹ کے چہرے پر خوشی اور قدر شناسی کے بجائے غم و غصہ اور رہ مانی تکبیدگی کے دردناک آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ خط آخر کرتے ان کے جدبات کی یہ کیفیت ہو گئی کہ یہ خط مذہبیں پر پھینک دیا اور دلمبی کی شایدی کیفیت میں ریشہ کے انداز سے فرمایا۔

"اللہ اللہ! اکیا... اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اس قابل ہو گیا ہے کہ اسے سفارشوں کے ذریعہ حاصل کیا جائے؟"

پڑھتے ہی قدم پر اس طرح امام الکٹ کی بارگاہ میں پہنچ کر امام شافعی نے علم دین کے آخری آداب سیکھ۔ موقعد کی اس نزدیک کو سنبھالنے کے لئے اپنی ہمنوای اور علمی ترتیب کا اطمینان کر کے اتنے حسین انداز میں معاشرت چاہی کہ امام الکٹ نے ہم وغیرے کو بھول گئے اور قدر شناسی کی بیوی لوٹ تریخ ساتھ ان پرسروں سے پاؤں نکل نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا نام کیسے ہے؟"

"محمد بن ادريس! امام شافعی نے سر جھکائے پھٹے جواب دیا۔

ایک لمحہ کے لئے دونوں طرف گہری خاموشی چلا گئی اور پھر حضرت امام کی یہ دلنشیں آواز سماںی دی جو زندگی کا پہلا بنیادی درس بھی تھی اور کامیابی کی آخری دعا بھی۔

"اُنِ اللہ! — فیکوں الک شان۔ خدا سے ڈرتے رہنا! — تاکہ عقر بیت تھیں خاص درجہ عطا ہو۔"

علم دین کے احترام کے لئے اُستاد کی بھی وہ ذکا دیت حس تھی جس نے امام شافعی کو کتاب و مذہب کے سامنے صراپا ادب دیوار بنا چھوڑا تھا۔ حدیث ہے کہ درس کے دوران میں وہ کتابوں کے ورق اُسلٹے تو اس کا پورا خیال رکھتے کہ ان کی ہلکی سرسری امہٹ بھی اس گہری خاموشی میں خل افراد نہ ہوتے بلکہ۔ آخر "بادب۔ باقیب" ہوتے کہ وہ منزل بہت جلا آگئی جہاں امام الکٹ جیسے خاطر فقیر ہے شاگرد گو-

گئی ان دو پر اسرار خواہوں کے متعلق جو اسے چاہا ہے فائد کرے گو ان کی تعبیر کے سلسلے میں تابعی کی ایک ہی راستے ہے کہ محمد بن ادريس سعیج مج فقہ کے "امام شافعی" کہلاتے۔

لئے میں پہلے تو عربوں کے دستور کے مطابق اسکی ہو شدہ۔ مان نے اپنی "حسب و ادب کاظم" حاصل کرنے بھیجا۔ اس کی تحصیل کے فوراً ہی بعد مان کی بہترین سامتانے حکم دیا۔ مجاہد اب حلم دین کی خوشی صافی کر دے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی کے شہرہ آفاق حفظیوں تی بھی ہیں زانوں ادب ترکیا۔ پھر اور اٹکپن کے زمانے ہی سے عالمیں کی باتوں کو ہر چاروں پر لکھ لکھ کر ہم سے جواہرات کی طرح محفوظ رکھنے والا ان عظیم علمی مجلسوں میں پہنچا تو دینہ دولی خوش رکھ دیجئے۔

لئے کے پڑھتے ہی چوہرہ ناس فقیر سلم بن خالد زنجی نے پہلی ہی نظر میں امام شافعی کے چوہرہ کھلتے تھے۔ چاچھے مسلسل تین سال تک اس زرخیز معلقی پر علمی فوضی کی بارش کرنے کے بعد انھوں نے فیصلہ کیا کہ امام الکٹ کی جیل اسے لگی تو اس فتحی چوہرہ کو کندن بنادے گی۔ اور صریخ امام شافعی امام الکٹ کے لئے بھیں تھے۔ اُستاد کی زبان سے اُن کے کلامات کے تذکرے میں سنگر احسیں امام صاحب کی ذات سے غائب نہ تھیت ہو گئی تھی۔ اُستاد کا حکم پاستے ہی وہ میئنے کی طرف چلے تو چاہئے وہ اُستاد نے ایک غیر معمولی سفارشی خط بھی ساخت کر دیا۔ شوق کی نسراہ انہوں میں انھوں نے ڈرتے ڈرتے حضرت امام کے دروانے پر دستک دی۔

"آپ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟" ایک ہدایہ بخاد مسٹے دروازے پر آگر پوچھا اور نام وغیرہ معلوم کر کے گھر میں تاپس چلی گئی۔ اس کے جواب میں امام الکٹ باہر تشریف لائے۔ ان کی بزرگانہ شفقت اور حسن اخلاق کی سمجھیدہ اداوں نے امام شافعی کے دل پر بلا کا اثر کیا۔ اب انھوں نے وہ تعارفی خط نکالا جس میں اُستاد نے اپنے شاگرد رشیق کی صلاحیتوں کا بڑی ہمیت سے ذکر کر کے لکھا تھا کہ۔

"یہ آپ کی علمی برکات میں مستفید ہوئے کا واقعی حق ہے"

نہیں دیادہ بھجنی کے ساتھ چیکے سے اُٹھے اور جانے والے سائل کو کچھ گود پر جایا تو آہستہ سے سوال کیا:-

"تمہاری قمری کا صحیح حال کیا ہے؟" یعنی وہ اکثر یوتی ہے یا پیشتر جب رہتی ہے؟"

دل شکستہ اور یا یوس شخص نے ایک نوجوان عالم کی یہ بات سئی اور امام مالک کے فتویٰ کے بعد اس نوجوان کو کوئی اہمیت نہیں بلکہ بغیر رداروی میں جواب دیا۔

"وہ اکثر بولتی ہے۔" یا بھی بھی جب بھی رہتی ہے۔

"پھر تو ہم تو رہوں" امام شافعی کا چہرہ خوشی سے سصل گیا۔

"تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوتی۔"

"اچھا! " سائل کا منہ خلا کا مکارہ گی۔ لیکن امام شافعی اس کے بعد ایک بندٹ کے لئے گئے بلکہ بغیر حصہ اسی جگہ درس میں آگئے بیٹھ گئے۔ وہ شخص کشاں کشاں ان کی تجھے آیا اور امام مالک کے پاس آگئے تو شوین اور آمید کے انداز میں عرض کیا۔

"جاتا والا! " میرے معلم پر پھر سے خود فرمائی۔ "امام مالک اس کی ولیمی کا کوئی خاص طلب اس کے سوا تسبیح کریتا ہے تھی پریشانی میں اس طرح مارنا را پھر رہا ہے اس لئے اس طبق اندازی برخفا ہونے کے بجائے وہی پوری درد مندانہ توجہ کی گئی اور مسئلہ کا وہی جواب دُھرا دیا۔

"لیکن حضرت! " سائل نے حیرت اور دبی دینی تھکایت کے انداز میں امام شافعی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ نوجوان شخص جو آپ کے درس میں شریک ہے، ابھی بھی میرے تجھے آیا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ میری قمری اکثر بولتی ہے یا اکثر رہتی ہے اور پھر میرا جواب نہ کہ اس نے مجھے اطہinan دلیا کہ طلاق واقع نہیں ہوتی۔"

شالرڈ کی اس قطعاً غیر موقوع جرأت کو سنا تو امام مالک جو نک اٹھے۔ قمری کے بولنے کے سلسلے میں یہ قلت و کثرت کا نکتہ سمجھ میں دایا تو علم دین کے سلسلے میں ان کی مخصوص نازک مزاجی کو تھیں لیں اور کسی قدر بہرہ بھی کے ساتھ فرمایا۔

"آخر میں یہ کثرت و قلت کی کیا بحث ہے؟"

افتاء کا کلیدی مقام عطا کر دیا۔

دراقصر یوں پیش آیا۔

امام مالک کے حلقوں درس میں کسی نے اکری سیڑلائیں کیا تو۔

"میں قریوں کا تابا جو ہوں۔" ایک شخص کے ہاتھ مالک قمری فروخت کی اور بھی کمال کمری قمری خوب بولتی ہے۔" قمری دیر بعد وہ خسریدارہ اپس آیا اور شکایت کی کہ قمری اہمیت میں بولتی بات اگر ملزم کریں تو میری بیوی کو طلاق ہے۔

نما اہم جلسے تیہ واقعہ گھری لوچی اور قلبی تشویش کے ساتھ رہتا۔ یہاں تک کہنے کے بعد اس نے بیچارگی کے دھمک بھرے انداز میں امام سے پوچھا۔

"فرماتے ہی میری بیوی کو طلاق تو نہیں ہوتی۔"

"تمہاری بیوی کو طلاق ہو گئی" امام صاحب تجھے سائل کو یہ دردناک خبر سناتی اور پھر اسیں کے ساتھ سر جھکایا۔

تھام جلس پر سنا ٹھا چھا لیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر سائل کا مفہوم درا سائل ریا اور وہ لفظ افسوس ملتا ہوا اپس ہو گیا۔

"امام شافعی بھی خریک دس تھے۔" مسلم اور اس کا جواب شنس کے بعد ان کے ذہن میں ایک خلش باقی رہ گئی تھی وہ استاد کے علم اور ان کی عقل درائع پر بے حد اعتماد کرتے تھے انجین اسٹاد کے نظری فصلے کا احتراں بھی آخری حد تک تھا۔

لیکن اس اعتماد و احترام کی جڑیں شخصیت پرستی میں نہیں حقیقت شناسی اور اصول پسندی میں تھیں۔

یہ خالص علمی و دینی تھا صور کا وہ عظمی دور تھا جس شریعت کے سائل دو پیسے کی روشنائی سے نہیں خوب دل دھکے تھے تھری بر کے جاتے تھے۔ جب مفتی کی نظر میں دارالاقوام کی سند پر تھیں ایسا ہی نازک کام خاصاً میسا خارک اُٹھے جائے تماز پر درست بنت کھڑا ہوتا۔ جب تھیست پرستی کی آنکھیں اندر ہی ہنیں ہو چکی تھیں ایک دیدہ دو دل کی روشنی میں اصول و حقائق کا جائزہ لیا جاتا تھا۔

چنانچہ استاد کے جواب سے امام شافعی کی اسی نہ ہوئی تو علم دین کے آداب نے انہیں اطہinan سے بیٹھے رہنے کا مشروطہ

ستے تو اتنا شے رہا میں کسی کو دیکھا کر تیراندازی کی اشتن کر رہا ہے۔
اچانک اس کا تیر ٹھیک ٹھیک نشانے پر لگا تو امام شافعی جو حرم
اسٹھے بے اختیار جیب میں باقاعدہ الامروہاں صرف نہیں بناد
پائے۔ بحاجت اور عقیدت سے بڑی آزادیں فریا یا۔

”یہیں دنار افغان میں دینے ہوتے مجھے ختم آتی ہے مگر
کیا کروں اس وقت میرے پاس اور کچھ ہے نہیں۔۔۔“

علم فراست جیسے خالص عقلي علم کو انھوں خالص ہونا نہ
لقطعہ نظر سے سیکھا تو سچ مج اس حدیث رسول کامصدر اقی میگے۔
”تو من کی فراست سے بچو!۔ وہ خدا کی روشنی ہی نہیں
ہے!۔“

اس ذیل میں متعدد حیران کی واقعات میں ایک بھی اندر
ایسا لیہ جس سے اس مسلم میں ان کی دستگاہ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
اہم بھی گزینی کے ذریعہ سے یہ ودایت کر رہی ہیں کہ تین
جامع مسجد میں امام شافعی کے ساتھ تھا۔ ناگاہ ایک حصہ آیا اور
سوتے ہوئے آدمیوں میں کسی کو تلاش کرنے لگا۔ امام شافعی نے
یہی نظر سمجھ لیا کہ ڈھونڈنے والا کسی اپنے جنتی غلام کو ڈھونڈ رہا ہے
جس کی آنکھیں کوئی نقص نہیں ہے۔ چنانچہ شخص مذکور نے اس بات کی
حرف بحروف تصدیق کی۔ اس کے بعد امام شافعی نے حیرت انگیز
انکاٹ کیا کہ ”جس کی تھیں تلاش ہے وہ قید خانے میں ہے۔“
اور واقعی وہ غلام قید خانے میں تھا۔ بعد میں امام صاحب نے
بنا یا۔

اس کے اس طرح ڈھونڈنے کے اندازے میں سمجھ گیا تھا کہ
وہ کسی مغروہ کی تلاش میں ہے۔ جب وہ سماں کے اس حقیقتیں گیا
چہاں سیاہ فام سو رہے تھے اور میں نے پھر خوب سے دیکھا تو پتہ چلا کہ
بائیں آنکھ والوں پر وہ گہری نظر ڈال رہا ہے۔ چنانچہ میں نے تجوہ
نکالا کہ اس کا کوئی آنکھ کا میہمی بھی غلام جھاگ لیا ہے اور سر اجر
ہے کہ غلام جب بھوکا ہوتا ہے تو جوری کرتا ہے اور پیٹ بھر ہوتا
ہے تو زماں کرتا ہے۔ میں نے سوچا کہ ان دونوں بالوں میں سے
ایک دیکھ بات مغروہ ہو گئی اور اس کے تیجے میں غلام قید ہو گیا ہو گا۔

ذین اور انتہائی حساس شاگرد نے موقع کی تراکت حسوس
کی اور فرآئیسا جواب عرض کیا کہ کبھی بات کہدی گئی اور اس تاد کی
قدر و نظر میں بھی ذرا فرق نہ آئے دیا۔ عرض کیا۔

”آنکتاب ہی نے مجھے عبداللہ بن زیاد کے حوالے سے
روایت تلقین فرمائی تھی کہ فاطمہ بنت ثابتیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ معاویہ اور ابو جہنم نے
مجھے شادی کا پیارا بھیجا ہے۔ فرمائی کہ کس کا اختاب کروں؟“

حضور پرے فرمایا کہ معاویہ تنگ دست ہے اور ابو جہنم بھی کاندھ سے
لکڑی ہیں آتا رہتا۔“ حالانکہ حضور جانتے تھے کہ ابو جہنم سوتا
بھی ہے اور دیگر ضرور توں میں بھی صرفت ہوتا ہے۔ بیل سی کی
روشنی میں میں نے یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ فرقی اکثر یونی ہے اسلئے
زغلط بیان ہوئی اور مطلقاً واقع ہوئی۔

مند امامت پر مشیحہ ہوئے اہم بالائیں ایک شاگرد کے اس
حق کو شاذ تلقین پر خوشی اور خوبی سے جھوم لٹھ۔ احتاظ حق کا خیر
مقدم کرنے کے لئے وہ کس خوشی سے شاگرد کے سامنے بھری بھل
میں پھیار ڈالنے ہے تھے۔

”ہاں بھائی“ انھوں نے سائل کی طرف تُرخ کیا۔ ”ہاں
بھائی اجاو طلاق نہیں ہوئی۔ فاقہ کا استدلال صحیح ہے۔“
شاگرد شیر کی حق کو شی اور دیقائقی کی اتنی بی پذیری اپنی پر
بس ترکیب بلکہ اعلان فرمادیا کہ آئندہ بھی اس شخص کو اشتار کی
محض میں اجازت دیں گے۔

تفق اور اقامہ کی اس منزل پر، سبق کاب امام شافعی چین
سے ہنس بیٹھ گئے۔ ان کی نظر میں ایک تو من کی شخصیت حض
قرطاس و قلم بک محدود نہ تھی بلکہ قلم اور تو اندوں کا یہ بیجا ہے
مختلف علوم اور زندگی کی مختلف را ہوں کا امام ہونا چاہیے تھا۔
چنانچہ انھوں نے ایک طرف تیراندازی کیلئے تو دوسرا طرف
لغت ”آریخ“ خود حوض اور علم فراست وغیرہ میں سستگاہ کا اصل
chsel کی۔ وہ جس طرح بالکمال علماء کے علم کی حرکت پر وجود کرتے
تھے ٹھیک اسی طرح ایک تیرانداز کا کمال تیرا لگنی ان کی مجاہد ان
عیندوں کو بیدار کر دیتا تھا۔ چنانچہ ایک بار وہ کہیں جا رہے

عقلمندوں اور حقول و فراست کی مجاہدات صاحبین علیوں نے حق کا اعلان اس شان سے کیا کہ تھوڑا سا درسازش کے پرچے نہایتیں اُڑتے لظر اگتے اور ہاروں رشیدتے نظر گریے اعلان کیسا تو عقیدت سے آواز کا پر رہی تھی:-

"اس شخص کے قتل کا فیصلہ مخصوص! اے صرف حرast یعنی ڈال دیا جائے اور ہیں..."

اور پھر اس حرast کے درود یا رسمی امام شافعی کی عظمت علمی کی درسری دھنکتے زمین پر آرہے۔ انھوں نے دریار کے اپک زبردست علمی مباحثے پر اسی وقوع رائے دی کہ ہاروں رشید فرط عقیدت سے اٹھ کر بیٹھ گیں اور پکارا تھا:-

"ام سنتی کو آنا دکھر اور اسی وقت اس کے قدموں پر پانچ سو دنار لٹا دیجے جائیں..."

لیکن امام کے علمی جو ہر گھنٹے کے بعد جب ہاروں رشید نے سلطنت کا ہمدردہ نہایتیں کرنا پاہا تو دیہی امام شافعی جو سیاست کو دینی زندگی کا حرم اگر کثرت نہ سمجھتے تھے اور اسی لئے بخراں کا والی ہونا منتظر فرمایا تھا اور سیاست کی تلوڑ سے اصلاح و انقلاب کا وہی کارنامہ سرا جام دیا تھا جس کے لئے ان کے علمی وجود کے زبان قلم و قہقہے۔ ہمدردہ نہایت کا امام شکر تھر اٹھ کر اسی تلواروں کے سلسلے میں بیٹھ کر اس مذہبی عبودیت کا حق ادا کرنا بیٹھتے جی نا ملکن ہے اور نہ یہ بات کسی طرح ممکن ہے کہ حصہ کے لئے حق کو ہوت کی نہیں سوارا۔ جاتے۔ چنانچہ اس میں کسی عطفت پر لیکن کے بجائے اُسے دُور ہی دُور سے ٹھکرانے ہوئے بڑی لنفترت دیواری کے ساتھ صاف کیا۔

"بیٹھ کر تو اس ہمدردے سے معاف ہی رکھیے!"

دل تریپ اٹھتا ہے کہ کیا یہ اسی دنیا کا داقعہ ہے۔ چہاں ہم بھٹی بھٹی آنکھوں سے آج یہ منتظر ہوں چکاں دھنہ رہے ہیں کہ سرکاری امداد کی چند بھٹوں کوڑاں اور سرکاری خطابات کے چند بھٹوں کے لفظ پاک علماء اپنا علم نے تکلف بیخ ڈالتے ہیں اور سو دن خواروں کی ایک لرزید دعوت گھانے کیستے

— علم بہشت و نجم میں اس ٹالا کا درک پر چکا تھا اک کسی دوست کا زخمی کیمیں گوئی کی:-

"۲۷ دن کے بعد تمہارے یہاں ایک بچہ پیدا ہو گا، جس کی بائیں دن میں سیاہ تل ہو گا۔ ۴۷ گھنٹے زندہ رہ کر دفعٹا مر جائے گا۔"

چنانچہ لفظ بالفاظ پیشیں گوئی پوری ہوتی تو اپنے کمال پر خوش ہوئے کے بجائے ابی دن علم نجم کی ساری کتابیں جلا ڈالیں اور آئندہ کسی کے سوال کا جواب تردیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے دینی عقائد میں فساد و نما ہو جائے تو نہیں ہیرہ تعریفیوں کی بھرمار زلزلہ مشرکے دن دبال جان بنکر سامنے آئے!۔ اس ایک دن "کے خون سے جس کا نام" قیامت ہے سالمہ اس کی عرق ریز کا و شیوں کو اپنے ہاتھ سے سوخت کر دیتا خدا کی قسم ایک بچے ہوئے کے سوالی کے بس کا کام ہی نہیں۔

اس دنیا کی ہر جزی کا طرح شہرت و قابلیت بھی ایک نازک آزمائش ہے۔ جب حکومت نے امام شافعی کا شہروستا اور تقدیر افزائی کے طور پر انھیں بخراں کا والی بنا دیا گیا تو دہاں جاکر حضرت امام نے دیکھا کہ مقدمات کے فیصلہ رشوت سے ہو رہے ہیں۔ امام صاحبیتے جلتے ہی اس فتنے پر بندگائے اور جن پسندی کے آزاد فیصلوں سے رشوت ستائیں کی مکر توڑدی۔ تیجراں اسی قدر دشناکی کی ٹھکل میں نکلا جاؤ اس دنیا کے دنی کا خاصہ ہے۔ امام صاحبیتے خلاف ناماں ساز غیش شرع ہوئیں اور حکومت کے رکن ایوان میں جاکر جو خوش چھوڑڑ گیا کہ امام صاحبیت میں والوں میں بے حد مقبول ہیں اور اس مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر حکومت کا تکمیر اُمّت دنیا پا ہے ہیں!

بس بچہ کیا تھا۔ اقتدار و حکومت کی نازک رازی شعلہ جو ال جن کر اٹھی اور پا بچلاں کر کے حضرت امام قلن کے لئے لاستھنے گئے۔ لیکن ٹھیک اس وقت جب جلا کی بیچم نکوار سر پر سر تر کشی ہوئی مقتولین کی صفت میں امام شافعی تکمیری تھوڑت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کی زبردست علمی

کے لئے در در بار ادا پھر اور جب دنیا کے غرددوں پر دولت دنیاٹ اکر جائی ہا تھا وہ اپس ہوا تو رہ رہ کر اس کے بیقرار ہاتھ دھا کے لئے بھیتھے گئے۔

"آئی! — پھرے خوش دنیا سے ہمیشہ محفوظ رکھنا۔"

"ایک بار عید کی رات تھی" نام مرزا پاکیزہ داقعہ سنائیں "من امام صاحب کے ساتھ مسجد سے گھر تک آتا۔ ایک دنی مسئلے پر گھٹکو چھڑی ہوئی تھی اور حضرت امام علم و حکمت کے موئی سرراہ لشائے جاتے ہے تھے۔ دو دن بے پیچے نوہاں یک شخص کو اپنا منتظر رکایا۔ اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور خرض کیا۔" پھر تھلی میرے آفانے خدمت عالی میں نذر کی ہے۔

امام صاحب نبینے شکریتے کے ساتھ یہ تھلی قبول فرمائی۔ وہ شخص رخصت ہوا ہی تھا اک ایک اور شخص گرتا پڑتا امام گیکروں چلا آئا تھا:-

"امام صاحب!... نوادرت نے ہانپتے کا پتے پھیلے
دھکڑا سنایا" گھریں پچے کی ولادت ہوتی ہے اور میرے پاس ایک پیٹ تک نہیں۔" یہ مذکون تھا کہ امام صاحب بیقرار ہو گئے۔ ہی تھیں جو کی تو ان اس شخص کے ہاتھ میں دیدی اور سکراتے ہوتے گھر میں تشریف لے گئے۔

ایسے ہی عی dalle کی ایک دات کا واقعہ ہے۔ آسمان پر ہال عی dalle کو دیکھ کر نیکل بھوپلے ٹھنڈے پڑے ہوئے چھٹکی طرف دیکھا اور بے قابو ہو گئیں۔ "کیا یہاں سب نہ ہو گا" انہوں نے آبدیہ ہو کر امام صاحب سے عرض کیا کہ کچھ رخ کہیں سے اُدھار مل گائیجے۔ "بُو" سفر آخوند کی ساتھی کو یوں دلکش ہوتے ہوئے دیکھ کر امام صاحب بیچ رفت سی طاری ہو گئی۔ ایک بیقرار نظر ان کے اُداس چھرے پر ڈالی اور بھی ہوئی پلکوں نے کوئی خاموش پیغام دیا جیسے کہ رہے ہوں:-

"تم روئی ہو؟ — حالاً کہ خوش ہونا چاہئے۔ بیٹک یہ کاشتے ہیں جو آج دل و جگہ میں تجوہ رہے ہیں میکن۔... خدا کی سماں خدا کی جنت کا نظریں ہی سے تو دھکی ہوئی ہے۔"

زہاد زہد پارسائی کا خون کرڈا لتے ہیں ۹۔ سچ بتائے تاریخ! کیا تمہی اس دنیا کے ہمونوں کو وہ عظم و زنگاڑ "عہدہ تھما" بھی منظور نہ تھا جو حق کے خطرے میں پڑ جانے کا درود را تو اندیشہ یادداشت تو خوف آنرست سے لرزتے ہوئے دل پر مت کا ساکر بھاری ہو جائے ۹۔

پھر آخوند کے لئے دنیا کی قدر بانی کا ہی مطران اکٹھا کی زندگی پیش کر رہی تھی جس کی ابتدا کی عمر کے سینے پر افلام ناداری کے گھرے گھردیج تھے۔ لیکن حصول کمال کی ایک طیں عرجب خون بینہ ایک کر ہکی اور الیان حکومت سے لے کر خواہ و خواص کی لگڑگا ہوں تک اس شخصیت پر سچے چاندی کی بارش کی گئی تو دنیا سے فانی کی اس نہری گردسے دہ فقر کا دامن جھاڑ کر اٹھا اور خدا کے قدموں میں گر کر دولت دل کے لئے روپڑا۔

"میرے والک! — اپنے خون بھگ کی پر قربت مجھے منتظر نہیں جو تیرے بندوں کے ہاتھ سے ملے۔ میری مزدودی تو تیرے پاس ہے جو میں قیامت کے ہو شریادن تیرے دست خاص سے چاہتا ہوں۔ میں اس دنیا میں جیسے کا اُر زومنہ نہیں جس کا آخری تحفہ ہوتا ہے۔

— جوت! —

ایک بار ہزاروں رشید نے پیاس ہزار دنیا ریجے تو یہ مرد ہوئے۔ امام شافعی اس رقم سے غریبوں، عقیبوں اور سواؤ کے آنسو پر چھٹا ہوا ٹھنڈے جو لھر و شن کر آتا اور تاریک گھریں میں دینے جلاتا اپنے گھریں داخل ہوا اس کے ہاتھوں ہی صرف دس ہزار دنیا ریجے رکھ لے گئے تھے۔ انفاق و نیرات کا یہ راز افشا۔ ہوا اور راجی اور رحیم دلوں نے اس کے جواب میں ہزاروں دنیا را دیکھ کر امام شافعی نے اپنے اس درد بھرے جذبے پر دات کی تاریخ کے ہزاروں پرستے گردائی۔ جب نین کے نرم دیگم ستر بریٹ کر دنیا والے آنکھیں بند کر کے پاؤں پھیلا کر گھری نین کے ہرے لینے خدا۔ ایکلا مذاد بھٹکا کہ اس کا یہ پرستا زخمیں ہو کر اٹھا۔ — دبے دبے پاؤں گھر سے نکلا اور بے نوازوں کی پکار رشنے

چھڑا شے اور جھوٹی دیر کے بعد سردار بطور قرض
لیتھے ہاتھوں میں لئے ہوئے واپس آئیے تھے۔ دل تھیں
تھاکار جس چھرے کو اُداس اور غم چھوڑ کر آئے ہیں اس پرے
کو خوشی سے مسکراتا ہوا بھی دیکھ لیں! — لیکن اتنے میں
فقر اور مساکین اپنا اپنا درستگانے کے لئے ہر طرف سے آپ سے
تھے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کی پکار تھی اور قرض می ہوتی قسم کا بڑا
حصہ تھے لواڈ کی اشک۔ شوئی میں حرف ہو گیا۔ لہر میں
بیخ تھیں دینا بچے تھے۔ ابھی وہ بیوی کے ہاتھ میں نکھنے
نہ پائے تھے کہ ایک قریبی کی نشیاد دروانے پر شناختی دی۔
اُٹھ پاؤں واپس ہوئے۔ اس کا حال سنا اور یہ بھی تھیں
دینا اس کے سامنے رکھتے ہوئے صرف آنا کہا،
”بھائی! این میں سے اپنی ضرورت بھسہ تم بھی
لے لو۔۔۔“

اس نے میں کے میں دینا رکھتا ہوئے کہا۔
”جس کہتا ہیوں نے امام! ابھی ہیری ضرورت پوری
نہیں ہوتی۔ ابھی تو اور چاہیں۔۔۔“
اور امام صاحب نے ایک حرف تھوڑے نہ نکالا۔
خاموشی سے جاگر بیوی کے سامنے خالی ہاتھ کھڑے رکھے۔
”آپ تو یہی لگرتے رہتے ہیں۔۔۔ بیوی کی آواز
بھر لگتی۔ اور امام صاحب نے اپنے اور بیوی کے غم کو سینے سے
لکھتے ہوئے خاموش کھڑے رہے۔ آزمائش کی یہ ٹھانٹے
ہوتی تھی کہ خدا کی رحمت کو جوں آگیا۔ ہارون رسید کے
ذمہ جھفسٹے ہاتھی کی آواز سے یہ داقعہ سنا اور ایکتہ زر
دینار کی نذر لئے ہوتے ہوئے صبح سویسے ہر کارہ آپنیا اور عرض
کیا۔ ذریم ملکت کا عاججز اداصر اڑھے کہ یہ حقیر نذر قبول ہی
فرم لیجئے۔“

یہ دہ لوگ تھے جن کے باشے میں خدا کا ارشاد ہے۔
”اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور ان کے
اموال کو خرید لیا ہے جس کے ہوں میں ان کے لئے جنت
ہے۔“

امام صاحب کا یہ اصول تھا کہ بزرگوں درہم و دینار
کے خزانے حکومت اور جہور کی طرف سے ان کے قدموں میں
ڈالے جلتے گریے سارا خراج حیثیت ان کی نظر میں لٹک کی
امانت تھا۔ نذر ان کا تین جو تھاںی حصہ بہر حال حالت
خیرات میں نگادیا جاتا اور اس طرح عالم باتی کے خزانوں
میں جمع کر دیا جاتا اور پہ شکل ایک چوتھائی رقم دینائے فانی
میں خود جیئے اور اہل دعیاں کی زندگی رکھنے کے لئے اپنی ذات
پر روا رکھی جاتی۔ ملکیت اسی طرح زندگی کے صحیح و شام کو
خدا کی ”امانت“ کے طور پر تقسیم کر رکھاتا۔ ان کا بہت
بڑا غائب ترین حصہ اس سفر آخیرت کی تیاریوں میں ہوت
ہوتا بودم تو ظرفے ہی شروع پڑنے والے اور بزرگوں سالہ
برٹخ اور پیاس بزرگ سال اعرضہ قیامت مطہر کرتا ہوا جو شہر
ہمیشہ جاری رہتے گا۔ جس کی راہ میں میزان عمل کی وہ گھانٹے
ہے جہاں آدمی کی کرنی ترازو میں تو یہی جاری ہو گی۔ حساب
ہی حساب ہیجھا اور عمل ختم ہو چکے گا۔ جس کا ایک مرحلہ
خطراں کی تین بیل صراط ہی ہے جو بال سے پاریک اور خوار
تھے تیر تھے۔ جس کے ایک کنٹے پر عرصہ قیامت۔۔۔
بھرا کتی ہوئی آتشیں حشم اور اس پار خدا کی جنت ہو گی۔
”اماً شافعیٰ نے ہر شند تھے کہ چاروں کی دنیا میں کم
ہو کر اس پڑے بھاری سفر کی تیاریوں سے ایک تحریک لئے
بھی غافل نہ ہوئے۔۔۔ ناز خر سے سر زیارت امتحانات سکوں
انسانوں کے قابل کو سفر آخیرت کی تیاریاں سکھائی جاتیں۔
رسکے بیلے فرقہ کا درس ہوتا۔۔۔ پھر حدیث رسولؐ کے آئینے
میں انسان کے لئے بہترین اُسوے کی دل نواز جھیلیاں لکھائی
جاتیں۔ قلب و روح میں یہ اُسوہ حسنہ بھاجانے کے بعد مجلس
و غلط کے ذریعہ ایمان اور ذر ترات دیجئے جاتے۔۔۔ اسکے
بعد علمی مذاکرات کی محفل گرم ہوتی تاکہ مختلف سینوں کی حرارت
ایمان اور دل کی روشنی کا اندازہ ہو جائے۔۔۔ کھانپینے
کے لئے ایک تھصر و قصر کے بعد خانہ نظر سے فارغ ہو کر پھر
یہ مجلس ہوتی اور اس وقت دنیا کے چھین ترین حصہ سے
لطف اندر ہونے کے لئے خالص ادبی اور لسانی علوم لفظیوں

مسحہ مختفات

۲

”آپ یہاں چھپ کر بیٹھیں ملائجھائی۔“ دہ چکنے ہوئے

لیجے میں پولی۔

”ملائجھائی براہد ہو گیا۔ بیٹھو۔“ میری آواز میں بلا کاسوز تھا۔

”ایسے۔ آپ کا چھرو اُتر اہوا کیوں ہے۔“

”میں آسمان سوز میں پر اگیا ہوں یہی۔ زمین پر نہیں بلکہ آسمان سے گر کر ٹھوڑے میں لک گا ہوں۔“

”لک لگے ہوں گے۔ مگر میں آپ کے لئے یہی کہے ہو گی۔“ اس کے لیجے میں دیا دیا احتجاج تھا۔

”تم جب فراک کے دام سے ناک پر چکارن ہیں اس وقت میں آدھ تاؤ کی پتگ اڑا یا کرنا تھا۔ اتنی بڑی پتگ بچھے نہیں اڑا سکتے۔“

”نہ اڑا سکتے ہوں گے۔ مگر آپ کا ہجود مر شیہ خوانوں جیسا کیوں ہے۔ کیا بات ہے؟“

”میں نے رات خاب میں گور کا حدوہ دیکھا ہے۔“

”شاید کھایا بھی ہو گا“ دہ اُبھر کر بولی ”خدا کے لئے بچتے کیا انکل یا یہیا خاور سے دو دہماقہ ہو گئے ہیں۔“

”ہونہیں گئے میں مگر ہوں گے ضرور۔“ دہ دیکھو

سریا درا بی جگت اٹھ کھڑت ہوئے ہیں۔ اور اب نامکن

ہے کہ سوائے ادھر کے کسی اور طرف کا لئے بھی کریں۔“

”پھر تو بھیت خا اور بھی آہی رہیں گے۔ وہ ریڈ یا پر ریکارڈس ہے تھے۔“

اگلی صبح میری طبیعت بھجن بھی سی تھی۔ ایسا محسوس ہوا

تھا جیسے کھوپڑی کی دستیوں میں کوتے کائیں کر رہے ہوں۔

نالٹتے سے فارغ ہوتے ہی زندہ دلوں کے پر دگر آٹھڑا ہو گئے مکسی نے شطرنج جانی کوئی تاش سے بٹھا۔ وہ باپ پیٹھے ان دونوں ہی ٹھیکلوں میں شریک ضرور ہوتے تھے، مگر اخبار اور ریڈ سے فارغ ہو کر، فارغ ہونے کا اخبار ان کے موڑ پر تھا۔ بھی دس پندرہ منٹ سے زیادہ نسلتے کبھی ٹھیک ہو گئے۔

اسے اتفاق پہنچیا یا میری شوہی قدمت کہ جن اوقات میں وہ تاش یا شطرنج میں معروف ہوتے دیا جدہ زنا نخانے کی مصروفیات میں گھری رہتی مگر جب اسے باہر آئی نہیں ہوتی ملکی تو یہ دونوں ہائے سروں پر سلط ہونے کے لئے فارغ ہوتے۔

اب اس وقت سریا درا نگریزی اخبار پھیلا کر ایک میز پر بچھے ہوئے تھے اور خادر ریڈ یا ٹھوڑے بیٹھا تھا۔ میں لان کے ایک مورا فتادہ گوشے کی طرف چلا گیا۔ یہاں شرخ پھر کی ایک بیچھی بھی جس کے او ڈگر دیکاریاں بھی ہوئی تھیں۔

ٹھوڑی ہی در بعد اجاہہ بیرونی دلان میں نظر آئی پھر بچت پہنچیں اسے دس منٹ سے زیادہ نہیں لگے۔ ناصل لوٹکل سے دو ہی منٹ کا تھا مگر اٹھ منٹ اس نے مختلف ہجانوں سے باہیں کرنے میں صرف کئے تھے۔

انگل ۹“

”ہمیں انھوں نے مجھے گھیرا“ تم بھرے کہے
بھر گئے ۹“

”انگل ان کے کاؤنٹ میں کل سے درد ہے“ واحدہ نے
کہا ”نرست کا اثر سما عنین پر آگیلے ہے“

”دیر ۹“ یہی۔ چالان نہیں صاحب زندگی اعلان۔
وھائٹ پیر کا اعلان۔ ”انھوں نے بلند آواز میں کہا۔

”اوہ۔ میں گھیرا گیا تھا انگل کس۔ انکی کاپلان کو رکھتا“
”گھیرا نے کی نہیں خوش ہونے کی بات ہے۔ بھتے۔“

اب دیکھ لیتا برائیں اور فراں مل کر جوڑ پیشی کی پیس راری
سے مکریں گے اور اس کا افسوس مل کر شیر پڑا خشکا رکھیجا۔

”وہ تو طریقہ چاہئے“ میں نے بڑی گرم جوشی سے کہا
”خبر پیاری کو قابلیں سے اچھا ہیڈر بھول کر انہیں میر آئے جا۔“

”نوں نہیں۔ قابلیں میں برائیں میں برائیں کی بات کر رہا
ہوں۔“

”چیزیں برائیں بھی قابلیت میں کچھ کم نہیں ہے۔ یہ
دھی تو سہے نا انگل جس نے ڈاروں کے مقابلے میں آدمی کو
چھپھوڑ کی اولاد ثابت کیا تھا ۹“

”اوہ۔ لڑکے تم کا ان گھوول گربات ٹھنڈے کی
کوشش کرو۔ آج ایک اور بھی نیوز بڑی شاندار ہے۔
کانگریس سو شلزم کے تخلیقی تجزیے کی رویہ ریج میں ایک انسٹی
ٹیوٹ میدان میں لاری ہے جو سترہ دانشوروں پر مشتمل ہو گی۔“
”تعریفی کی رویہ ریج۔ مگر انگل میں سو شلزم کا فرزیہ میں نے
آج تک نہیں دیکھا۔“

”اوہ۔۔۔ تجزیے کی رویہ ریج۔ سو شلزم کا تخلیقی تجزیہ
یہ کانگریس کی لافانی کارنامہ ہو گا۔“

”سوری انگل۔ مگر یہ سترہ دانشوروں سے کیا ہمارا ہے؟“
”عجیب سوال کہتے ہو۔ بھتی سترہ دانشوروں اور
کیا۔“

”وہ تو مٹھیکے۔ لیکن اتنے بہت ساتھ دانشوار اس
کام میں کھپ لے تو مٹی کا تیل کون بنتے ہو۔ بھار لوں جھوکا“

”ہاں۔۔۔ گدھے کے سامانہ اس کی قدم کیوں نہ رکھی۔“

”اے نہیں۔ اس نے تو کا۔“ اسے استھان چھوٹی نہیں

ہو سکتے۔ مگر ملا بھائی آج اساتھ ٹناظر۔ ایسی تفریخ

کم ہی میسر آتی ہے۔“

”تم تفریخ کتی ہو۔۔۔ خدا ہمیں نیک ترقی دے میر تو

خودکشی کے امکانات پر خود کردے ہوں دیکھ لئے ابارات کی شہنائی
سے پہلے اس گھر سے ایک جنازہ حضور مسٹھنگا۔ اے واجہ۔

یہ نظام سوتے میں بھی باز نہیں آتے۔ یا پہلیں کی جمع
بلان بناتا ہے اور بیٹھا اکر کرتے گی گیند چھاتے چلاتے دفعتہ۔

کسی غارہ بگیم کو ایکنک سکھاتے لگتا ہے۔ ایک دات کہہ
درہ تھامس وجیدہ رحمان دلوں انہیں مت ہارو۔۔۔“

واحدہ کا ہنک دار قہقہہ اجھا۔ اس تھی ہیں جو دو

تھا۔ بھی یوں حسوس ہوا جیسے طبیعت کا سارا اکمل ساری
یاسیدت کا فریہ کر دے گئی ہو۔

”بھٹی آپ کچھ بھی ہیں۔۔۔ بھی تو ان دلوں کی نوک

جھونکیں ٹراہم آئنے لگا ہے۔۔۔ وہ ذہنی طور پر بالکل
دو سال کے بچے معلوم ہوتے ہیں۔“

”یہ ان کی خوش تمنی ہے کہ وہ تھیں پچھے نظر آتے ہیں۔

۔۔۔ میرا خجال تھاں کی دلڑیاں پیٹھیں ہیں۔“

”گماں کرنے ہیں آپ بھی۔“

”اچھا۔ آج تھاری تفریخ میں اختلاف ہو جائیگا۔

۔۔۔ یوہ آپنے۔۔۔ تم ان سے کہنا آج ملائے کا نور ہیں درد
ہے۔ سخت تر لڑپڑا ہے اور پھاٹ پھاٹ رہا ہے۔“

”کیوں؟“ وہ چونی۔

”بس پڑی۔۔۔ اورر۔۔۔ سلاماں یکم۔۔۔ انھل یا۔۔۔
میں تھیٹا کھڑا ہو گیا۔۔۔ سریا ور قریب آپنے۔۔۔“

”خوش رہو۔۔۔ خوش رہو۔۔۔ ان کے پنجے میں بڑی

ٹلکفتگی تھی۔۔۔ اسے مٹا کر لوگوں نے۔۔۔ بڑی گرم خبر ہے۔۔۔

جو ڈریشا کی رویہ پلکنے والی گایکا کے مسئلے پر دھائٹ پیر کا
اعلان کر دیا ہے۔“

”چالان کر دیا ہے۔“ میں زور سے بولا ”میں کا چالان

داجدہ سے بولا:-

"اے ہاں۔ آج وہیں میں بست بھار لگا ہے۔
بالکل تھی کاپی ہے۔ چل رہی ہو داجدہ سیشی شوہیں؟"
کہاں بھائی صاحب۔ آج کل بھائیں کیسے جا
سکتی ہوں۔"

"اں... ہاں... ہے تو ما قعی نہ کل۔ خیر ال بھائی
آپ چلتے۔ ملکٹ میرے ذمے۔"
کوئی نہیں جائے گا۔ سریار رگرچہ "تم اکیلے جا کر
بھکارو۔"

"لیکیں کیسے ڈیڑی۔ آپ سفراط کا مقولہ نہیں سنا۔
وہ نیا میں سب جوڑے جوڑے۔ داجدہ نہیں جائیں گی تو
مل بھائی جائیں گے۔ کیوں ملا ڈیڑی؟"

"سریار جاما مشکل ہے۔"

"مشکل نہیں کر آسان نہ شود۔ ہر دن یاد کر لے انشود۔"
باپ سے اسے احمد کوئی کہہ سکتا تھا۔ مجھے دعتا
احساس ہوا کہ اسے نہ اکاڈمی تھکنے میں خود ہمیسے ہی کاڈمی
ین کا تصور ہے۔ ہکاڈمی ین کا تصور کیسے یا پھر نہیں کا فتورہ
میں باپ بیٹے دونوں ہی کو عقل سے فارغ چال کئے بیٹھا تھا۔
مگر اچانک جیسے ایک بردہ سالنطون کے سامنے سچھٹ
گیا۔ باپ پھر بھی رہا ہو گریٹھا احمد نہیں ہوئکتا۔

"میں نے اعتماد کی تیز کر دکھی ہے دوسرا۔ اس
کپاڈ نہ سے باہر جو اچھے ضروری کے سو اقدم نہیں بھال سکتا۔"
اٹے تو کیا پھر جو اچھے ضروری میں نہیں ہے۔ اس نے
چھٹ سے کہا "چلیا۔ پھر ہم کہاں تم امیر کہاں۔"
ہماؤں مل بھائی۔ جو جی کیا ہے۔ داجدہ بولی۔
حرج یہ ہے جی کیمیری داڑھی مولانا الیکاظم سے
بھی بڑی ہے۔ تم اڑاپنا بر قدر اور منڈل لاد تو شاید
کام چل جائے۔"

"میں تو لا دوں گی۔ مگر میرا بر قدر آپکے لفٹنے بھی
نہیں ڈھل سکے گا۔"
پھر تو جموروی ہے۔ تم خود سوچ داڑھی دیکھ کر

"یہ اخبار نہ نہیں بتایا۔ شاید کل اسپر اسیکیں آئیں۔
داجدہ قسطوار سہنس رہی تھی۔ اتنے میں خا و بھی نظر
دا جدہ۔ آیا۔"

"حدیبے بدنا تی کی داجدہ۔ کم سے کم تھیں تو اتنی
کو رد تی کا ثبوت نہیں دیتا چاہیے۔ اس نے تریب اکر
بل تہیہ کیا۔" میرے محبوب اور پھر وہی دل لایا ہوں کے
گاؤں نے دھوم چار کھی ہے۔

"دھوینی رچار کھی ہے۔ نہیں طرف اور ہم لوگ تو
آپکے ڈیڑی سے سیاست کا درس لے رہے ہیں۔"

"ڈیڑی بلیز" خاور نے باپ کی طرف رُخ کیا۔ اب
ہیاں آرٹ کا پیر ڈیڑی شروع ہو گا۔ کیا اسی وجہ سے
چاکر تاش سے دل بھائیں۔

"تم کو ادھر کیوں آئے" سریار وردہ بڑے چڑے جاؤ
نہیں تو کان ہنچکر گدھی میں لگادوں گا۔

"منظور ہے۔ مگر اس کے لئے آپ ایک منٹ سے
زیادہ نہیں ہیں گے۔"

"جھیر خدا کی مارے میں خوب سمجھتا ہوں تو کیا چاہتا
ہے۔ مگر یاد رکھیں تیری راہ میں ہمالیہ بن کر ھٹا رہ ہے گا۔"
بے کار ہے سوپر ڈیڑی۔ ہمالیہ اب پڑھا پڑھنا
وہ چیز کا رستہ نہیں روک سکا۔ کیوں مل بھائی میں نے
فلطفت نہیں کہا۔؟"

"چین کی حیات میں تو نے ایک لفظ بھی کہا خاور کے
بیچ تو میں تھج بھجے گئی ماردوں گا۔"

"دیکھ رہے ہو مل بھائی۔ یہ ہے ڈیڑی کی سیاست
جو گوئی چن اور میکستان کے سینے میں اُترنی چاہئے
یہ اپنے نخت جگر پر صاف کریں گے۔"

"لخت جگر کی ایسی ہی۔ دور ہو جا میری نظر وہی۔"
تل اسٹاپ۔ اہا... ہا... کیا گانا یاد دلایا ہے۔

ڈیڑی نے۔ نظر وہی سے دوڑ ہو کے جانا نادل سے ڈور۔
صرعاں نے ترمیم ہی سے پڑھا تھا۔ یہ الگ تھا
ہے کہ ترمیم اور بھوپال میں میسٹر کنادشو اور ہا ہو۔ پھر وہ

ہو جائے۔“
میں نے ختم کیں تھروں سے اسے گھورا۔

”تم ہوش میں ہو رخوردار!“

”جھک لقین ٹھاک اپ ایسا ہی کہس گے۔ مگر ہیریے
نہیں مجھے اس سے جو کچھ کہنا ہے وہ آپ ہی کے سامنے
کہنا ہے۔“

”تو پھر ہیں کہہ ڈالو۔ ابھی وہ موجود ہی تھی کہہ
لیا۔ پہنچتا۔“

”وہ قبلہ ڈیڈی بھی تو موجود تھے۔ یہی تو ممکن ہے
ٹلا جاتی۔ ان کی موجودگی میں وہ بات نہیں کہی جاسکتی جو
مجھے کہتی ہے۔“

”عجیب بات ہے۔“

”آپ دیکھ بھی رہے ہیں۔ قبلہ ڈیڈی ایسا موقع
نہیں آئے دیتے کہ میں ان کی قبر موجودگی میں واحدہ سے
کوئی گفتگو کر سکوں۔ لقین کیجئے ہم لوگ جب تک بھی یہاں
قیام پذیر ہیں وہ ایسا موقع نہیں آئے دیں گے۔“

”اُردو میں کہو عزیم۔ میں اس وقت پہلیاں بوجھنے
کے موڑ میں نہیں ہوں۔“

”آپ کیا کہوں۔ آپ۔۔۔ مگر ہیریے۔۔۔ میرا
خیال ہے اس موقع پر واحدہ آپ کے اصرار پر بھی شاید
باہر نہ جاسکے۔۔۔ پھر آپ ہی سے کیوں نہ کہوں۔۔۔“

”وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ میں حررت اور تو شیش کساختہ
اس کی لب تکانی کا منظر تھا اس کے چہرے پر زیبی شکش
کے آثار صاف نہیں تھے۔“

”دیکھتے۔۔۔ ڈیڈی نے واحدہ کے ایمان کو اس سی
آمادہ کر لیا ہے کہ وہ اسے مکر ہی پر پالیکس کی تعلیم دیجئے
اور اس بدت میں ان کا قیام نہیں رہے گا۔“

”چھر؟“

”یہ نہ ہوں اچھیستے۔۔۔ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔۔۔“

خادر کا ہجر دغناً جذبی ہو گیا تھا۔

”اسے تو تم کہنا کیا چاہئے ہو۔ صاف کہونا۔۔۔ میں

لوگ کیا کہیں گے۔“

”یہی کہس گے۔۔۔ خاور پلا۔۔۔ درکف جام“

”شریعت، درکف من را غشن۔“

”نہیں دوست۔۔۔ فلم میں طبقہ فارسی کم ہی جانا
ہے۔۔۔“

”اُردو تو جانتا ہے گا۔۔۔ اس کے لئے بھی میرے میاں
ایک شر ہے۔۔۔ رات بھرے کو سیاحج کو تو بے کمری۔۔۔ زندگے
زندہ ہے ہا نہ۔۔۔ حضرت نہ گئی۔۔۔“

”میں بچھلا ساگا۔۔۔ اس کی چاخ بھری قوت
گیا۔۔۔ براں طح جھیٹ رہی تھی جیسے باز کیوں تو پھر چھپتا
ہے۔۔۔ میں نے فقرہ بازی کی حد تک اتنا بے میں اپنے
آپ کو شاید ہی بھی محکم کیا ہو۔۔۔ وجہ اس کے سوا اکیا
کہنے کر میں نے خواہ نجواہ شروع سے اسے احتی تھیور کر کھا
ਖہا مگر اب اس کی ذہانت کے ناگہانی احساس نہ ہیرے
لاشور کو شعور کے پھریلے فرش پر مردہ لاش کی طرح
گھستنا مژروح کر دیا تھا۔۔۔ اس لئے کہ آپ اُردو میں یوں
بھی تہہ مکتے ہیں کہ میں بچھلا گا تھا۔۔۔“

”اچھا برخوردار۔۔۔ تھاری فرمائش منتظر۔۔۔“

”پھر واحدہ زنا نکلنے میں حلی گئی۔۔۔ ذہن پر بیٹھے
بھی یہاں سے اُٹھنے کے لئے میں بیچنے پشت میں ٹکٹکنے
نہ جاتے کن خیالوں میں اچھا دیر تک یہیں بیٹھا رہا۔۔۔“

”لقریب اپندرہ منٹ بعد خادر پھر میرے ہی قرب
موجود تھا۔۔۔“

”آپ اب تک یہیں تشریف فرمائیں۔۔۔“

”آں۔۔۔ ہاں۔۔۔ آؤ بیٹھو۔۔۔“

”یار بیٹھنے شو میں جانا۔۔۔ ایک ہی صورت میں ممکن ہے
۔۔۔ آپ واحدہ کو آمادہ کر لیں۔۔۔ اس نے قریب بیٹھ کر
رازداری کے انداز میں کہا۔۔۔“

”کیا مطلب ہے؟“ میں چونکہ کیا۔۔۔“

”قلطام تجھے۔۔۔ تجھے واحدہ سے کچھ کہنا ہے۔۔۔“
۔۔۔ وہ شاید آپ کے اصرار پر سا تھے چلنے کے لئے تیار

کو شرکا نہ کایا میں آلو اور ٹماٹر کے دام پڑھ جائیں گے۔

"وہ تو بعد کی بات ہے۔ پہلے نہ سنو۔ فرانس ایک ایسی کتاب کو ملک درملک نمائش میں لارہا ہے جس کا نیمسہ دس لاکھ ہاؤنڈ کا ہے۔ اس سے سر جنگ میں اخفاض ہو گا۔ ہبھا کیا ہو گیا اور بربر ہوتا جائے گا۔"

"باپ تھے۔ انکل یہ سر جنگ کیا آئس کریم کھا کر لڑی جاتی ہے؟"

"کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایک خبر یہ بھی ہے کہ...."

دو بچے میں اور خادروں میں کیتھین میں چلے گاؤں ہوئے
"ہاں تو پیارے شروع ہو جاؤ۔" میں نے کہا۔ خادر کے چہرے پر ادا سی تھی۔ دفعاتاً وہ میری آنکھوں میں آنکھیں گل کر سپاٹ سی آواز میں بولتا۔
"وہ میرا باپ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی وہ میرا باپ ہے۔" یہ کہکروہ اس انداز میں چپ ہو گیا جیسے میرے ذہنی رذائل کا منتظر ہے۔

"آگے کہو۔" میں نے کہا۔

"جب میری ماں اس کے یہاں ملازم ہوئی تھی میں اس کے پریطیں تھا۔"

"اور تھا راپاپ؟"

"وہ تین ماہ پہلے مر چکا تھا۔"

"میں۔ پھر؟"

"اس وقت جو عورت مسرا یا وہ کہلاتی تھی وہ بھی میں بننے والی تھی۔ پھر یہ اتفاق ہی تھا کہ وہ اور میری ماں چند ہی روزے کے فصل سے مائیں بن گئیں۔ مگر مسرا یا وہ زیجی کے وقت چھس میں نہیں تھی۔ اس پرسی شدید عرض کا درود پڑا تھا۔ تقریباً اُن روزیں اُن کی حالت کچھ بھلی گر اس دوران میں اس کا بچتہ مر چکا تھا۔ داکٹروں نے ہدایت کی تھی کہ لعینہ کو ہوش آئے پر کامل ذہنی آرم پہنچایا جائے۔ کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے شدید جذباتی رد عمل ہو سکے۔ اسی لئے اسے بچے کے مر نے کی اطلاع نہیں دی گئی بلکہ مجھے بد نصیب کو اس کے حوالے کر دیا گیا۔

امبجھ کر بولا۔

"اس سے زیادہ بچہ نہیں کر۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ میں براہ راست واحدہ کے اماں میں سے بچہ کہنے کی حرمت نہیں کر سکتا۔ آپ بھی شاید نہ کر سکیں مگر واحدہ کو سمجھائیے۔" کیا کو اس کرتے ہو۔ کیا سمجھاویں۔"

"یہی کروہ الیمان ہونے دے۔" "آخر وجہ؟"

"آپ میرے ڈیڈی کو نہیں جانتے۔ وہ میں نہیں ہیں جیسے نظر آتے ہیں۔" "ایسے کوئی بھی نہیں ہو جیسے نظر آتے ہو۔ خادو پریاں میں خود بھی بڑی اکھیں ہوں۔ اچھا ہوا تم نے ذکر چھپر دیا۔ اب صاف صفات کہہ ڈالو۔ یہ ناٹک آخر ہے کیا۔" یہ تو ناٹک ہی۔۔۔ مگر ٹاگنڈہ۔۔۔ اور دیکھنے دہ پھر آرہا ہے۔" "کون؟" میرے منھ سے نکلا۔

دہی۔ میرا باپ۔۔۔ سویر ڈیڈی۔" اس کے لہجے میں بڑی تھی اور استہزا رہتا۔ نظریں لان کی سخت الٹھی ہوئی تھیں۔ واقعی سرخادر پھر اصری آئے نظر آئے تھے۔ "وہ نہیں چاہتا لکھ جاؤ۔" سرگوشیاں کرنے کا موقع ملے۔ مگر کچھ بھی نہیں آپ کو سب کچھ بتاؤں گا۔۔۔ تھی واجدہ۔ آپ تو میرے ساتھ پھر جل سکیں گے۔ کچھ میٹھی شویں۔"

استھے میں سریا اور قریب ہیچ گئے۔

"آپ دوپن یہاں کیا جھک مار رہے ہیں۔ عینیم ملّا صاحب آج تو بڑی سنسنی خیز خبریں ہیں۔"

"مگر ڈیڈی۔" آپ تو تاش بھیل رہے تھے۔"

"تو چپ رہ۔" میں تاش کھیلتے ہوئے بھی کان بھٹک رکھتا ہوں۔ میں نے ہو برخوردار۔" سرخادر نے بچھے طلب کیا۔ اسپسین کی بُرل پارٹی نے ہنگری کی سوکھلست پارٹی سے سیاہ قماں امریکیوں کے مسلک پر زداری لگانے کا نظر رکھا۔" یہ بہت بُرًا ہوا نکل۔۔۔ اس کا تقبیح لازم یہ ہو گا۔

متعدد ثبوت موجود ہیں کہ میری ماں کو یاد رہی نے گلا گھونٹ کر مارا تھا۔

"اور تم۔ وس کے باوجود آج تک سریاور کے فرزند بنے ہوئے ہوا؟" میں نے مختر پوچھ کر کہا۔

"ہاں ملا جھائی۔ بھی تو لطیف ہے۔ مجھے ہوش منجمالنے کے بعد جب پہلی بار وہ سب سے دلیم ہوا تھا تو اتفاق پیدا ہیا تو ہو گیا تھا۔ اسی روایت میں بھی جھاک کھڑا ہوا اور کئی سال وہاں تھک کر ماندار ہوا۔ مگر پھر سارہ ہو کر روتا تو چھ ماہ ملک پر پڑا رہا اس دوران میں سریاور کو اچھی طرح جان لینے کا موقع ملا۔ وہ بیوہ خورت بھی پھر دنوں بعد یا تو مر گئی تھی یا پھر خدا جانتے کہاں چلی گئی۔ اس کی بے شمار دولت پھر حال یا وہ کے قبضے میں آئی اور جبھی سچم تو فیصلہ ہیں؟"

اس کے پھر میں صدمہ کم اور طنز زیادہ تھا۔

"اب اس کہانی کا محل بھی کہہ ڈالا۔"

"گذشتہ پانچ سالوں میں کم و بیش صرف درجن ایسی طریقہ میری نظر سے گذری ہیں جو عمر میں یا وہ سے آدمی ہی ہوں گی مگر یا وہ انہیں ڈاروں کے کہہ کر پکارتا تھا۔ بشر طیکہ آس پاس ہیں نہ ہوں۔"

"خوب!

"خوب تیری کردہ جھگٹی گھر سے نکال دیتا چاہتا تھا۔ اس نے صاف کہدیا تھا کہ تم میرے کوئی نہیں ہو۔ تم اپنا رستہ ناپور۔ گرماموں نے۔ یعنی میری مر جنم میں کے چھپے جھانی نے جو آج تک یاد رہی کی طازمت میں ہے اس وقت آتیں چڑھا کر بڑے ہترے پہنچ میں کہا تھا۔ سریاور! اب یہ نہ ہو سکے گا۔ سب جانتے ہیں خاور تھا راہی بچ ہے۔"

اس پر یادوں مل گئے جو گھر پر گیا تھا اور ایک ہی سانس میں ناموں کو دیکھیں گے ایسا دیکھیں۔

"کوئی اس میں کیوں سریاور کا بھی ملے گا۔" تھیں پھانسی پر چھوٹھوا سکتا ہوں۔ تم نے خادر کی ماں کی گلا گھونٹ کر مارڈ الاتھا۔ اب میر تھیں مارڈ الیں گا اور خاور تھا۔ سائے ترک کے کامالک ہو گا۔"

میری ماں اس کے لئے آمادہ نہ تھی مگر اسے کبھی نہ کسی طرح آمادہ کر ہی لیا گیا۔ اب میں سرخاور کا بچہ تھا۔"

"تو تھاری ماں نہ تھے ہے؟"

"میں۔ اسے سرخاور نے مارڈ ال۔"

"مارڈ ال۔ سچ کو۔"

"ہاں ملا جھائی۔" میں سے تو کہانی شروع ہوتی ہے۔ مسزیاور ایک ماہ بعد مر گئی تھی۔ پھر میری ماں کو "مسزیاور" بتانی پڑتے کے بعد یہ پرداشتہ بنایا گیا۔"

"یادا۔ تم کتنی آسانی سے ایسی طریقہ بات کر رہے ہے ہو۔"

"بہت دنوں میں بھی اسے طریقہ بات سمجھنے کی حق میں مبتلا رہا ہوں ملا جھائی۔ لیکن آپ نہیں جانتے ہمارے سماجی دائرے میں یہ ایک اتنا ہی معمولی حادثہ ہے جیسے دُنیا میکل سوارٹکرا جائیں اور پھر کپڑے جھاڑتے ہوئے اپنی اپنی راہ پیل دیں۔"

"خیر پھر کیا ہے؟"

"میری ماں سریاور نہیں بنائی گئی۔ اس کے عزم سراہی نے ایک اور دلمند عورت سے شادی کی۔ شادی کی یا شادی کا سو انگر رہا۔ بہر حال میری ماں فرط غم سے بیمار ہو گئی۔ وہ پھر ایک بیچ کی ماں بننے والی تھی۔ ظاہر ہے یہ بچتے خاور رہی کا ہوتا۔ مگر ہوتا کیسے۔ سریاور نے دلادت سے پہلے ہی میری ماں کو گلا گھونٹ کر مارڈ ال۔"

"کیوں؟"

"شاید وہ اس عورت کو اپنا دھرنا سنانا چاہتی تھی جس سے یا وہ شادی کرنے والا تھا۔ یہ بے حد دلمند ہے۔" عورت تھی۔ یادوں کو خطو ہوا ہو گا کہ کہیں شکار ہاتھ سے نہ کل جائے۔"

"مگر تھیں یہ سب کیسے معلوم ہوا؟"

"میری ماں سریاور کی طازمت میں ایکی نہیں آئی تھی۔ اس کا لچیرا جھائی بھی اس کے ماچھ تھا اور سا تھا ہی ملاظم ہو گیا تھا۔ یہ ساری معلومات اسی کی فسر اہم کرو ہے۔ اسی پاس

مسنون ختم نبوت حنفی مولی اللہ علیہ وسلم پر ہر طرح کی نبوت
کا خاتمہ ہو چکا۔ اب نہ کوئی ظلیٰ نبی
علم و قتل کی روشنی میں ہو سکتا ہے نہ بروزی۔ اس مسئلہ پر
دلائل کا بہترین گنجیدہ۔ روشن عقلي استدلال نے اس کتاب کو
نئے نظم پر افتخار حضرات کے لئے بھی جاذبِ توجہ بنادیا ہے۔
قیمت درود پر بھی پیسے

چند عکس حدہ کتابیں

کتاب اخلاق جلد ۲/۵	الانسان دنیا پر سماں کے
ٹوپان سماں مکہ	۴/۵۔ عوچ و زوال کا انرجیا
مقالات سیرت	۵/۵۔ ہندوستانی مسلمان
اصول فقیر اردو	۶/۵۔ تیرکش اردو
خواص الرحمن	۷/۵۔ عبقات
فلسفہ دعا	۸/۵۔ اسلام کیا ہے
دین، شریعت	۹/۵۔ معارف الحدیث برحدیث
مکتبہ تعلیٰ (دوبند) (یونی)	۱۰/۵۔

چند انگریزی کتب میں

• SPIRIT AND MATTER RECONCILED	۱/۵۰
• TENETS OF ISLAM	۲/۵۰
• MARXISM OR ISLAM	۵/-
• TOWARDS UNDERSTANDING - ISLAM	۳/-
• MUSLIMS IN INDIA	۶/-
• ISLAMIC FAITH AND PRACTICE	۴/-
• INTRODUCTION TO ISLAM	۵/-
• HOW TO READ QURAN	۱/۵۰
• THE INSTRUCTIVE TRANSLATION HOLY QURAN	۲/-
• MUSLIM UNREST IN CHINA	۱/-
The "MAKTABA TAJALLI" DEOBAND, U.P	

اسی وقت ماموروں نے چند ثبوت یا وکو ایسے دھکھاتے
تھے جن کی موجودگی میں یاد کسی طرح بھی اپنی بیگناہی تباہت نہ
کر سکتا تھا۔ اسی دن سے وہ مجھے اپنا بیٹا اسلام کرتے رہے
پر محصور رہ گیا ہے۔

"پورا جاوسی ناول ہے۔ مگر آدم برسر مطلب
بھی تو کہہ۔ آج کل تم دونوں کس قسم کا فراہڈ کر رہے ہو؟"

"میں داجہ کو لیں کرتا ہوں۔ میں اسے شریک
نہیں بنانا چاہتا ہوں مگر سوہنے دیکھی ایسا نہیں چاہتے۔ وہ
چل پڑتے ہیں میں ان کی بھاگی سے شادی کر لوں اور وہ داجہ کو
سیاست پڑھایا کریں۔ نہیں ملا جاتا۔" خاور کا بھرپور
جذباتی ہو گیا "میں چل پڑتے داجہ کرنا پاسکوں مگر اس طبیعی
مردود دسکے پختہ ہوں سے اسے ضرور بچائیں۔ یہ شیطان اے
بے بلاد کا دے گا۔"

"کیا بُکاں ہے۔ بُکانی کی بھی ایک حصہ ہوتی ہے۔"
"نہیں بُکدا کسی بُکانی نہیں۔ یقین میں الیقین۔
آپ نہیں جانتے، میں قدر نہیں جانتے۔"

"غیر دیکھا جائے گا۔ ہاں ایک روز تم اپنے شاندار
ڈیکھی سے کسی فحی کاٹ کر کر رہے ہے۔ دہ کون۔"

"وجود کے ستر یادو۔ وہ ایک نیک دل ہے۔ تبتے۔
چلو وہ اپنے چلیں۔"

ہم پھر دیکھے بغیر کوٹھی کوٹھی آتے۔
چھر، کھانی نہ جانے کیارنگ احتیار کرنی، میکن اسکے
ہر روز ایک ایسا عاداث بیٹھی آجیا جس نے اس کا خاتمہ کیا کر دیا
سریا اور کسی کام بازار گئے تھے کہ ان کی کارکسی مڑکتے مکاری
ادروہ اس ٹری طرح زخمی ہوئے کہ سپتال پہنچنے پڑتے دم توڑ دیا
جی مفترت کرتے عجب آزاد مرد تھا
(ملازمہ صحبت باقی)

(۱) رہبری حج (۲) نصیحتہ المسلمین
ہر ایک کئے ہے سے کاٹ پڑتے ذمیں پر ہمکر مفت حاصل کیجئے۔
ایوالمجاہد معرفت اکٹر محاجر اسحاق حبیب پوسٹ او جہیانی
صلح بداریوں

دریجہ دسہ مکھ

ایک جانا پہچانا سرمه۔ جسے کسی تعارف اور
تعریف کی ضرورت نہیں

آپ حالتِ محنت اور حالتِ مرض دونوں میں استعمال
کرنے والے رہن کیونکہ آنکھوں کے امراض دور کرنے کے
علاوہ یہ تکاہ کو قائم رکھنے میں بھی اپنی نظر آپ ہے۔

ایک تولہ پا پنچ روپے۔ چھ ماٹھ تین روپے

ڈاک خرچ ڈاک ٹھروپیسر
کوئی سی بھی تباہی شیاں لے جا طلب کرنے پر ڈاک خرچ معاف
طلب کرنے پر خاص جستی کیا جائی۔ سلامی بھی ساتھ بھی جملے ہے
جس کی قیمت ۱۲ روپے ہے

مختلف شہروں میں دریجہ فروخت کرنے
والے دو کانڑاروں کے نام اسی اشتہرت
میں کسی صفحہ پر دیکھ جائے ہیں۔ آپ ان سے
خریدنے گے تو مخصوصاً اکٹے بچ جائیں گے۔
مینیجر

براہ راست منگانی کا پتہ

دارالفیض رحمانی۔ دیوبند روپی

یعنی کایہ درد آوارگی اتنا دردناک بنا چکا تھا کہ امام حنفی
نماز پڑھاتے وقت ابھی جنہ آیات ہی تلاوت کر رہتے کہ اسکے
کافوں میں صحیح صفت لست نماز پر کی سلکیاں سنائی ہیں لیکن
تلاءت جوں جوں اور آگے طریقی یہ سلکیاں تیرستے تیر ہوتیں
اور عظیمی تو یہ کیفیت ہو جاتی کہ جیسے شذوذ دردستہ ہے یعنی پخت
جاتیں گے ۔ ایسے عالمیں ایم ڈا انجی فوراً تلاوت کا سلسلہ
روک دیتے اور اس پتھر اور ٹینم بدل جماعت کو سا سخت ہوتے
ہر کوئی دو سیخوں کی طبیعت گھرا ہیوں میں موجودہ نشین کی طرح کم
بندھا نہ سکتے

ایک بار صفا پر سرپرست ہوتے کسی کو یہ آیت قرآنی پڑھتے
عہدے سنائے۔

سے دن دا میوں کی جھٹائی کا!۔ سہیط

اللهم إني توبت لك من كل ذنب سمعته

دہلی سے اسی پڑوک اٹھی کر خود کو سنبھال یہی نہ سکے۔
ظالمگیر تھرھر اری ٹھیں اور دل اپنا بھر آیا تھا کہ اس رشتے
علیٰ چار ہے تھے۔ امام مرزا کا عالم صاحب جو یہ دردناک مبتل
آئنکھوں سے دیکھ رہا تھا اگر آیا تو آتا کو یہ قصہ سنایا۔ امام
مرزا نے آہ سرخ بھرپڑتے ہوئے اس اتنا کہا:-

کا خوب ستویل ہی مرتا ہے۔۔۔

بیوں جویں ہی رہائشی کے
سچی بن سلیمان ایک بارج کے مو قعہ پر امام شافعی کے
گمراہ تھے۔ ان کا ہبہ ہے کہ ہر رشتہ و فراز پر امام حبیب
تمہارہ نالہ کے وجد ایکیز عالم میں اُتھی رہے تھے اور جو طریقے تھے
— زندگی چانسے اور جذب و جہون میں ڈبلے ہوتے اشعار
جس طریقے ہے جانتے تھے۔

عین رسمیٰ کا سوز توجہ اتنے ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھسری دیا تھا۔ قلنئے نے سپردگی اور سپردگی نے فدائیت فدائیت کی وہ شکل اختیار کر لی تھی جہاں حسن و شخص کے درمیان اپنے وجود کا ہلکے سے ہلکا احساس بھی جواب درمیان محسوس ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ خاص کیفیت یہی فرمایا کرتے:-
”کوئی بھی شامی میری کتابوں میں اگر خلاف کتاب و

کامروضوں بنتے۔ اس طرح صفر آخوند کے راہی تھکنے کا کر
گھروں کو چلے جاتے اور "میر کارروائی" امام شافعیؒ بھی عصر
تکمک امام فرماتے تاکہ پھر تازہ دم پر پکر جہا دعلم و عمل کے مجاز
پر رونق افسوس زہیں۔ سھر کی نماز حرم پوچھاتی مگر امام شافعیؒ
آخوند کی گہری سوچ میں سر در گریں اس بیٹھے رہ جاتے۔ اس
محبوبت سے وہ اس وقت چوڑکتے جب ہزار دن خدا کے گھر میں
کھڑا پہنچ کر نماز مغرب کے "شامی دربار" کا اعلان کرتا۔ اب جلد
رات ہر چیز پرستی اور چرند پرندے کی سیرا لینے کے لئے اپنے اپنے
کو نوں میں پر بچ چکے ہوتے تو حضرت امام بھی نماز عنایا پڑھ کر رہ گا
طہہ ہر سے بڑے بڑے خواں کے لیے پر باؤں رکھتے ہے۔

”میرے اللہ اکابر ہی نام سے ہیرے پہلوؤں کو یہ
بزر چھوٹا ہے اور تیرے ہی نام سے میں آٹھ ھرڑا ہوتا
ہوں۔ اگر تو میری روح قبضن کرے تو جان بخیز رہا
دینا اور اگر میری روح کو دلپس بھیجے تو اس طرح کی
رس طرح حفاظت فرمانا جس طرح تو اپنے پاکباش شدہ لکھ
حافظت فرمائے۔“

لیکن ابھی ایک تہائی رات گزرتی کہ خوب آخرت اونے
ایم مغفرت کی اُدھیر ٹین قلب و روح سے بیدار ہوتی اور
پریٹ سے آنکھ کھل جاتی اور حضرت امُمُّ حیات و کائنات کے
فہماں کو نکارتے ہوئے نترے سے اُنھوں نے ملائی۔

”پاکتِ الداود تعریف ہے اس کی اور پاکتِ خدا کے علماء عظیم
لے اللہ تو سخا۔ تیر اور دعہ سخا۔“

رات کی سیمی تین دن میں چھوڑ کر رہے کتاب و منہٹ کی علمی اور تحقیقی خدمت میں تن من سے منہک ہو جاتے۔ علم کی لطیف آج سے قلب میں سوز اور روح میں اضطراب پڑھتا جاتا۔ اور آخر آخري تہائی رات سجدہ گاہ و شوتش پر اس حال میں پسروں کی سیدنہ سوزراہماں سے جلنے لگتا اور آنکھیں گرم گرم آنکھوں سے سوچ گاہ کو تزکر دیتیں۔ خدا کی کتاب اس طرح پڑھتے ہی سے وہی ان کا درد ہے اور وہی اس درد کا درد بھی۔ آیات الہی کو دیکھ کر دل میں بیٹھا میٹھا درد سا ہوتا۔ اور اکھوں پر ہوتی سے آنسو حملک آنکھتے۔

"امام ابوحنینؒ ہے۔ مُنْ وَكَرْ لُوْفْ فَقِيلَ مَامُ الْبَرْ
حنینؒ کی اولاد ہیں۔"

کسی نے امام سیفیان ثوریؓ اور امام عالمؑ کا ذکر فرمائنا
چاہا تو خاص درد بھروسے انداز میں ان کی عظمت کی پیشہ کیا۔
اگر یہ دونوں نہ ہوتے تو جوازے علم حدیث نہ پیدا ہوتے۔
امام عالمؑ کی کافی بات نقل فرماتے تو کیا مجال ہے کہ اپنی
ٹھنڈگرد اور حیثیت فراموش کر جائیں۔ ہمیشہ یوں ہی آغاز
فرماتے ہیں۔

"یہ ہے قول ہمارے اُستاد امام عالمؑ کا۔۔۔"

کیا چیز ہے خدا کا حقیقی خوف بھی کہ جس دل کو یہ خوف
چھوگیا پھر اس کی "بھی سنائی نہ دی۔ حضرت امامؓ"
نے حق کو اپنا یا بھی اور بصلایا بھی اور ساختھی بھی بحث و مناقبے
کے اس میڈا پر باطل سے بخراستہ بھی جہاں اعلاءٰ کلمۃ الحقیقی
کو بھول کر خود اپنی ذات کی "بِارِحِیت" کے جوش میں بڑی بڑی
شخصیت بھی کوٹھی تھی۔ کی دل میں جاگرتی ہیں۔ سلسلہ امام شافعیؓ
کے خوش نصیحتے کہ کبھی اس حادثہ فاجعہ کا شکار نہ ہوئے۔
تحدیت نعمت کے جو شر میں ایک بار کہہ اٹھے۔

"اینی بڑائی یا انہما رخصیت کے لئے میں نبھی کسی سے
مباحثہ نہ کیا۔ ہمیشہ کلمہ حق کو سر بلند کرنے کا مقصود سامنے رہا۔
لیکن ۲۵ سال زندگی کا کامون دل و جگہ اس شانِ عجز
سے خدمت دین اور اعلاءے کلمۃ الحقیقی میں پنجوڑی شکر کے بعد
بھی وہ یکسے درست تھے کہ میں اپنے خدا کی مردودی کا حق ادا
نہ کر سکا۔۔۔ ہر ہر سال میں خوف اور آمید کی جو آگ اندرونی
ہی اندرونی ٹکڑے رہی تھی درم واپسیں "میں جیسے وہ سارا اسرار
کرب سمجھ آیا تھا۔

امام صاحبِ مخونؓ بوسیرؓ کے مستقبل ملیعنی تھے۔ اور
عمر بھر اسی مالیم میں انہوں نے خدمت دین کے داشت و محرومی
خاک چھانی تھی کہ اکثر سواری کی حالت میں خون جاری ہو جانا تو
اسی سلوچ چھوٹی کا پا بجاہم اور موڑے تک خون سے تر ہو جلتے
لیکن اس کے باوجود یہ فرشوق تھا کہ جاری رہتا۔

نشست ہو تو تم اس کو دیکھو خوب سمجھ لینا کہ میں نہ یقیناً
اس سے رجوع کریا ہے۔ دیکھو بہت بادھے کہ
اگر صحیح حدیث بھگنا کہ پہنچ اور پھر میں اس پر عمل نہ
کر دیں تو۔۔۔ تاجری عقل میں خور آجھکا ہرگاہ۔
اللہ اکبر!

یکے طبقہ وہ لوگ جو احادیث کے پاسے ناز پر اس طرح
آنکھیں سلتے اور پکتے ہتھے۔

"اگر حدیث رسول ہم تک پہنچی اور ہم نے پھر بھی
اس پر عمل نہ کیا تو سمجھ لینا کہ پاگل اور سوئی ہو چکی
ہوں گے۔"

اور۔۔۔ کیا وقت آیا ہے آج غریب الدیار "اسلام" پر
کوچھ سے سرسے کے وہ "دیوانے" خود کو "دیوانے" تو کہا
ملتے۔ "بہتران فرزانے" قزادینے کی جہارتیں دھکائیں ہیں
ہیں جن کے ذہنی ذماد کا یہ عالم ہے کہ انہیں "حدیث" سے
"بھی سازش" کی باؤ آتی ہے اور جو "حدیث بیزاری" کی مکروہ
ترین بیزاری یہ دعویٰ ہیشی کرتے ہیں کہ "دیکھو ہمیں۔۔۔ ہم کہ
نہ سہ آن کے عاشق ہیں!"

— جی ہاں اور وہ بھی "مسلمان" ہیں۔ بلکہ ان کی خدمت کے
لئے مسلمان ہیں۔۔۔ کونکا انہوں نے ائمہ و اسلاف
کی روحلی پر تاریک جنابی "کاظم الحلة" کا حلہ کیا ہے اور تاریخ میں پہلی
بار حدیث کے خون سے قرآن لکھنے کی کوشش کی ہے۔۔۔
— مگر یہ تھے امام شافعیؓ!

کل کے "بنوہ مومن"۔۔۔ آج کے "دانش" و "ہنر"۔۔۔
— وہ کتاب و منت پر یوں جان شمار کرتے تھے کہ قرآن حدیث
کا ہر خادم ان کو اپنا "مخودوم" نظر آتا تھا۔۔۔ سچ یہ ہے کہ بڑا
ہوتا ہی وہ شخص ہے جس کو اپنے چھوٹے ہوئے کا حساس سمجھ
تھا پرانا ہے۔۔۔ جو شکر نعمت سے گرد خوت کا سبق لینے کے بیٹے
حق کی بڑائی اور اہل حق کی عظمت کو اپنی آبرو کی طرح عزیز
و رکھتا ہے۔

ایک بار کسی نے امام ابوحنینؓ کے متعلق ان کی راستے
دریافت کی۔ امام صاحبِ مخونؓ نہیں ہی ان کا جو شیں عقیدت

ہاں خواہ میں اپنے اعمال کی بدولت نماز ہی مل کر ہوں
نداخل کر دیا جاؤں۔ میری نظاکتیں غرض سے
آخر تک بہت بڑی ہیں، لیکن اسے بخشنے والے۔
معاف کرنے اور توہن کرنے والے! تیرا کرم اور تیری
بخشش توہن کے کہیں زیادہ بڑی ہے!

اسی دن بھی کبی بیفیت تھی جو مغرب سے عشاۃِ رُكْن جاری
رہی۔ یہ نماز عشاء اس زندگی کی سچی تھی اُخری نماز تھی جس نے
ہمارے نمازوں کو اس طرح پڑھا تھا جیسے دیجی زندگی کی آخری نمازوں پر۔
نمازوں پر ہی اور پھر وہ خطیم "نمازی" اپنے خدا سے حمالا جسکی
نمازوں فراغ و منکرات سے اس طرح باز رکھا تھا کہ اسکی ساری
زندگی الکسل مسلم نمازوں کی تھی اور اس سے پُر شوق مصافحہ
کرنے تھے لیکن ایک رحمت کے قرشتوں کے چلوں پر بھر
اس منتظر میں کھڑا رہا کہ نمازی کب اس نمازوں سے فارغ پڑے
ہم والیں پر سلام پھرتا ہے!

آج بھی علم مالک کی سرو میں پر صاحبِ کام کا ایک زبردست
جال بچا ہوا ہے۔ آج بھی مسجدیں دن میں باخ بار نمازوں کو
نمازوں کے لئے پکارتی ہیں۔ اذانیں بھی ہو رہی ہیں۔ نمازوی
بھی آئتے ہیں۔ لیکن "نماز"؟۔ آہ وہ کہاں! انھیں
ترستیں کہ اس "نماز" کی ایک نظر دیکھ سکیں جو اندر نفس کو
بستریں بہتا ہے تو باہر طاقت کو پا جو لان کر دتی ہے
— میرے مولا! اکیا نمازاً طھاںی جا رہی ہے؟ — حالانکہ تم
سب مسلمان ہیں!

ایک ہو۔ سو دو سو ہیں۔ تین سو تیرہ ہیں۔
پوئی تھر کرو مسلمان!! — بلکہ اس سے بھی زیادہ!!

بدعہت کیسے؟ تمام طرح کی بدعون کے رد اور صحیح
اسلامی عقائد کی وضاحت میں ایک
شہرہ آفاق کتاب جسکے ایڈیشن برائیڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔
وہ میں ایک مفصل مضمون میری کتابی کا بھی ہے۔ مجلد میں روپے
لکھتے تھلی۔ (یوبینڈ (یوپلی)

کسی ایسے ہی سفر شوق میں وہ احتیاطی حق کی طرف ہے
ہر ٹوکرے ایک مناظر سے پسخے فریق ناٹی کو شکست ہوئی تو وہ تنھا
کے درپے چل گیا۔ اور ایک اندر صحری رات ہیں موقعہ پاک
حضرت امامؒ کے سر پر گزرے قاتلانہ وار کر دیا۔ ہر رجھ کو
کو عصر کے وقت بلسعت زیادہ بگلائی۔ امامؒ مزید چوپاس بنیٹھے
تھے بھر کے اور دلگیر آواز میں عرض کیا۔

"اے اُستادوں نے اُستاد! کیسا مراجح ہے؟"
"آج میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں" موسیٰ صیف
کی پرموز آواز آئی۔ اور اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں
اور اپنے بُرے انسان کی سزا پائے والا ہوں۔ خدا کی بالا گاہ میں
میری بیشی ہو جا ہوتی ہے اور خدا کی قسم اب تھے پر خبر نہیں
کہ میری روح جنت میں جلتے گی اور میں اُسے مبارک بادوں کا
یادوڑخ میں جائے گی جیاں بھی اس کی تعریت کرنی پڑے گی۔
اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔ اُدھر ایک سوچ چھپ
چکا تھا اور ادھر دوسرا آفتاب نماز مغرب کے بعد آئی اہستہ
ہزاروں انڈک اور دھروں اور ترسنی ہوئی نظروں کے ساتھ غروب
ہو رہا تھا۔ زندگی کے ۵۲۶ سال اور ان کے تماں کا کارنامے جس کی
پشت پر ایک دنیا کو ملکا ہے تھے وہ خود کسی بھاری کے ساتھ
کا پتی ہوتی آوار میں یہ انجامیں پیش کر رہا تھا۔

"مشہور عابد اور سی ہیں۔ توئی ہے جوان سے جاک
کہہ دے کر لیڈ! شاعری کی معرفت کی دعا فرمائیں...."
اور پھر۔ ۵۲۶ سال جہاں زندگی سے نظر ٹھاٹھے ہوئے
— ہزارہا عقیدت مددوں کی کریماں عقیدتوں سے بھی خبر
طزوہ تعریف کے ہر خوف اور تھیں و ستائش کی ہر خواہیں سے
بلد۔ یہ بندہ موسیٰ خوف کے پھرائی اور امیر سے پھائی
ہوئی آنکھوں سے صرف اپنے خدا۔ اپنے مالک یوم الدین
کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور بھر تھر اسے ہوئے ہوئے مسٹھ اس طرح
اپنے بولے سے درد بھری سمر گوشی کر رہے تھے۔

"آتی ہے۔ اگر تو بیری لغزیں معاف فرمائے تو ایک
ٹپے سرکش و ظالم دناریاں کو معاف فرمائے گا اگر تو
انتہا کے پھر بھی تیری سستی سے میری آس تو درٹوٹے گی

(مولانا ابوالعلاء علی مودودی)

خاص حالات میں جھوٹ!

خلافہ کوئی ختمی مرتبہ مصلحتی، محدثی علیہ وسلم سے لیکر آج تک کے نام مصلحین، محدثین یا کون ہے جس پر چاروں طرف سے بہتا ہے، افراط کے تیر در بر سائے سگتے ہوں۔ مولانا مودودی کو الشیخیہ منصب اصلاح و تجدید ریاست کیسے مکن تھا کہ اس منصب کے طبقی تقاضے پورے نہ ہوتے۔ آج یہ مرد مون جیل میں ہے اور جیل میں اس لئے ہے کہ اس نے ہزار اسلامی انعام نندگی پر فائز ہے سے انکار کر دیا ہے۔ اس نے انکار کیا ہے کہ حبیب پور سے معاشرے پر بطا غولی اور کارداشی کا سلط ہوتا ہے، وہ کھوڑے کی پیٹھے سے اتر کر مسجدیں مختلف ہو جائے، وہ کہتا ہے میں اپنے نہیں کو بنت کے بدلتے فروخت کر دیکھا۔ ایسا تم جیل میں ڈالو یا چانسی پر شکاہ نہیں پر حوال اس مودو سے کل شرائط پوری کر دیں گا۔ میں اپنی صلحی پھر پڑیں متنہ خوفناک کادہ اور بند کرنے کی کوشش کروں گا چاہے

ٹوپان کی نشدت اپنیں سُر میں باکر پہنچا لے جائے۔

دوسرے بخوبی اپنے اپنے ایجاد کے علاوہ آیت پر ایک شخصی نوع کا بہتانی میں ان پر آج کل زور خورد سے دگایا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کو جائز تھیں۔ کسی استعمال اثیرات پر اسپر تو وہ لوگ کبھی چونکہ اتفاق ہیں جو مولانا سے بیزاں ہیں اسی ہم اپنی طرف سے کیا ہیں خود مولانا ہمیں کا بغدا اس عالمی تہذیب تہذیب نقل کئے ہیں۔ بحوالہ ترجمان القرآن، جلد ۵، عدد ۲۷، رسائل ص ۱۱۸ پیر لارا فٹ (۱۹۷۴)۔

”ام کلموم بنت عقبہ بن معیط سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہؐ کو فرمائے سننا کہ وہ مخفی جھوٹ نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرتا ہے اور اس مرض کے لئے خیر پہنچاتا ہے خیر پہنچاتا ہے اور جلدی اسلام

اوہ اسلام کی روایت میں اپنی بات اور زیادہ ہے کہ

” انہوں نے ۲ لہماں نے رسول اللہؐ کو کسی محاصلہ میں وہ باقیں کر لئے کی اجازت دیئے ہمیں پھر متاجوگ کیا کرتے ہیں مگر میں معاشرات اس سے مستثنی ہیں ایک جنگ اور دوسرے اصلاح بین الناس تسلیم کے میاں اور بیوی کی باشش ہے“

” معاشرت یعنی پیشی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جھوٹ جائز نہیں ہے مگر میں چیزوں میں مرد کی بات عورت سے تاکہ وہ اس کو راضی کرے۔ جنگ اور اصلاح بین الناس“

(ترمذی)

اس کی علی مشاریع بھی احادیث میں موجود ہیں کوبین اثرات کے قابلے محمد بن سلمہ کو حبیب حسنور نے مامور کیا تو انہوں

راستہ باری و صداقت شدید اسلام کے اہم ترین اصولوں میں سے ہے اور جھوٹ اس کی نکاح میں ایک بیدرین بڑائی سے نیکن علی زندگی کی لیتیں ہزادہ تین ایسی بہمن کی خاطر جھوٹ کی دہرات اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے دیوبند تک کافی نہیں یا گیا ہے۔ صلح بین الناس اور ازاد ارجی تعلقات کی دستی کے لئے اگر صرف صداقت کو چھپائتے سے کام در جل سکتا ہو تو ہزادہ کی حد تک جھوٹ سے کام لیتے کی شریعت نے اعاف اجازت دی ہے جنگ کی ضروریات کے لئے تو جھوٹ کی صرف اجازت ہی نہیں ہے بلکہ اگر کوئی سپاہی دشمن کے یا احمد گرفتار ہو جائے اور دشمن اس سے اسلامی فوج کے راز معلوم کرنا پاہے تو ان کا باتا ناگناہ اور دشمن کو تجویز اطلاع دیکر اپنی فوج کو بکارنا وہ جب ہے اسی طرح اگر کوئی ظالم کسی ہے نگاہ کے قتل کے درپی ہو اور وہ طریب کہیں چھپا ہو تو اسی فوج کو اپنے کے چھپنے کی جگہ بتا، یا گناہ اور جھوٹ بول کر اس کے چھپنے کی جگہ بتا، یا گناہ اور شریعت کے حکام ملاحظہ ہوں۔

ہے کہ سچ بولنے اور جھوٹ سے اختناک کرنے کی ایک اخلاقی قیمت ہے جس سے زیادہ قیمتی چیز کا نقصان ہو رہا ہے تو اس لستہ کم فہرست چیزوں کا نقصان گوارا کیا جاسکتا ہے بلکہ بعض صورتوں میں گواہ کرنا چاہئے۔

حقیقت جزیہ

اسلام کے حکم جزویہ کی بنا پر یورپ اور ایشیا کے غیر مسلم علاوہ نے اسلام کے خلاف چوتھسوم اور ٹیکڑا کی پروپریٹیٹا کیا ہے پہ کتاب اس کی ایسا کامل و بدال جواب ہے کہ غیر مسلم ہمیں اس کتاب کو بیکھر کر طلبیں ہو جاتے ہیں۔ قیمت ۵۲ پیسے۔

اوائیں کا تحقیقی جائزہ

آداگن سے مراد حقیدہ تنازع ہے، اس کتاب میں دلائل شواہد کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے کہ خود ہندو ہمہ رب کی کتابوں کی رو سے یقینی نہ منقول ہے ایسا پر پوچھا ترہ تا ہے اور نہ عقولی ہے ایسا غیر مسلم ہمیں اس کتاب کے دلائل و مباحثت دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ قیمت (عد) ایک روپیہ

حقیدہ آخرت کے عقلی دلائل

آخرت کے بقین کو دل میں جاگزیں کرنے والے محکم دلائل سے بھر پورا کتاب جس میں ذذرگی بعد عنوت کے شفاقت درسرے تمام نہایت کے معتقدات کو درکرستے ہوئے اسلام کے حقیدہ آخرت کی تھانیت ثابت کی گئی ہے آداگن کے تحقیقی جائزہ کے ساتھ اس کا ضروری مطالعہ کریں۔ قیمت ۸۰ پیسے

خاصیات خدا کا خوف آخرت

اس کتاب میں آخرت سے متعلق حضرت رسول اکرم (ص) خلافاً راشد بن اور دیگر صحابہ کرام رض کے، یہ سے دلدار اوقت انگیز اور ایمان افزود عالات و واقعات تبع کئے گئے ہیں جس سے حقیدہ آخرت میں ضرورت و اہمیت ثابت ہوئی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

نے اجازت مانگی کہ اگر کچھ جھوٹ بولنا پڑے تو بول سکتا ہوں؟ حضور نے بالفاظ صرح انس اس کی اجازت دی لیجاتا ہے اب اکاذب فی الحرب و اب القتک باہل الحرب (حاجج بن علاط) نے غزوہ خیبر کے موقع پر مکمل الہوں کے قبضہ سے کامیابی کی اور حضور نے ان آئے کے لئے جھوٹ سے کام لیئے کی اجازت مانگی اور حضور نے ان کو سمجھا اس کی اجازت عطا فرمائی (رااحمد، نسائی، حاکم، ابن جان)

فقہاء و محدثین کے نتائج

ان نظریہ کی بنا پر فقہاء و محدثین نے جو نتائج لکائے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائئے جائیں۔ علماء ابن حجر لفظی ہیں۔

”علماء اسلام اس بات پر مشق پس کر کریدہ مذہب پیش آئے پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مثل اگر ایک ظالم کی خفیہ کو نقل کرنا چاہتا ہو اور وہ مظلوم کسی شخص کے پاس پھایا ہو یعن تو اس کو حق یعنی تھا ہے کہ اپنے پاس اس کے ہونے کا انکار کرے اور اس پر نسیم کھانے، ایسا کرنے میں وہ گھنگارتہ ہو گا۔“ (فتح الباری جلد ۵ ص ۱۹)

علامہ ابن القیم جماح میں علاط سلمی کا اقویقل کرنے کے بعد اس سے یہ تجویز اخذ کرتے ہیں۔

”اس سے یہ بات تکھی ہے کہ آدمی کا اپنے سمعتی یا کسی درسرے کے متعلق جھوٹ بولنا ایسی حالت میں جائز ہے جیکہ درسرے کا اس سے کوئی نقصان نہ ہو اور آدمی اس جھوٹ کے ذریعے سے اپنا ایک جائز حق حاصل کرے۔

(زاد المخاود بطبع ص ۳۴)

علامہ نووی ریاض الصالحین میں احادیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ اصول بیان کرتے ہیں۔

”ہر چاہما مقصود جس کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن ہو اس کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ لیکن اگر اس کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو تو جھوٹ جائز ہے پھر اگر وہ مقصود ایسا ہو کہ اس کا حوصل کرنا بسیار ہو تو اس کے لئے جھوٹ بھی بسیار ہے اور اگر اس کا حصول ممکن ہو تو اس کے لئے جھوٹ بھی، اچھے ہو رہے تحریک اکاذب (غور سے دیکھا جائے تو ایمان بھی دیکھا جائے کارہنگا اطرافاً)

مکتبہ تعلیمی دیوبند

تعلیل صاحب بی مقالات :-

ان سب لوگوں کو یقین دا عیناں بخشنے ہیں ملکی خواہیں
بھوق ہے کہ وہ اسلام کے متعلق اسکی اصل اور خالص
ٹھکل میں اپنی طرف معلومات حاصل کریں جس طرح
میں کو قرآن مقدس کے صفات مدد بیان کیا گیا ہے۔
دیکھا جا رہا ہے کہ اس کل اسلام کو اس کی "اصل" اور
خالص ٹھکل میں پیش کرنے کا ماحتہ تھا قرآن مجید کو ظاہر
کیا جاتا ہے۔ قرآن ناریں ہمارے دین کی شرگ۔
شریعت کی زوج رواں اور فاؤن کی ریڑھ کی بُڑی ہے یہ بھی
بجا کر اصل اور خالص اسلام کی جو ہری تلمیحیں قرآن پاک
ہی ہے اور اصل و خالص اسلام کو قرآن مجید کی روشنی میں
سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن کیا خود قرآن مجید کے اصل حقیقی
کی ذائقہ پروپنیتی کے سے احادیث و حدیث رسولؐ سے بے
سیار ہو کر ایک قدم بھی اذیان و قبیل کے ساتھ انھیا جا سکتا
ہے۔ جس طرح صحیفہ نازل ہونے کے بعد رسولؐ کی
بوثثت ناگزیر شرط ہے۔ حجیک اسی طرح صحیفہ کو خلیل خلیل
سمجھتے کے نے حدیث رسولؐ اور سیغیرہ تعلیمات انقلابی و عملی
کے آنکے زانوئے اور تہسیل کرنا لابد ہی چیز ہے۔ صحیفہ اپنا
مطلوب رسولؐ کے کردار کی ٹھکل میں ملکی طور پر سمجھا جاتا ہے۔
اس سے نہ ہانتے کیوں ایسے موقع پر گتاب و حدیث
کے الفاظ کو جملہ تھا قرآن کا لفظ و بکھل لیک گھری ٹشتنگ رہ

جائی ہے۔ غواہ کئے وائے نے یہ بات حدیث کے باہرے
میں کسی ذہنی بھی کئے بغیر معصوم امام طوفورہ کی ہو یہیں فرمائیں
الکار عدیث اور استخفاف حدیث کے اس پر فتن ماحول
میں ایسی بات کہنے والے کے نئے معصوم ہی کیوں ن
ہو سنتے وائے کے نئے "معصوم" نہیں بلکہ انہیں افرین
ہوتی ہے۔ ایک ایسی بات کو کہنے کی خایاں شان رہت
نہیں ڈالتی۔

یہ کتاب "ایمان غسل" کا ایک مدلل اور معمول جائز
ہے۔ ایمان غسل میں توحید پاری، ملکہ کی حقیقت اکٹھ کا دو
رسویں، یوم آخر، تقدیر پارا دریعت بعد الموت کے جن سات

کھرے کھولے

تبصرے کے سے ہر کتاب کے دو نفع آتے
ضروری ہیں

عقایید اسلام (TENETS OF ISLAM)

از۔ علی موسیٰ ہباجہ صاحب بن۔ اے۔ بی۔ ۱۔
ناول سائز صفحات ۲۲۰ قیمت ادنی جلد کے ساقے ۵/۲
اوسط ۳۱۔ ۳/۵۔ اعلیٰ ۲۵۔
شارخ کردہ۔ اسلام کی تحریر پبلیشنگ ہاؤس۔ ۲۵ قاشی اسٹریٹ
بلکلور نہر۔

یہ کتاب اسی جنوہی ہندوستان کے ادارے کی پیش کش
ہے جس کا تعارف الہدی بلیں نبرادر کے لئے تبصرے میں ہم
کراچی ہیں۔ اوارے کے فاضل سر براد ستر اسے بے عیل
صاحب نے ابتدائی رو و صفات میں لکھا ہے اسے نصف کا اراد
تعارف کرایا ہے۔ کتاب پر صفت کے نام کے ساتھ انگریزی
اسناو کا ذکر تو موجود ہے۔ لیکن کسی مذہبی و دینی سد کا اہمیتیں
کیا گیا۔ لیکن پبلش کے تعارف سے پر چلا کر صحفہ موہوی بھی
ہیں اور یہ درآمد اس قراری تعلیمات کی نشر و ارشاد عوت کی خوبی
بھی سراجاً مام دیتے رہے ہیں۔ ناشرین نے اس کتاب کو غیر عربی
پڑی رائی اور قدرتمندی کے اندماز سے پیش کیا ہے کیونکہ بقول

کو ادھیر کر قص کو حق اور باطل کو باطل ثابت کیا ہے وہ بتانا ہے کہ ان سے اعتدال و توازن کی توقعات چیز نہیں۔ توحید یاد کی کے سلسلے میں بھی مصنف موضوع سے بڑے اپنے انداز سے ابھی اور سچی پانیں کی ہیں۔ تقدیر بیسے نازک اگر ان سلسلے میں جہاں عقول کو تلوار کی دھار پر جلسا ہوتا ہے وہی احتیاط و ہوشندی سے گذرے ہیں خیر و شر کے اختباب میں انسان کو خدا کی بخشی ہوئی آزادی اور حیات و کائنات میں خداوندی انداز سے اور اس کے اعلیٰ قوانین تقدیر کی فہمد کن گرفت دلوں اس طرح صاف ہو جاتی ہیں کبھی و اختیار کے بہت سے تقسیموں اور اسلام پر غرضی اعتراضات کا خوب ستیاب ہو جاتا ہے اس طرح کتب حاوی یہ بھی کہی جائیں سپرد قلم ہوئی یہیں البتہ رسالت کے سلسلے میں ایک نشانی گھوٹ ہوئی جس طرح مصنف موضوع نے ملائکے یا بادیں تجھہ پسندوں کے بعض خیالات سے تعزیز ضروری سمجھا اور کی طور پر سمجھا تھیک اس طرح تیر و مزدی "آئیٹھا بوجی کے اس مخصوص فتنہ کا ذکر ضروری تھا جہاں رسول کے فیصلوں اور نبیوں کو نقش دوام اور حیث باؤ داں ماننے کے بجائے یہ ہوتا کہ ٹھوکر کھائی گئی ہے کہ قرآن کو حدیث و سنت سے بے نیاز ہو کر سمجھا جاسکتا ہے اور یہ کہ معاذ اللہ رسول آخر کے فحصے میں ان کے اپنے عہد کے نئے مخصوص اور مدد و دستے۔ اتنا ڈرا ہے وہ فتنہ کہ اس کتاب کے صفات میں رسالت کے باب میں نظریں اس کو بے اختیار ڈھونڈ لی رہے ہیں۔ مگر اس ڈھونڈنے کا رہ گئیں ہیں۔

"انترو ڈکشن" (مقدمہ) میں مصنف نے لکھا ہے کہ "اسلام میں ایمان بعض کی کوئی جیشیت نہیں اگر اس کے ساتھ حقیقی اعمال نہ ہوں" صفحہ ۴۷ "کوئی جیشیت نہیں" اگر یو شیلے اسلوب اور ترمیبی آہنگ میں کہدیا گیا موت و هرگز بات ہے۔ کیونکہ اسلام میں ایمان کے ساتھ عمل صاف پر اس قدر سلسیل زور دیا گیا ہے کہ عمل صاف ایمان کا پہلا اور آخری تفاصیل بن جاتا ہے۔ لیکن کتاب و سنت پر کہہ ہی اور ہم گیر نظر کرنے والے انہی وسائل کا موقف جنکے

ایجو اترکیبی پر اسلام نے ایمان بالغیب کی بھرہ گیر اور محکم بنیاد رکھی ہے یہ کتاب ان ہی مرکزوں اور اساسی عقائد پر حقیق و نعم، علم و استدلال اور فکر و نظر کی تیزی و سختی دامتا چاہتی ہے اور ثابت کرنے سے کو عقل سليم اور فلسفہ صالح دلوں کے ذائقے سے ان حقائق پر ایمان لانا انتہائی معمولی اور پرستی اقسام ہے۔ دوسو تالیم صفات کا یہ یادو ہیش کئے میں مصنف نے یقیناً محنت شاقر سے کام کیا ہے۔ کافی سوچا اور پڑھا ہے۔ البته یہ ضرور صحیح ہوتا ہے اور در درین ملامات پر ثابت بھی ہے کہ تعقل کامیاب محننا مخدوں سے آگے بکھل گیا ہے۔ وہ دوسری مقام جہاں تعقل بخشی کا یہ پھر تو تیر و تنہ ہو جاتا ہے وہاں صاف نظر آتے لگتا ہے کہ تعقل تعقل کے پیچے چلنے کے بجائے خود اس کو اپنے پیچے سمجھ کشاں کشاں نے جادہ ہی ہے۔ کتاب کے یہ بہکامی مورخ کا ذکر ہے ہم اگر نہ مطوروں کو یہ شکر سے بہت نزدیک ہے۔ اور کتاب کا غائب حصان "خطرانیلشیوں" سے پاک ہے۔ پھر بھی باول میں تعقل پرستا ز تحدید، حدیث بیزار قرآن پسندی بلکہ کہنا چاہئے قرآن کے پردے میں اپنی اپنی حسن اپانے کے جزوں ساینس کے آگے ذہنی قلعت خود کی اور مرجوبیت اور حدت اولیان کے ساعدت فریب اور حق ریان غروں جیسے ان گنت نت نے فتوں کی جو تباہ کار آندھیاں افق سے افت نکل جھاتی چلی جادہ ہیں ان کا نسیل گزر ساینسی بھی پرستا نظر آتا ہے قوی دُر تا ہے کہ کہیں خدا خواست امرت کی تعمیری صنایع کیں فریب کی نذر نہ ہو جائیں اسلئے اس کتاب میں بیزاروں الفاظ کا جھوڑ و شن اور پاکیزہ فیضی مسودہ ہے، ہم اس کو اپنے ہاتھوں میں لیکر خدا سے دعا کرتے ہیں کہ وہ علی موسیٰ رضا ہمار جسے ہو نہیں قلبی مجاہدیں اور اسے بچ خلیل جیسے جہاں شاران تسلیع کو اس خطا اور اسکی تلافی اور عرقان صواب اور اس کی ترویج و اشاعت کی بیش از بیش تو فرق بنتے۔ آئیں۔ ملائکہ پر ایمان لائی کے باب میں مصنف نے جس ذہنی اعتدال اور حق کو رشتہ داشتہ لال کا ثبوت دیکھ فرشتوں کے سلسلے میں تجدی دیسندوں کے خیالات

ہوتا رہا۔ اگر صرف کے اس ترجیح میں کہیں ڈاروں نے
نظر پڑا اور تقاضائی کوئی پر چھا بیس بھی کام کر رہی ہو تو معاملہ کافی
سیریس توجہ کا مستحق ہو جائے گا اور تم کم دوسروں کے
لئے غلط فہمی کی خواک توں ہی جائے گی۔ جہاں تک کتاب
پر چادری نظر گئی ہے ویسے صرف کاڑیں ڈاروں نے تھیوری
(جس کو سایمنٹیک خبری کے بجائے تو اتر اشارہ کی بنیاد پر
تھیوری سے آگئے لڑکہ کر فیکٹری ماننے کی سخت نظر لپھی اور
دوسروں نے فرمادی ہے :) کا کوئی اثر محضوس نہیں ہوتا
• روسری جگہ اجرام سماوی کے سلسلے میں رفتہ جلتی
قلکلی ہنسنگوئن، کا ترجمہ کرتے ہوئے قلک، کا ترجمہ
جد پر فلکیاتی اصطلاح میں ORBIT (مدار) کیا
گیا ہے۔

• یا صفحہ ۱۶۷ پر "غلامان" کا ترجیح "YOUTH" ہے
 جو ان کیا ہے اور پھر اس ترجیح سے ایک تجدید پسندان
 وقف کو شایستہ بھی کرنے کی کوشش کی ہے۔ درآں حاصلہ
 مرکان کے صفت اوقل کے مترجعوں اوزفسروں نے (حضرت
 عکی المبتدا کا ترجیح ملاحظہ ہو) اس کا ترجیح "چھوکرا" کیا ہے جو
 "یو ٹائم" سے کوئی میں تھیں کھاتا۔

• مصنف نے خلط تہ جہد کی بیانات پڑی مثال "حور" کے ترجمہ میں پیش کی ہے جس کا ترجمہ COMPANION (رفیق) کر دیا ہے اور پھر اپنے خلط موقف کے سلسلے میں اس سے فائدہ بھی اٹھانا چاہئے ।

• اس کے علاوہ بعض آثار بیت کے ترجیحات میں نصہت
مشعل کی ہے بلکہ اس میں تو "اصفانہ" تک کی شان لگتی ہے۔
مشاعل خلود چھپم کے خلاف اپنا موقف پیش کرتے ہوئے حوالہ
میں دی گئی بیماری و مسلم کی ایک حدیث ۔۔۔ جس کا تذکرہ
ب آئندہ والی سے ۔۔۔

اس مسیرت حال میں من ذکرہ حدیث کے ترجیح کا عین عذر اسی میں کیا جا سکتا تا و قتیل کا اس کے اصل الفاظ یا

اس کے علاوہ احادیث کا طرز و اسلوب کئی طرح کا

سائنسی ہے وہ خوب چاہتے ہیں کہ ایمان اور عمل صاحب کے دنیاں جزو دل کا عسلوں تھیں بلکہ ایمان اپنی ایک مستقل ذاتی حقیقت رکھتا ہے۔ ایمان اور عمل کو کوئی تھوس وعدت اور اتوٹ اکائی چاہتے کی اُواز نہ رکھتے ہیں جیس طبقہ کی طرف سے اٹھی آج کے اس طبقہ کی اعلیٰ ترین پارسائی اور تقویٰ لکھنی کے باوجود ذمہ دار کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے اور ان کے نظریات تیرہ صدیوں کی طولانی مدت گزر چاہتے ہیں کے بعد بھی ایک دن کے لئے بھی امت کا سوا داعم اور اجماع ملت، حضمر کرنے کے بجائے برادر اللہ اور رحمۃ اللہ علیہ اسے

مصنف موصوف نے اپنے اس نظریہ کی توثیق میں کسی حدیث کا یہ ترجیح دیا ہے کہ :-

”خدا بیان کو قبول نہیں کرتا اگر اس کا مطلب ہے علیک
خکل، پر زہر واحد وہ کسی عمل کو قبول نہیں کرتا اگر وہ علیک
عقیدہ دیانت سے جوڑ لے گا تاہم « انتہا و نکشن (عصر)
اول تو یہ کہ حدیث مذکور کا گولی عوالم نہیں وہ بابر
چلتا کہی حدیث ہے بھی تو کس درجہ کی ہے؟ حدیث کی جو
اعطا لامبی کسوئی عرق ریزیوں اور جلو کاریوں سے بنائی
اس سے استفادہ نہ کرنا اور حوالہ حدیث سے غفلت بر
ابن الجی بات نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر یہ حدیث ہے اور عین
حدیث پر پوری اتنی ہے تو ظاہر ہے کہ صرف نے حدیث
اصل الفاظ نہیں دیتے۔ اس کا انگریزی ترجمہ ہیش
ہے۔ کچھ بھی نہیں کہ ترجمہ میں ذرا سی مطلوبی اور غلط
سے بات کریں سے جیسے جاپانی ہو۔ اس سے کہ تم دیکھ
کر صرف موصوف متے ایک سے زیادہ جملہ عربی اور فرانسیسی
کو انگریزی میں دھانستے ہوئے تحقیقات اور جدید نظر
کا معاذار لکھنے کی کوشش میں بالکل مخصوص طرز کے تر
بھی دئئے ہیں مثلاً:-

* خدا کے لئے "EVOLVER" (از تقدار پسند) کا
حفظ جو غالباً "رب" کا ترجمہ ہے خدا کے اسلامی صفات
کے ترجمہ میں ایک جدت اور شیخ ریاست ہے۔ ایک الگ بھرپوری
میں اس کا ترجمہ "SUSTAINER" اور "NOURISHER" ہے۔

سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ بیکھر دوزخ کے دوام کا سلسلہ خدا کی مرضی پر مشروط ہو گیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ دوام کو مشروط اور رہائے الہمچ پ موقوف کرنے والے شیکھ ہی الفاظ ایج دوزخ کے سلسلے میں آئے ہیں اور جو اسے یہ بیش نیکے سننے ہیں کیا شیکھ اسی بھگ چند مطور کے بعد یہی الفاظ اخود جنت کے لئے قرآن میں موجود ہیں ۹۔ پھر تو مصنف ہو صوف کو جنت کے دوام کو پیش کرنے کے بھلے اس کا بھی انکار کر دینا چاہئے تھا۔ بھگ بات ہے کہ ایک خاص انداز میں جنت اور دوزخ دونوں کے لئے یہ بات بھی جائز ہے اور اپنے اس میں سے جنت نکالے حصہ کو خلاف کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کے اپنے نظریہ کے خلاف ہے اور دوزخ کے ذیل میں لے لیتے ہیں کیونکہ وہ آپ کے لئے غصہ ہیں اس پوری بات قرآن میں وہی ہے اور اسی بھگ ساتھ ساتھ آئی ہے وہ یہ ہے:-

وَسُوْبَحْ وَكَبَّ يَدِ جَنَّتٍ هِنْ وَهَوْ أَلْيَ مِنْ هِنْ وَهَوْ بَاسْ
وَيَخْتَابْ ہے اور دُبَالْتَ۔ بَخْشَ دِيْنَ اس میں حبْ تَنْ دِيْنَ
آسَانَ اور زَمِنَ کَبُرْ جَوْ جَابْ تَبَرَّاَبْ۔ بَيْشَكْ تَبَارَبْ
کَرْ اَتَابْ ہے بُرْ جَا ہے۔

— اور جو بُکْ نیکِ بُخت اور سوچت میں ہو یہ
ہیں اس میں حبْ تَنْ میں آسانَ وَهَنْ کَبُرْ جَوْ جَابْ تَبَرَّاَبْ
وَبَكْ بَخْشَرْ ہے بے اہمَتْ —

(ترجمہ سورہ بُو رَبْ کوہ ۷-۹)

اصلیق تحریق و تفسیر محدث شیخ البہذہ و علام رحمانیہ
یہ تو آیت کے اقتباس میں کمی کی بات ہوئی۔ آئیے اب اس غصہ میں کا جائزہ ہیں جو مصنف نے لکھا ہے۔ اس کے جواب میں ہم خود کچھ کہنے کے بجائے تحریق و تفسیر قرآن مستند فسر حضرت شیخ البہذہ اور علامہ شیراحمد عثمانی کے نوٹ کو پیش کرئے ہیں وہ ایات کے بارے میں دیا گیا ہے:-

• مَادَاهُتُ السَّلْوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَغَيْرُ الْفَاطَة
صحابات عرب میں دوام کے غصہ کو ادا کرتے
کیلے بوئے جاتے ہیں ۱۰۔

ہوتا ہے — کہیں خالص قانونی و آئینی اور کہیں محض ترقیتی و تربیتی — معززہ لے جو اجتنبادی ہٹوکر کھانی ہے نوادا میں اس فرق لطیفہ کا لفڑا نہ از ہو جانا بھی ایک بڑا بھاری عالم رہا ہے۔
اٹ سب گوشوں کے ماحوا دسری بات یہ ہے کہ کسی بھی آیت یا حدیث کا غبوم و ترجیح کرتے ہوئے دین کے اس بھوئی تصور اور ان مسلمات کو ساختہ رکھنا ہوتا ہے جو تاب و سنت میں چاری و ساری ہیں۔ دین کے بھوئی فتویٰ میں بوجاہت فتنہ آئے وہ دین کیسی ہو سکتی ہے۔ کتاب و سنت کی بھوئی تعلیم میں یہ ثابت ہے کہ ایمان اور ایمان صارع ایک چیز کے دوناں نہیں دو چیزیں ہیں۔ اس لئے فضی و خود کے عین ہرگز رہ نہیں جو کفر و شرک کے ہیں۔

اس بات پر بقول علامہ شیراحمد عثمانی رحمۃ الشریعۃ
کا اجماع رہا ہے کہ کفر و شرک کی سزا اُنی دوزخ ہے۔ سیکھ
مصنف ہو صوف نے خود دوزخ کو دادا نہیں مانا اور جنت
کے دوام کو تسلیم کیا ہے اس استدلال کے تبریزہاؤ میں یہ
نکب کہدیا ہے:-

کسی بھی فصل کے تبیر میں دوزخ کی ہر لیکھوت
برائے ترکی ایک زیکر حدود کھی ہے جو اس کے سلطے
کردی گئی ہو۔ کیونکہ سزا کو اس حدستے اُنگی بخدا
دین اس کا جواز اور کتاب شدہ بدی کی خوبیت کرنے کو
یا اس مزاکی حیثیت کے لئے اعتماد نہ کھلا ظلم ہو جائے گا
اور آیت یہ وحدہ کرق ہے کہ کسی کے ساتھ ظالماً
معاملہ ہوگا، (عنقر ۱۸۲)

اسلئے مصنف کے پیش کردہ موقف کے مطابق کفر ک
سزا کیلے جو دوزخ ہے اس کو بھی دوام نہیں بلکہ دوزخ ایک
خاصی مدت تک اینا کام کرنے کے بعد لختا اور ویران اور
پاشہاں ہو جائے گا۔ اس کے ثبوت میں مصنف نے سورہ بود
کی آیات میں دوزخ کے سلطے میں "مَادَاهُتُ السَّلْوَاتُ وَالْأَرْضُ
الْأَكْرَصُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكُ فَكَمْ لَكَ مَا شَاءَ رَبُّكَ"

کرنا ہے کہ جب اپنے خود پر تسلیم کر دے ہیں کہ لکھروہ ہلاکت کا لارڈ جرم ہے جس کے بعد آدمی کے قلب میں جنت کی نعمتوں سے کیف انزوڑی کی صلاحیت اسی ماری جاتی ہے تو پھر کسی بھی ایسے وجوہ کا جنت سے لطف انزوڑ ہونے کے سی امکان کا کیا موقورہ گیا اور ایسا قلب کس طرح اس عذاب سے داس بچا سکے گا جس کے اندر سوائے احساس عذاب کے کوئی احسان لطفی ہی یا قی نہیں رہا؟۔۔۔ یہ ہونا اگر تین حالت زار خدا کی نہیں خود انسان کے اپنے کرتوں کی پیداگی ہوئی ہے تو "ظالم" خود وہ انسان ہی توشیرا جو اپنے اس نظم کا فرکار ہو جاؤ۔۔۔ ایسے اب ان احادیث کی طرف متوجہ ہوں جو مصنف نے پیش کی ہیں اور بخاری وسلم کا حوالہ دیا ہے الگ پر چوہار ناقص ہے۔ اس نے بخاری کے مسلم سلسلے میں جب تک کتاب اور باب کا حوالہ نہ ہو اس کو تلاش کرنا ہر شیر لانے کی قسم ہے۔۔۔ تاہم تلاش کیا گیا۔ اب جو مصنف کے پیش کردہ ترجیحوں کو اصل حدیث سے ملا کر دیکھا تو یہ دیکھ کر دل پر چوہر لگی کہ ترجیح میں غلطی ہی نہیں بلکہ اضافہ تک کی شان ٹکنی ہے اور باستدubit کے بکھر ہو گئی۔۔۔ یعنی دونوں ترجیحوں کو ملا کر دیکھنے۔۔۔ دوزخ پر ابر اس کی خواہش تکرے گا کہ اس میں اور زیادہ تکرے گا اسے جائیں لیکن ایک وقت اسے الگ ہو جانے والے قارئوں اپنے پاؤں اسیں روکھے جائیں وہی کے لئے کریما بر اس کو آسودہ نہیں کرتا۔۔۔ بس اس وقت دوزخ پر کلکٹ اٹھے گا۔۔۔ بس۔۔۔ بس تیری قدرت اور تیری رحمت بہادرناہ چاہتا ہوں۔۔۔ اور قوم ہو چکی۔۔۔ جنت میں بھیر ایک خالی اور دسیع مجذب رہیں خدا اس کو رُنے قسم کے لوگوں سے آباد کرے گا جو اس کے بعد اس میں بس جائیں گے۔۔۔

(حوالہ بخاری، صفوی کتاب ۲۵۵)
ہمیں بخاری و سلم کی جو حدیث اس سلسلے میں گواہ وہ یہ ہے کہ:-

وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَرَأَى جَهَنَّمَ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هُنْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَقُولُ

اس کے بعد اس ترجیح و تفسیر میں ان مقامات کا حوالہ دیا ہے جہاں خلوقِ النار کی خبر واضح طور پر دی گئی ہے مثلاً۔
وَمَا هُمْ بِخَاجَةٍ إِذْنَنَّ مِنَ النَّارِ (وہ اگر سے نکلنے والے نہیں) بقرہ رکوع ۲۔۔۔ المدہ رکوع ۲۔۔۔ بقرہ رکوع ۱۹ "ذمہ ہوگا ان کا عذاب اور انہوں کو مہلت دیا جائے گی" (اس کے علاوہ ایک مقام پر عذاب نار کے سلسلے میں "خالدین خطا ایدا" کہ کر خلوق کو اپد کے ساتھ نوکر کیا گیا ہے جیسا سورہ نسا اور رکوع ۲۳ میں) ان مقامات کا حوالہ دریک علام مرغبانی ریلوٹ دریتے ہیں کہ:-

"اس پر تمام اہل اسلام کا اجماع رہا ہے اور ہمارے زمانیکے بعض نام نہاد مفسرین نے جو کچھ اس کے خلاف جیزی پیش کی ہیں وہ یا روايات تمعینہ و موضوعہ ہیں یا اقوال غریبہ عاولہ یا بعض بعض آیات و احادیث ہیں جن کا مفہوم کوتاه نظری یا عاطل فہمی سے غلط سمجھا گیا۔ (ملاحظہ پر سورہ ہود کی مذکورہ آیات پر تائید تجھی) حق یہ ہے کہ خود مصنف نے "جہنم" کا تصور جس "جدت ملزاں" اور "انداز" میں پیش کرنے کی کوشش سے خود اس کے مطابق کفر کی سزا میں والجی دوزخ کا عذاب کوئی تکلم نہیں ہو سکتا۔ مصنف نے اُنچ سوزخ کا اصل اُنچ فشائی میز اور دہات اُس تقلب انسانی کو ظاہر کیا ہے جس میں قوانین نظرت سے بغاوت کے نتیجہ میں جنت کی نعمتوں سے لطف نکلے گئے اس کی صلاحیت اسی ماری گئی ہو اور اس سلسلے میں "نکلطم عَلَى الْأَذْلَّ فَشَدَّتْهُ" سے استثنیاً وہیں کیا ہے اور دوزخ کو تقلب ماؤف کی اس اُنچ تاکیوں کی ایک ایمپری ہوئی شکل سمجھا اور سمجھایا ہے۔۔۔ چلکیوں ہی ہی۔۔۔ مرکز تقلب مان کر اُپ نے دوزخ کی خارجی جیہیں کو کسی زکسی طرح ہونک مانا ہے اس سے اس سلسلہ بذریعہ مکہتے سنتے کی بات اُنچ اخبار کی جائے کہ دوزخ در حقیقت قوہ کفر زدہ قلب کی اگ کی ایمپری ہوئی شکل ہے یا عذاب کا مستقل طور پر ایک ایسا خارجی باعوں یوں کے اندراں و بی بی اگ کو ایک ہونا کی تقویت میں دعا کر کر دے گا۔۔۔ بھیں اس وقت پیر پڑ

ہے۔ جناب نجیب رحمن حضرت مولانا عین کا ترجیح کیا ہے "اور ہم ان کا اعلان پاکرہ اور خوصی صورت رفیقوں سے قائم کر دیں گے
(سورہ دخان - پارہ ۲۵)

ان آیات "وَيَطْلُو فَعْلَمَاتٍ" اور سورہ طور کی تمامی فہم تو فہم متنتوں، کام اور کیا ہے اور ان کی خدمت میں جوان بیش کیے جائیں گے ایسے صاف و مشتمل ہے محفوظ سے موقوفی ہے۔

حضرت شیخ الہندیؒ کے ترجیح قرآن پاک میں ان دو طوں سیلوں کا ترجیح حسب ترتیب یہ ہے:-

- اور سیاہ دین ہم ان کو خوریں بڑی آنکھوں والیاں ۔
- اور پھر سیاہ میں ان کے پاس چھوکرے ان کے گرد وہ ہوئی میں اپنے خلافت کے اندر۔

"حور" اور "غلیان" کا یہ ترجیح چونصف نے دیا ہے ایک عبور سے کہ نہیں۔ انہوں نے حض اٹکل پچھہ دعویٰ کیا کہ "حور" گرامر کے لحاظ سے موقوف نہیں ہے۔ یہ شاید اسلئے کیا کہ "حور" میں تائیث موجود نہیں ہے اور ان کے لحاظ سے تعقل کی رو سے اسے مذکور ہی ہونا چاہئے۔ یہ عربی کا ایک بہت داد دی کے کام ہے جس مقام پر ہوئی ہے وہ یقیناً بعض میں داخل ہو جائیں گے یعنی دوزخ کا "ہوکا" بہت اور اس کا پھلاو سکدا اور سرث جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں پوری اختیاط و تراکت کے ساتھ اپنے موقف پر نظر ثانی کتاب یا سند زبان میں کام حوالہ ناگزیر ہے میکن موقوف نہیں ہے۔ حالانکہ اس میں تائیث موجود نہیں۔ اسی طرح یہ شمار موقوف الفاظ تائیث سے خالی میں گے۔

یہ ایک بہت سامنے کی بات ہے کہ گرامر کے لئے کسی مستند کتاب یا سند زبان میں کام حوالہ ناگزیر ہے میکن موقوف نہیں ہے۔

پھر شخص اکیلے قرآن جا کو بنیاد بنا کر چل رہا ہواستے اتنا خود سرا اور فیروزہ دار قوہ ہونا چاہئے کہ خود قرآن نے جس لفظ کو صریحاً موقوف استعمال کیا ہے اسے مذکور فراور یعنی کی جسارت کرے۔ صرف سورہ الرحمن دیکھ لیجئے اس میں حصہ

رب العزت فیما قدمه فیذروی بعضها الی بعض فقول نقط بعزم تک و کرم تک ولا زال فی الجنة فضل حتى يلتشی اللہ لیما خلق افسکت هم فضل الجنة ترجمہ۔ حدرت انس کیتھے ہیں کہ تمی صفائح علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دروزہ میں رابر گوں کوڑا لا جاتا رہتے گا اور وہ کہتے ہے گی کہ کہ اور ہے یہاں تک کہ خداوند برکت و برکت اس میں اپنا پاؤں مکھ دے اس وقت دوزخ کے بعض اجزاء بعض میں داخل ہو جائیں گے اور بعض دوزخ پر کے گی میں۔ میں۔ تیری عزت اور تیری عیش کی نسبت میں بھرگئی۔ اس قریب جنت کے اندر مکانات میں زیادت اور دامت ہوئی رہے گی یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ ایک حق مخلوق کو پیدا کرے گا اور جنت کے خالی مکانات کو اس سے بھر دے گا۔ (بخاری وسلم)

آخر صفت نے اسی حدیث کا دوہ ترجیح رہا ہے تو ترجیح میں زیادتی اور غلطی کی عالمت سامنے ہے۔ اور اگر یہ کوئی اور حدیث سے تو آغاز کا اتا ہستہ بتایا جائے۔ ترجیح کی اصل بنیادی غلطی ہمارے خیال میں جس مقام پر ہوئی ہے وہ یقیناً بعضها الی بعض ہے جس کا مطلب تو یہ ہے کہ بعض اجنہ اور اس کا پھلاو سکدا اور سرث جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں پوری اختیاط و تراکت کے ساتھ اپنے موقف پر نظر ثانی کو پیدا کر کے بسا یا جائے گا تا کہ داعی آنکھی دوزخیوں کو نکال کر منتقل کیا جائے گا۔

سخت ضرورت ہے کہ صفت موصوف اس مسئلے میں پوری اختیاط و تراکت کے ساتھ اپنے موقف پر نظر ثانی کریں۔

دوسری غلطی صفت نے "حور" کے ترجیح میں کہ ہے اور حور کے مسئلے میں بالکل ثابت ابیح رکاوی ہے وہ یہ کہ "حور" گرامر کے لحاظ سے موقوف نہیں اور یہ کہ مرد اور خور قوں دو قوں کے جایا تی داعیوں کی تسلیم کے لئے یہ "مخلوق"

سے ہوٹ کم ہرستے ایک رجس و عفو نت ہو جاتی ہے۔ اُدمی جس شے سے جسمانی طور پر پیدا ہوا ہے وہ لطف کیا خود کالی پیش (شم والی قوت) سے براہ راست جڑا ہوا تھیں ہے؟ — اور یہی جنسی دل میں تو ہیں ہو غلط راہوں کی طرف بیجا کر جہاں انسان کو سنگسار کر دینے کے قابل بنادیتے ہیں

وہاں تک کہ راہوں میں پہنچنے ہیں تو رشتہ ازدواج، معافیتی ہمہ دنخا اور نکاح صیحتے روضن نام اختیار کر لیتے ہیں یہی تو میں جو سیخربوں تک تبیدائش میں واسطہ نہیں اور خود سیخربوں نے انہیں اولاد پیدا کرنے کا واسطہ بنایا ہے۔

یہ جنسی دل ایسے بجاۓ خود "جنس" ہوتے تو پیداشرٹین کیسے رونما ہوتا۔ خدا سی دنیا میں دوستی اور اعلیٰ فکل اختیار کرتے ہی جرم و لگاہی بھلک خیر و ثواب بن جاتے ہیں تو اس دوسری دنیا میں الراس کی پوری رطابتوں کے ساتھ ایک اعلیٰ شکل میں رہنے آ جائیں تو کیا قیامت محسوس ہوتی ہے؟

بعض احادیث کی روشنی میں ہبھاں یہ تک پڑھتا ہے کہ اس زندگی کا ایک عمل جو بول دیر از یہی سے افادہ سے یاد کیا جانا سے وہ بھی جنت کی زندگی میں ایک "چیختہ ہوئے پسینہ" کی شکل میں رفرار پڑے ہمارے جنسی طاقت بے چارہ کی اس سے بھی کمی لگدی ہی جیز ہوئی کہ اس کو جنت میں جنت کے شایاں شان کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ تر شکل ہی اختیار کر سکتی کی اجازت نہ دی جاتے؟ — آخر یہ بھی تو سوچئے کہ اُدمی اس دنیا میں جس جس رسائی پر جو شے خدا نے قدر داں کے نام پر قربان کر رہا ہے غیرت خداوندی اس قربانی کو جوں کا توں نوٹ کر رہی ہے تاکہ اسی سکے میں اس کا انعام کہیں زیادہ پڑھا پڑھا کر دیا جائے۔ گویا اس دنیا میں ہم جن جن خواہشات کو اور جن جن لذتوں کو بنام خدا قربان کر رہے اور تباگ رہے ہیں وہ قربانی کسی بھی درجہ میں لذت سے دا اسی محرومی کے ہم سعن نہیں۔ — اگر انسان کو اس خدا اختیار کی محرومی کا پورا پورا صلم جنت میں جنت کے شایاں شان اندراز سے ملنا میں نقاشی فطرت ہے۔ تو پھر جو لوگ اس رنگ و بلوک دنیا میں خالص جنسی داعیوں کے

اوپر ہیں ملا کر اکھٹے چھ مرتبہ جو کو مؤنث بولا گیا ہے جو رہوں کے وصفیں مقصوصیات "جسیں محلی مؤنث جمع اور کہنے والا یہ ہے کہ جو رگرا مرکے لحاظ سے مؤنث نہیں ہے یا الحب !!

پھر اگر "جور" کسی ایسی ہی مؤنث مخلوق کا ہم نہ ہو جس سے مر جنسی تعقیق قائم کر سکیں تو سورہ الرحمن کا یہ فقرہ بالکل بیکار ہو کر رہا ہے۔

لَعْنَتُهُمْ هُمْ أَنْجَاهُمْ لَأَحْجَاهُ

حالانکہ یہ فقرہ اتنی اہم ہے کہ پاس اسی پاس دوبار آیا ہے بخلاف اونوروں سے اگر جنسی مردوں کے لئے جنسی اطفے انہوں کی کسوال غاری از بکث ہوتا تو کیا خالدہ ہو گا سلسلوں کو یہ اطلاق دیتے ہے کہ جوان بیشی دو شیرہ اور غصیقہ ہوئی؟

مصنف کے اس تحریر کے بیس منظور میں درحقیقت ان کا ایک مخصوص ذہنی خلجان کام کر رہا ہے جو جنت میں جنسی اور ہبہوانی تعلق کے کسی بھی تصور سے ان کو لا حق ہو رہا ہے۔

حالانکہ اگر زادخالی اللہ ہم ہو کر سوچتے تو خود ان کو اپنی اس کتاب کے وہ اوراق ان کی تسلیم اور ہنائی کا فرض ادا کر دیتے جاؤ ہیوں نے کھلے دل سے یہ بینا دی حقیقت مانی ہے کہ انسان جنت میں WILL RETAIN THE

PERSUNALITY "ابن شخصیت" برقرار رکھیں گے اور یہ دنیا کی شخصیت برقرار رہنے کا تصور ایمان و خلق اور خود سے متعلق اصولوں کی درگاہ میں ایک معمول ہاتھ ہے یہ شخصیت جب مت کے اس پار برقرار رہیں گے تو اس کے اپنے نام اجزائے ساتھ رہنی چاہئے۔ ان میں سے ہر جزو ایک اعلیٰ ترجیح و کاروبار دھارنے کا تصور ایمان و خلق اور گامبر قرار دہے گا۔ تو ہمیں جنسی داعیوں کی طرف سے وحشت کہانے کی آخر کیا ہزارت ہے؟ — جملہ پر داعیے بھی اس زندگی کے اجزاء تسلیم کا ایک بہت بڑا جزو ہے۔ پر دنیا بھی اسی خدا کی تخلیق ہے اور سلطنت بھی جسکی تخلیق اور سلطنت جنت ہے۔ پہاں بھی حیات طبعی کا کوئی جزو یا دا اچھے بطور خود نہیں۔ پہاں اس کے جعل اور سمجھا ستما

کی بوآتی ہے جواد می خیر و شر میں تیز کے ذریعہ اختیار کتنا
ہے اس لئے صفات الہی کے نئے تو بس انگریزی کا وہی
عام فقط ATTRIBUTES ہی بالکل فٹ ہے۔
(شمس نبید عثمانی)

المفاصح

مشرقی یونپی کے معروف مقام میلو (ضلع عظم گوجرانواہ) میں
ایک مدرسہ ہے مقتصد العلوم۔ تبصرہ نگار کو سوچانے کی سعادت
نصیب نہیں ہوئی لیکن باخبر حضرات سے سنا ہے کہیہ مدرسہ
بڑا معياری ہے "المفاصح" اسی مدرسہ کی الجمن اصلاح
اللسان کے جاری کردہ ماہنامے کا نام ہے جو اسے
عہدہ طفوولیت اسی میں مشائشہ ذوق مطالعہ کیلئے فتح
جذب و شش کا سردار دار منظر رہا ہے۔ سایہ جس کے
سر پر مولانا حبیب الرحمن الاعظمی جیسی شخصیت کا ہوادر
نگرانی جس کی شیخ الجامعہ مولانا عبد اللطیف جیسے بلڈ
فروار ہے ہوں اس کا معياری ہونا حیرت انہیں معياري
نہ ہوتا تو حیرت ہوتی مجلس مشاہدت بھی ناشاہنشہ چارباب
پر مشتمل ہے۔ تین معاویتیں بھی اس جن میں صرف سرتخت خاں
رشید احمد مفتاح کا نام ہے اور دو مدیر ہیں جو یا پورے کیا
حضرات کی سیم ہے۔ ہمارا ذاتی مزار اگرچہ ایسی بھروسہ
پسند نہیں کرتا لیکن ہمارا ذاتی مزار جو محنت نہیں ہے۔

سالانہ چندہ علوم زہو سکارک پرچے کی قیمت پنج روپیہ
پیسے ہے جنہے غالباً پانچ روپے ہو گا کتابت طبا عنۃ کشمیری
اور نظراً فروز نہضائیں جاندار اور منور۔ تو نئے کا کوئی اعلان
اور سے نہیں کیا ہم کہتے ہیں کہ نوٹہ مفت منگائیے۔
پتہ یہ ہے:- ماہنامہ المفاصح۔ جامع مفاتیح العلوم
سو۔ ضلع عظم گوجرانواہ، یونپی

(۱۴-۱۵)

مودودی شہر پارے

امتنان صاف ہی ظاہر ہے کہ یہ نام کس سنبھی
اور شریف ذہن کی پیداوار نہیں ہو سکتا۔ شایدہ استریکی

نازک ترین مجاز بہر حال و حرام میں غیر مکر کے حرام لذتوں سے
خود کو منسی خوشی حروم کر دے ہیں کیا ان کو اس مجاز بہر کوئی
صلح نہیں ہٹانا چاہئے۔ اور اگر ملن جانا ہے تو پھر
کتاب و سنت کو دیکھ کر بتایا جائے کہ غصی داعیوں کی
قریبانی کے انعام کا ذکر "جود" کے سوکھ لفظ سے کیا
گیا ہے اور شوہر اور بیوی کی معیت کا ذکر اس جنت سے
سلسلے میں آخر کس سٹے کیا گیا ہے؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ
خور غلستان کی تشریح میں ہمیں بس اسی حد تک جانا چاہئے
جس حد تک کتاب و سنت لیجاہیں۔ اس سے آئے گے بڑے
کراپے ذہنی خرڅوں کے اشاروں پر حل کر کتاب و سنت
کے ان اشاراتی اتفاقات کو نہ سمجھی پہنانا حقیقت سے منع
پھیر کر پرچاہیوں کا تعاقب کرنا ہے۔

رہنماء بات کی سختی مشرقیں اور اسلام کے معترض
اعتراض کریں گے تو ہمیں ان کے متعلق ذہنوں کے تحریکی
اور نفاسیت کیسی احتراضاً سے ڈرہم کر تھا قریبی
میں دخل در محفوظات کی حاصلت ہرگز نہ کرنی چاہئے۔ وہ
بوگ تو چارہ شاریوں کی مشروط ایجادت پر بھی ناک محبوب
سکیڑتے اور سخنہ بناتے ہیں تو کہاں کہاں ان کی خاطر تواضع
میں دین کو ادا کریں اور کہا ٹاچھا نٹا چاہئے گا۔ ہمیں ان
کے "مسلمان" کہلانے کا ایسا شوق زیب نہیں دیتا کہ خود
کو پڑھوں میں "نکافر" ٹھپیر لیں!

آخر میں ہم ایک بار پھر یہ عرض کریں گے کہ اس
کتاب کا بہت بڑا حصہ دعاۓ خیر اور بدیہیہ سستائش کا
ست quo ہے۔ صصف کا عذر پر دستی اصلاحیت فتویٰ نامی
اور کاوش و محنت نیز ناشرین کی اولو العزمی خدا
خلوص و تعالوں پیش کرنے پر بھاری ہے کتاب کی زبان
بھی بہت ابھی ہے اور اس کا معاویہ بھی ان چند کائنتوں کو
کوئی کمال دیجئے تو "کف گلفارش" ہے ہمیں زبان کی حد
تک ایک چالہ ضرور کھٹک محسوس ہوئی جماں مصنف نے
صفات آنہی کے سے DIVINE MORALS کا
لقطاً استعمال کیا ہے MORALES کے سبھی اخلاق

کی کوشش کرے۔ شیطان جانتا ہے کہ مولانا مودودی کو جیل میں ڈالنے اور ان کی تحریک کو جبر و تشدد سے ختم کر دینے کے باوجود حق و صداقت دم پہیں توڑا گا بازگشت آج بھی گونگر ہی ہے اور نہ جانے کب تک کوئے کیا ہے اس ناطری ہے کہ اس کے پیچے مخالف افسوس گریاں جائی رکھیں اور جتنی گند اچھائی جانے کے اچھائی رہیں۔

”مودودی شریارے“ — ”امانہ حفظیاً پاکستان“ نے شائع فرمائے ہیں۔ واقعی پاکستان مغربی تہذیب و تدنیں اسلام و قرار اور مودودیت کی معمتوں کا محافظہ بننا چاہا ہے ان کی نسبت سے توڑہ ادارے بیجا طور پر ”محافظہ پاکستان“ ہی کہلائیں گے جیسیں مولانا مودودی اور ان کی تحریک اقامت رہی سے کہ ہو۔ عنوان دیر ہو۔ مولانا مودودی رسم شیطانی تہذیب و تدنیں کے بدترین شہیں ہیں۔ ان کی تاریخ ساز مہنتی بلاشبہ اس پاکستان کے

لئے زبردست خطرہ ہے جو اسلام کے ایک طبعزاد خاکے کی تردی کی واشاعت کا علیم بردار بننا ہوا ہے۔ انہیں رک دینے، ان کو رسوا کرنے، ان کی دعوت کا علاوہ گھوٹنے کے لئے جتنا بھی جھوٹ، مکروہ فریب اور جل و جعل ستعال کیا جاسکے کرنا، اسی چاہیئے کیونکہ وہ جاہلیت کی تاریخی جدید و قدیم اقسام کے دشمن ہیں۔ وہ اسلام چاہتے ہیں اور ایسا اسلام جو نلام بن کر نہیں آتا، ان کو رہے۔

شیطان کے قیامت تک زندہ رہنے کا فائدہ ہی کیا ہوا اگر مصلحین و محدثین قدم پر کاٹلوں اور مخالفوں کی چنانوں سے محکماں پولیان نہ ہوئے رہیں، اس کتابیے میں ایک مغالطہ انگیز تہذیب کے بعد جس امت اسلامی دنیا پر سے تقریباً سو نکرسے ہو گئی کی ترتیب سے نہ کئے ہیں۔ یہ بالکل دہی حرکت ہے جو قرآن و حدیث کے ساتھ اسلام کے معاہد کرتے آئے ہیں یا جو بریوی فتنہ گر علماء دیوبند اور علمائے اہل حدیث کی تحریروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ کسی بھی فقرے کا صعب مفہوم و مدعای

سنتہ ہی ہے کہ مصلحین کی مخالفت کہتے والوں میں جو شرک کے شکر مسوداد اور سفلے ہی ضرور تریک رہا کہ مخفی مرتبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یکران ٹک کے ایک ایک صلح اور قائد کی رواداد حیات اخلاق و بکھر ہو۔ جہاں ایک طرف بہت سے شرافاً حزب الشیطان کی صفویں ٹھراں ٹکنے گے وہاں بہت سے اوپاٹس اور رذیل بھی حربی کے بال مقابل داد شجاعت دیتے ملیں گے پھر مولا نامودودی ہی کیسے اس سنت الشر کی زد سے ٹھکر کر ٹکل جاتے ان کی مخالفت کرنے والوں میں جہاں لکھتے ہیا شریف و خیریہ ہیں وہاں سے شمار ایسے خود ساختہ صوفی طبعزاد شہروں اور اپنی آئی کوکہ سے پیدا شدہ پیر فقیر بھی ایں جن کے سامنے ٹھرمائی جائے قعاتے کی بلیک اسٹ میں درج نہ ہوں لیکن ان کی ذمہ سلطی عشدوں اور اوپاٹوں کی ذمہ سلط سے طبعاً مختلف نہیں ہے۔

یہ کتاب تو بسا غیرت ہے تاکہ تو وقٹاً فوٹاً ایسے ایسے پغفلت اور کتابیے موصول ہوتے رہتے ہیں کہ ان پر الہام بخیال تو درکتار اغیض یہ ہنا بھی اتنا انگوہ رہتا ہے یعنی مشکل شدہ شکل لاشون کا سنت آنکھوں کے سامنے ہو ”مشنی مودودی“ — ”دشمن اسلام مودودی“۔

”رغاہ مودودی“ — ”شام رسول“ اور ہر ہی صحابہ مودودی ” — یہ تو سعوی خطابات ہیں۔ متعدد خطابات ان کتابوں اور پوسٹروں میں ایسے ملتے ہیں کہ ان کے ایک ایک حرف سے جلی ہوئی لاشون کی چکریزند اور شہو ہوئے گوشت کی بدبوبی محسوس ہوتی ہے۔

آن مولانا مودودی جیل میں میں ان کا جرم دہی ہے جو امام ابو حنفیہ، امام احمد، ابن حبان، امام ابن تیمیہ و محمد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، شاہ اسماعیل شہریہ وغیرہم کا تھا۔ شیطانی اقتدار کے حدود میں اس سے بلا جرم اور ہبھی کیا سکتا ہے کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ اقتدار کی دعوت دے اور شیطانی اقتدار کو لاکار تھوڑے بے الگ صداقتلوں کے راغ سے مکروہ فریب کا لمع کھریج ڈالنے

کو عرفت و حیا کاروس دے اور بھیک اس وقت جب اس کی رستگاری سے نازہ ہو پڑ کر ہوا اس دا ہنسایہ لکھ چاڑے۔

غیرمیت ہے کہ ایک آخری عدالت بھی آئے والی ہے جہاں انسانوں کے ساتھ ہجتا اور بے لائگ الفاف ہوتا ہے۔ وہی عدالت ہے جس کا تصویر ایسی صبر و ضبط کا یاد رہتا ہے ورنہ چاروں طرف عدل و صفات کے ساتھ جو سخر، جو ظالم و طغیان، جو غشیں اور استہزا ہو رہا ہے سکسل ہو رہا ہے وہ اس کے لئے بہت کافی تھا کہ ہمارے سینے فرطالم سے پھٹ جاتے اور ہماری کھینچن شدت غم سے پھرا جاتیں۔

تپھرہ خاص سخت رہا لیکن ہمارے استھان میں کوجہ خاص طور پر کہے ہے کہ مولانا مودودی کے خلاف لوگ صحابہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کی ذات پر کچھ دھچال رہے ہیں۔ اس کی سعوی سی شال ملاحظہ ہے۔ اسی کتاب میں حدود ۳۷ بدر مولانا مودودی کا یقینہ قلن کیا گیا ہے کہ "جهوت" جس کا استھان بعض اوقات شرعاً واجب ہوتا ہے، کلم علم ہوام کو کرانے اور مفتر کرنے کے لئے ظاہر ہے یہ فقرہ خاصاً کارگر ہے۔ بھی اگر خیال ہوتا کہ اس قول کو نقل کرنے والا جاہل اور بیسمیتے تو ہم یقیناً غصہ کے بجائے تقسیم و توضیح کی سعی بیمعکونہ لیکن اس خیال کی گھاشش ہی نہیں بلکہ اسی "ترجمان القرآن" میں جس سے یہ فقرہ نقل کیا گیا ہے مولانا مودودی کا مفصل مضبوط "جهوت" کے معنوں پر موجود ہے اور اس مضبوط کو پڑھ کر جاہل سے جاہل بھی بیجانے ملکتے ہے کہ مولانا مودودی کے اس فقرے کو نفرت انگریزی کی خاطر استھان کرنے والا دراصل تمام محمدیت و فقہاء، جلیل القدر صحابہ اور خود سرور کوئین صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نفرت انگریزی کو پڑھ کر قرآن کریم کے باہمی اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتی ہے۔ یہی ہے ہمارے دوزنا سعودی نیاں خصوصیت کر آدمی عین بازار میں تنگا ہو کر دوسریں

۱) کے سیاق و سباق تھی سے متعدد ہو اکرتا ہے اگر سیاق و سباق کو نظر انداز کر دیا جائے تو دنیا کی مقدس سے مقدس کتاب حقیقتی کو حدیث اور قرآن تک کے سیکڑوں فقرے ایسے ہو سکتے ہیں جیسیں نفرت انگریزی اور استھان مصلحتی کی ایلسی ہم میں ہتھیار کے طور پر استھان کرنا بہت آسان ہے اما کتاب پر کے مرتبین یہ جو اے ساتھ ساتھ دیتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ جاہل و نیم جاہل ہوام محول کر دیں اور مضافاً میں دیکھنے سے رہتے۔ ان کا تابع نہ اور میڈیا ذہن جو کچھ بھی اشیوں کرے گا افضل کھڑے ہوئے فقوں سے کرے گا اور فتنہ پر برازوں کو بڑی حد تک اپنے ناپاک شدن میں کامیاب ہو جائے گی۔

اس کتاب میں اسے لگے ایک ایک اقتیاس پر ہم طویل گفتگو کر سکتے تھے کیونکہ شاید یہی کوئی اس اقتیاس ہو جیسے ہم نے اس کی اصل بحث پر عمانہ ہوئیں حاصل کیا ہو گا جب کچھوں دلہیت کا درود و درستہ نہیں اور یہ ساری حرکتیں جاہلیت اخدا فراموشی، تغلق طرفی اور خوشامد انتہار کی ایسی لگنیں گاہوں میں پیدھکری جاہر ہیں جہاں سے لائگ سچائیوں کی آذان نہیں ہوئیں سنتی اور نئی نئی بھی جائے تو مزید ضمیروں میں جاہل ہیں ٹھان سکتی۔

عیرت ناک یہ ہے کہ جس طرح تجدید پیشہ حضرات ننانگ، هریاتی و فعاشی اور قرآن سے محلی بقاوت تک کھلے آیات قرآنیہ ہی کوہیں کے طور پر استھان کر تے ہیں اسی طرح اس کتاب پر میں بھی قرآن کی یہ آیت بہت نیاں گر کے بخط عنوان شاہیں کی گئی ہے۔

واعتصموا بمحیل اللہ جیسیہ اولاً تفرقوا۔

یعنی عین اس دکان برو افراق میں مسلمین کی جنس فروخت کرنے کے لئے سماں گئی بورڈ لکھا یا گیا ہے اس آیت کا جو ایلسی ہر فتنہ انگریزی کو ختم کر کے باہمی اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتی ہے۔ یہی ہے ہمارے دوزنا سعودی نیاں خصوصیت کر آدمی عین بازار میں تنگا ہو کر دوسریں

عیار تین اپنی اعمل جگہ فتحی نگینوں کی طرح حوطی ہوئی ہے
انہیں اکھاڑا لکھاڑ کر خرافت زمرے باور کرایا گیا ہے۔

«جھوٹ کے جواز» کا انعام چونکہ بعض اور لوگ بھی دقتاً فوت مولانا مودودی کے خلاف اچھائی رہتے ہیں اور خیر سے آج کل پاکستانی پارلیمانی سکریٹری بھی یہ نسک کام انجام دے رہے ہیں جس ای شکاری میں کسی بچہ مولانا مودودی کی پوری بات تلقی کر رہے ہیں تا نظرِ فرمائیں اور پھر اضافت کریں کہ ہمارا بھتیجا ناجاہے یا یہ جو۔

(عامر عثمان)

سے انہیں بلکہ بخاری ہے سلم، ترمذی، احمد، نافی۔ حاکم اور ابن حبان کے روایت فرمودہ ارشادات رسولؐ کی ترجیحی میں کیا ہے اور ساقی اسی مستند و الوہ کے ساتھ یہ بھی بتا دیا ہے کہ ان پیغمبر ارشادات سے جو توجیہ میں اختیار کردیا ہوں وہی تمام علمائے اسلام نے متفقہ طور پر بدکیا ہے۔ پرب کچھ بھتے کے باوجود اگر کوئی شخص یقین میں سے ایک مخالف ایکسر اور گمراہ کن فقرہ لکال کر خواہ کے آئے رکھدیتا ہے تو اس کی بے ایمانی اور سیاہ قلبی پر خصمہ آئے تو کیا آئے۔ اس پوری کتاب میں تھا جس طبقہ برناگیا ہے اور مولانا مودودی کی جو

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتابیں

۳/-	صدرا سے رفتعت	۷۲۲	غیر مجلد	حضرت بلالہ
۲/۵۰	انسانیت موت کے دروانے پر	۷۲۳	غیر مجلد	ابوالیب الفadrی
۵/-	حالات جو بھیں شرور معرفت بن لگئے	۷۲۴	غیر مجلد	رسید الشہید احمد تھرو
۳/۵	انسان کی حیات صافو	۷۲۵	غیر مجلد	عبدالله بن ابوحنیفہ
۶/۵	تبرکات آزاد رہ	۷۲۶	غیر مجلد	مخدوم جمال الدین
۲/۲۵	صلوٰۃ حق	۷۲۷	غیر مجلد	صادرکنیجہ مختلف بحول کی موافق اور
۵/-	ضروری نوٹ: ان پچ کتابوں کی بھروسی قیمت یو نے پوچش بدوپی ہوئی ہے لیکن	۷۲۸	غیر مجلد	اسماں عظیم سے
۵/-	ایک سادھ طلب کرنے پر یہ صدیث صرف	۷۲۹	غیر مجلد	کفر و اسلام کی کسوٹی
	بیس روپیے پر تیش کر دیا جائے گا۔	۷۳۰	غیر مجلد	حقائقہ مہاہیلہ و علمائے دیوبند
-/۵۰	علم ناز	۷۳۱	الحلقة في مخلوقات الش	دہلی کی ہیوان
-/۸۰	ناز کے فضائل	۷۳۲	تبیخ دریں	محبک دیاریت کے ایک لفڑ
-/۴۵	خاصان خدا کی ناز	۷۳۳	تقلیدِ امام غزالی	تعزیز علماء اسلام کی نظریں
-/۴۵	خاصان خدا کا خوف آخوت	۷۳۴	مہمان العابدین	بلاغ المیس

اماں غزالی کی کتب کتابیں

اردو لباس میں

۳/۲۵	علم ناز	۷۳۵	تبیخ دریں	ہمارے پیغمبر
-/۸۰	ناز کے فضائل	۷۳۶	مہمان العابدین	حضرت عاشورہ محدث فرقہ
-/۴۵	خاصان خدا کی ناز	۷۳۷	الحلقة في مخلوقات الش	«فاطمہ زہرا رہ
-/۴۵	خاصان خدا کا خوف آخوت	۷۳۸	تقلیدِ امام غزالی	غیر مجلد

رد پر عجت

رد پر عجت کیا ہے؟	۹	محلہ
رد پر عجت	"	"
تحقیق مذاہب	"	"
وجہ و مساع	"	"
خلاصہ مسلمین	"	"
چالیس بیشتر غیر	"	"
اسلامی عقیدے	"	"
کفر و اسلام کی کسوٹی	"	"
حقائقہ مہاہیلہ و علمائے دیوبند	"	"
دہلی کی ہیوان	"	"

سوائی اور حالات

حضرت عاشورہ محدث فرقہ	۱/۲۵	غیر مجلد
«فاطمہ زہرا رہ	۱/۴۵	غیر مجلد

کیونز م کے خدو خال نمایاں کرنے والی کتابیں

اب بیس ترقی پسندی

ترقی پسند حکیم کا بے لگ تاریخی اور فتوحات
چاروں ہوپالیں سکھ کرتے ہیں۔ اپنے خوضوع پریل و جام
کتاب جس کا ترجمہ کی خوبی ربانوں میں ہے۔ ۲۰۰ صفحات
قیمت ایک روپیہ۔ مکریزی اپیشن درود پیپر۔

سورا کی بار

یک اور پڑی کی از کل شش کی خیال نزد راست
بوجوہ صدیک کا ایک بیکاری زندگی نادل۔ روپی ادب کا شاہکار
ترجمہ گوپال تسلیت قیمت درود پیپر۔ ۵۰ پیپر۔

ثین

انقلاب و رس کے باقی نکالنی یعنیں کی منند
ترین سوچ جویں یعنیں سے قبیل ربط رکھنے والا انقلابی
ذیوذ شوب کے قلم سے۔ ترجمہ گوپال تسلیت ۲۰۰ صفحات
قیمت ایک روپیہ۔

عالیٰ سیاست میں جمہوریت

بین الاقوامی سیاست میں جمہوریت کے کردار اور
جمہوری اصولوں کی کارفرائی کے احکامات کا یہ مقال
نگارہ۔ بوجوہ عالیٰ سیاست کے پرچم و حمامات کو
جس کے لیے اس کتاب کا مطالعہ جو خود می ہے۔ ترجمہ
گوپال تسلیت ۱۰۰ صفحات۔ قیمت۔ ۵۰ پیپر۔

انیس سوچورا اسی

چارچ آرولی ہائیٹ نادل جس میں بتا گیا ہے
کہ گزر ہام جبر کو درکا کیا تو آئے جن کی کتن ہم گیر جعلی
گواہ۔ ۱۹۶۳ء میں دنیا کا ہونا نقش پوچھا ہے۔ اس کی
بیانیں تصریح ہے۔ ترجمہ یہ پریل و جامی۔ قیمت
۲۰۰ پیپر۔

کیونز م پریمان لائے کے ووک ہے۔ اس کے بعد الحروف
نے اس رحالت کی کہا کہ اسے ان کے ایمان
بین رنگی خال دیتا۔ ترجمہ گوپال تسلیت ۲۰۰ صفحات
قیمت ایک روپیہ۔

آزادی کی طرف

ایک ممتاز رومن افسروں کی کراٹ ٹینکوں کا کٹا
اچھرا پتی۔ یہ کتاب حقیقی امکن اگلے بڑے ایسی ہی
دل چسپ ہے۔ ایک باشروع کر کے اسے ختم کے
بیڑا پ رخو سے ہیں۔ یہیں گے۔ ترجمہ یہ نہ صاف
۲۰۰ صفحات۔ قیمت تین روپیے۔

عثمان بطور

چین کے مہار عثمان بطور اور ان کے ساتھیوں کی
دور انجمن سرگزشت جس کے بھادرا کا نام اس نے
اسلام کے دو ادی کے چاہدوں کی دی تازہ کردی۔ ان
میں دو یونیورسٹیوں نے اپنے نہیں بڑے عمارتے
کو عالمی کل شکریہ سے بچانے کے لیے اپنے خون کا آنکھی
لطفہ نہ کہا۔ ترجمہ یہ پارہ احمد بڑھی۔ ۲۰۰ صفحات۔
قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیپر۔

آج کا چین

شوہر نہ دشان عالم کا اکثر اس چینی شہر کا سفرنامہ
کیونڈینیں کی نہیں کے روز بخیر کہاں جاؤ۔ اسی ایڈیشن اوری
مولانا محمد شان فارغیہ۔ ۲۰۰ صفحات۔ قیمت ایک روپیہ۔

سرگزشت امام

چین کے شہر امام کا اذجان کی آپ بنی۔
اسلام کی خدمت کرنے کا تحریر ہے چین چکے اور خود
دین کی پاداش جس کی تبریزت خداوند مسلم کا سنا کی۔ ترجمہ
کوئی صاحب میر روزانہ دعوت۔ دل۔ ۲۰۰ صفحات
میں کے ۵۰ پیپر۔

چین کے مسلمان

پبلومات افریکاں پیچی چینی مسلمانوں کے تاریخی
حالات اور ان کی موجودہ حالات پر روشنی دیتے ہے۔
پیش لفظ مولانا عثمان فارغیہ۔ ۲۰۰ صفحات۔ قیمت
۲۰۰ پیپر۔

پتھر کے دیقا

دنیا کے پتھر شہر ادیبوں کی آپ بیتیاں۔ ان
اپ بیتیوں میں، انھوں نے ان اس اپ بڑے دشمنی والے چین

آزادی کا ادب

ہندوستان اور پاکستان کے تیوری پر شاعر لفڑا جگہ

اور ناقلوں کی تعبیر کریں۔ ترجمہ گوپال تسلیت ۲۰۰ صفحات۔

اس پتے سے منگائیے۔ مکتبیہ سفلی۔ دیوبند شلیعہ سہاران پور۔ ۱۹۷۴ء۔ پنی۔



DURR.E.NAJAF



دُرْجَفْ كُورْزْ كَا سِنْسْ مُولْ بنا يَيْ كِيْونْكِيْ يَهْ
نَجَاهَهْ كَوْ آخْرِ عَشْرِ تَكْ قَائِمَ رَحْمَانِ دِيْوَنْدِيْرَهْ
دَارُ الفِيْضِ رَحْمَانِ دِيْوَنْدِيْرَهْ